DIRECTORATE OF DISTANCE & ONLINE EDUCATION UNIVERSITY OF JAMMU JAMMU



SELF LEARNING MATERIAL B. A. SEMESTER - IV

SUBJECT: PERSIAN UNIT: I-V

COURSE CODE: PR-401 LESSON NO.: 1-28

DR. HINA S. ABROL COURSE CO-ORDINATOR

http:/www.distanceeducationju.in

Printed and Published on behalf of the Directorate of Distance & Online Education, University of Jammu, Jammu by the Director, DD&OE, University of Jammu, Jammu.

PERSIAN

Course Contributor : Prof. (Dr.) Mushtaq Ahmed

Content Editing and Format Editing: Prof. (Dr.) Mushtaq Ahmed

© Directorate of Distance & Online Education, University of Jammu, Jammu, 2023

- All rights reserved. No part of this work may be reproduced in any form, by mimeograph or any other means, without permission in writing from the DD&OE, University of Jammu.
- The script writer shall be responsible for the lesson / script submitted to the DD&OE and any plagiarism shall be his/her entire responsibility.

Printed at: Ashish Art Printers /May 2023/50 Books

تفصيلات كتاب:

SLM

سيلف لرنگ ميٹيريل

For B.A IV-SEM

برائے: بی،اے(فارس)

Course No: PR-401

کورس نمبر: PR-401

ٹائیٹل: Persian Text & Grammar

Course Cordinator: Dr. Hina S. Abrol

كورس كوار ڈينيٹر: ڈاكٹر حناابرول

Editor/Compiler: Dr. Mushtaq Ahmed

ایڈیٹر/مرتب: پروفیسرمشاق احمہ

ڈائر کٹوریٹ آف ڈِسٹنس ایجو کیشن یونیورٹی آف جموں



سيلف لرنگ ميٹيريل

کلاس: بی،اے سمسٹر:چہارم

مضمون: فارسى يونث:-ا-۵

كورس نمبر: PR-401 ٹائيل PR-401

کورس کوار ڈینیٹر: ڈاکٹر حناابرول ایڈیٹر / مرتب: پروفیسر مشاق احمہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔اس کتاب کا کوئی بھی حصہ کسی بھی شکل میں جموں یو نیورٹی کی تحریری اجازت کے بغیر شائع نہ کیا جائے۔

PERSIAN

SEMESTER-IV

Examination to be held in the year Dec 2021, 2022 & 2023

Title: Persian Poetry/ History of Persian Literature

Course Code: PR-401

Duration of exams : $2^{1}/_{2 \text{ Hrs}}$

Theory Exams : 80

MM : 100

Internal Assessment : 20

UNIT-I

Translation/Explanation/Summary/Sum & Substance/ central idea.

ا:-رسالهٔ مناجات (ازمیر سید علی ہمدانی) ۲:-ذخیر ةالملوک-(ازمیر سید علی ہمدانی)

۳: - وزن برداران

UNIT-II

Translation/Explanation/Summary/Sum & Substance/ central idea.

UNIT-III

Translation/Explanation/Summary/Sum & Substance/ central idea.

- 1. Critical evaluation of the above prose writers and their prescribed work.
- 2. Answer of prescribed Questions of Unit-I to III

۱:- نظامی گنجوی ۲:- محمد حجازی ۳:- محمد عوفی

هم: ـ سعيد نفيسي

a:_سوالات از بونٹ اول تاسوم

UNIT-V

Detailed study of Origin and Development of Persian literature during "Suljoq Period" (سلبحوتی دور)

Prescribed book:

۱:- بهار شخن از کپور برادر س
 ۲:- کتاب در س فارسی از شمس الدین احمد
 ۳:- از صباتا نیمااز یحلی آرین بور
 ۲:- نیاایر انی ادب از ظهور الدین احمد
 ۵:- تاریخ ادبیات ایران از دا کثر رضاذ اده شفق

Note for Paper Setting.

The paper setter shall set two questions from each unit in accordance with the syllabus detailed under the respective units and students shall be required to attempt one question from each unit. The total number of Questions to be attempted from all units shall be five. All units shall carry equal marks.

فهرست:Contents

]	Page. No	Author	Title	S. No
9	ر 8	يروفيسر مشاقاح	رسالهٔ مناجات	_1
12	2 -		ذخير ةالملوك	٦٢
30	0 -		وزن برداران	س
3.	5 -		داستان خير وشر	_6
52	2 -		محمد بن زكر" يارازي	_۵
5'	7 -		پزشک انسان دوست(۱)	_4
60	6 -	(پزشک انسان دوست (۲)	
7:	5 -	(رود کی پایه گذار شعر فارسی	_^
84	4 -	(1)	فداكارى مادرواراد هُ فرزندا	_9
90	0 -	(r)	فداکاری مادر وارادهٔ فرزند(_1+
9:	5 -		بانوی فانوس به دست	_11
99	9 -		مير سيد على ہمدانی	_11
109	9 -		نظامی گنجو ی	ال سال
11.	3 -		محر حجازي	۱۳

117	-	مجمه عوفی	_10
118	-	سعید نفیسی	_14
121	-	سوالات کے جوابات	_14
-	-	رسالة مناجات	_1^
-	-	ذخيرة الملوك	_19
-	-	وزن برداران	_٢+
-	-	داستان خير وشر	_٢1
-	-	محمد بن ز کر ^۳ یارازی	_۲۲
-	-	یزشک انسان دوست (۱)	٢٣
-	-	یزشک انسان دوست (۲)	_۲۴
-	-	رود کی پایه گذار شعر فارسی	_۲۵
-	-	فىداكارى مادر واراد هُ فرزند(1)	_۲4
-	-	فىداكارى مادر واراد هٔ فرزند (۲)	_۲∠
-	-	بانوی فانوس به دست	_٢٨
145	-	سلجو قی د ور میں فارسی شعر وادب کی ترو یج و تر قی	_٢9
147	-	باباطاهرعرياب	_٣+

148	-	ابوسعيداني الخير	اس
151	-	سنائى	٦٣٢
154	-	خواجه فريدالدين عطار	_٣٣
156	-	ناصر خسرو	ساس
158	-	مسعود سعد سلمان	_٣۵
163	-	انوري	- ~ Y
166	-	خاقاني	-٣4
169	-	كشف المحجوب	- m A
172	-	کیمیای سعادت	_٣9
175	-	چهار مقاله	-1~+
179	-	گنتی	۴۱
185	-	واژهنامه	4

پېلاسېق رسالهٔ مناجات(ازمیر سیدعلی ہمدانی)

اے خدا! اے مالک! اے بادشاہ! ہمارے دل کے چہرے کو "خدایامیر ا سینہ کھول دے" کے طفیل اپنی عظمت کے آفتاب کی کرنوں سے روشن رکھ اور ہماری زبان حال کی بلبل کو اپنی بے نیازی کی عنایت کی امداد سے وقت کا ترجمان بنا۔

اپنی شفا کے مرہم سے ہر زخمی دل کو مندمل کر! اے لاچاروں کے مددگار!اوروہ جس کی بخشش آوارہ پھرنے والوں کی مددگارہے!...

اے وہ جس کی مہر بانی کی خوشبوؤں کے آثار ہر کامیابی کا سرمایہ ہیں! اے وہ جس کے فضل وکرم کی خوشبوؤں کے جھونکے ہر زخمی کی جان کوراحت دیتے ہیں! اے وہ جس کے وصال کی صبح کی ہلکی ہلکی ہوا جدائی کی آگ میں جلنے والوں کے لئے امید کا مقام ہے! اے وہ جس کی عنایت کے دریا کا صاف و شفاف بانی عشق کے جنگل کے تھکے ماندے مسافروں (عاشقوں) کوزندگی بخشنے والا ہے! اے وہ جس کے مشافروں (عاشقوں) کوزندگی بخشنے والا ہے! اے وہ جس کے فضل و کرم کے سابقے ہر ناچیز کی مدد کرنے والے ہیں! اور اے وہ جس

کی بے حد معافی کی خوبیاں ہر بے عذر کا عذر قبول کرنے والی ہیں!

اے کریم! اے باد شاہ! رنج وغم کے جنگل میں بھٹکنے والوں کے آنسوؤں کے صدقے اور جدائی کے در د کے صحرا کے بیاروں کے سینہ کی جلن کے طفیل ہمارے اقوال واعمال کو ناشائشگی اور برائی سے محفوظ رکھ۔

ان ناچیز عاجزوں کے راستے سے غرور کی بدیختی کاپردہ اٹھالے۔ ہمارے دل کے شیشے کواپنی عنایت کے صیقل سے دشمنوں کے کینے کی دھول کی میل سے پاک کر۔ ہماری غفلت کے لباس کے گریبان کو اپنی راہنمائی کے نور کے زور (رعب)سے پھاڑدے!۔

اے خداجس پر تیری مہر بانی ہو جائے وہ ہر گزنہیں مرتااور جس کو تیر اقہر گرادے اس کو کوئی بھی نہیں اٹھاسکتا۔

اے خداہم جدائی کی آگ میں جلے ہوئے ہیں۔ تواپنی مہر بانی کی نسیم سے اپنے جلنے والے عاشقوں کوراحت دے! ہم ناکامی ونامر ادی کے جنگل میں بھٹکنے والے ہیں تو ہماراکام بنا۔

اے خداہم در دوالم کی بیاریوں میں مبتلا ہیں تو ہمیں کوئی شربت دے! ہم مصیبت کی چوٹوں سے زخمی ہیں تو ہمارے زخموں پر کوئی مرہم لگا! اے خداہم فطرت کے کنویں میں گرے پڑے ہیں توا پنی بے حد عنایت سے ہماری مدد کر! ہم جدائی کی شرم اور ذلت ور سوائی کی دہلیز پر کھڑے ہیں تو ہمارا عذر قبول کر!

اے خدا! بندگی کی راہوں پر چلنے والوں کے صدقے، جرت کے بیابان

کے عاجزوں (محوجیرت ذات بندگان خدا) کے طفیل، تیرے عشق کے شراب
خانے کے رندوں کے لحاظ سے جھوں نے رات کے وقت تنہائی میں اپنی محبت کا
پہنداسوائے ذات واحد کے عشق کے منارے کے کہیں نہیں پچینکااور تیری درگاہ
کے پاکباز جواریوں کے واسطے سے جھوں نے تیریعشق کے جوا خانہ میں دونوں
جہانوں کی نقذی کو ایک ہی داؤپر لگا کر ہار دیا (شکست کھائی) ہماری تمام دینی
ودنیوی مرادوں کو اپنے فضل رہائی کے دریا کے تقاضے سے پوری کرکے نیک انجام

اے پوشیدہ راز کو جاننے والے! اور اے حقیقق اور اصلیتوں کے خزانے ظاہر کرنے والے! اے حکیم جو تمام دلوں میں موجود رازوں کو جانتاہے! اے کریم جواپنی سخاوت کے سمندر کے چھینٹوں کے فیض سے جور و جفا کا قلع قمع کر سکتا ہے!۔

اے خدا! جس طرح تونے عنایت کی تالی (چابی) سے رحمت کے خزانے کا در وازہ کھولا اور اپنی سخاوت کے تقاضا سے ہمارے سروں پر وجود کا تاج رکھا اسی طرح اپنے فضل کے کمال سے اور اپنی بے حد عنایت کی راہ سے غفلت کے جنگل کے ان تھکے ماندوں کے دلوں سے غدار دنیا کی محبت کا تالا کھول دے اور ہمارے حال زار سے رحم کی نظر نہ ہٹا۔

اے خدا قبر کی خو فناک رات میں اپنی بخشش کے بادل کے طفیل معافی کی بوندوں کو ہماری پناہ وامان بنااور قیامت کے دن ہماری امید کے چہرے کو ہماری برے اعمال کی شامت کے داغ سے سیاہ (کالا) نہ کر۔

دوسراسبق ذخیر ةالملوک-(ازمیر سید علی ہمدانی)

اے عزیز! توبیہ جان کہ خدائے بزرگ وبرتر نے انسان کو دوحیثیتوں سے پیدا کیا ہے۔ایک ظاہری شکل اور دوسری اندر ونی خصلت پاسیر ت۔صورت کو خَلَق کہتے ہیں اور سیرت کو خُلق کا نام دیتے ہیں۔ان دونوں حقیقتوں میں سے ہرایک میں خوبی بھی ہوتی ہے اور برائی بھی۔ چنانچہ صورت کی خوبی اس وقت تک کامل نہیں ہوتی جب تک تمام ظاہری اعضاء میں تناسب نہ ہو مثلاً آنکھ، بھویں، گال، ہونٹ، منہ، ہاتھ، یاؤں اور قد کاٹھ۔اسی طرح سیرت کی خوبی جسے حسن خلق کہتے ہیں کمال نہیں پاتی جب تک احیھی صفتوں میں اعتدال پیدانہ ہو مثلاً علم و حکمت، پر هیز گاری، سخاوت، بهادری، بر د باری، عاجزی، خودی، پاکیزگی اور انصاف۔ پیرصفات افراط و تفریط کی حدود سے باہر ہیں کیو نکہ ان صفات میں سے جو بھی افراط یا تفریط کی حد تک پہنچ جاتی ہے وہ بری اور سیر ت کے حسن پر ایک دھتبہ (عیب) بن جاتی ہے۔ جبیبا کہ سخاوت کے افراط کے پہلو کو فضول خرچی یا نا مناسب صرف کرنا کہتے ہیں اسی طرح اس کے تفریط کے پہلو کو تنجوسی اور بخل کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ دونوں پہلو قابل مذمت ہیں اور حسن سیر ت کو زائل کرتے

ہیں۔ حسن سیرت کا کمال افراط اور تفریط کے در میان اعتدال کی حد میں ہے۔ تمام صفات کے بارے میں اسی طرح سمجھ سکے۔

پس حسن سیرت جسے حسن خُلق کہتے ہیں نفس کی وہ کیفیت مراد ہے جس
کے زریعہ انسان کے لئے اعتدال کی حد کے قریب پہنچنا آسان ہو جاتا ہے۔ جاہل
کافروں اور زندیقوں کا گروہ کند ذہنی کے سبب اس کا مطلب نہ سمجھااور بے حد کم
فہمی کی وجہ سے انھوں نے خیال کیا کہ حُسن خُلق کا مطلب یہ ہے کہ جنسی اور
غضبی صفات کو دل سے مٹادیا جائے کیونکہ یہ بری صفات کے نشونما کا سبب ہیں اور
برے اخلاق کا منبع ہیں اور یہ بات ممکن نہیں ہے اور جس چیز کو مٹانا ممکن نہ ہواس
کور فع کرنے کی کوشش کرناوقت کوضائع کرنا ہے۔

پس انہوں نے حلال کاموں کے میدان میں نفس پرستی کی باگ ڈور ناجائز سمجھا۔ شرح کے حکموں، ہدایتوں اور حدوں کو ترک کر دیااور گر اہی کے جنگل میں کھو گئے۔ اور جابل بد بختوں کی ایک جماعت کو اپنے بیجھے لگا کر گر اہ کردیا.... داناؤں اور عاقلوں کے نزدیک صفات کی تبدیلی اور انہیں افراط و تفریط کے اطر اف سے حداعتدال تک واپس لانے کا امکان معقول و منقول دلیلوں کی بنا پر واضح روشن ہے۔ اگر ایسانہ ہوتا تو تمام نصیحتیں اور وعظ بے کار ہوجاتے ہیں اور تمام شرعی سزائیں اور نبوی ہدایتیں فضول ہوجاتیں۔رسول علیہ السلام فرماتے تمام شرعی سزائیں اور نبوی ہدایتیں فضول ہوجاتیں۔رسول علیہ السلام فرماتے

ہیں: ''اپنے اخلاق کو نیک بناؤ۔''اگر جیہ شہوت اور غضب کی قوتیں تباہ کن صفات ہیں لیکن انسانی عمارت (جسم) کی بنیاد کا قیام انہی قوتوں کے ساتھ وابسطہ ہے۔اگر قوت شہوت نہ ہو تو غذا کو جذب کر ناجوانسانی زندگی کا مادہ ہے کسی اور قوت کے زر بعہ سے ممکن نہ ہو گا۔لیکن ان دو قوتوں کی خوبی و برائی اور در ستی وبگاڑ کے پہلو بھی ہیں۔ان قوتوں کی برائی اور بگاڑ افراط اور تفریط ہے۔اور ان کی خوبی اور در ستی ا عتدال کی حدیے۔ان دوصفات کی اعتدال بیہ ہے کہ ان میں قواعد شرع کالحاظ ہو۔ اور ان کو حرکت دینا یارو کنا خدا کی مرضی اور حکم کے مطابق ہو۔ آخرت کی سعادت چاہنے والوں کو حکم دیا گیاہے کہ وہان صفات کوافراط و تفریط (نامناسب زیادتی اور کمی) کے ہلاکت خیز مقام سے ہٹا کر اس مقام (حداعتدال) تک واپس لائیں۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے مادہ کو مکمل طور پر دل سے مٹادیں بات ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدائے بزرگ وبرترنے فرمایا: "عضه کو دبانے والے'' بیرنہ فرمایا:''مٹانے والے اور نیست و نابود کرنے والے'' بلکہ یہ فرمایا کہ ان صفات کا حد اعتدال تک پہنچنا ہی کمال ہے نہ کہ ان اومٹادینا۔ در حقیقت جس طرح تھجوراورانگور کے دانے میں ایک قوت یوشیدہ رکھی گئی ہے جس کی تدریج اور تربیت سے وہ دانہ ایک بھلدار درخت بن جاتا ہے اسی طرح مومن کے وجود میں ایک پوشیدہ راز امانت کے طور پر رکھا گیا ہے جس کے طفیل ممکن ہے کہ مومن

تو فیق وعنایت الهی اور لگاتار تربیت کے واسطے سے حکیم اور ولی کے درجے تک پہنچ جائے۔

تربیت اور تبدیلی کااثر قبول کرنے میں اخلاق (سیرت) کے تین مرحلے ہیں: پہلامر حلہ بچین جب بچے میں جھوٹ کے تمیز نہیں ہوتی۔

نیکی اور بدی میں شاخت نہیں کر تا۔اس کے دل کاشیشہ بگڑی ہوئی رائے کے غیار اور جھوٹے اعتقادات کی سیاہی سے سیاہ (کالا،میلا) نہیں ہوتا۔اوراس کا دل جنسی خواہشات کی پیروی کاعادی نہیں ہو تا۔ایسے شخص کادل ناصح کی نصیحت سے جلد متاثر ہو تاہے اور پیر مرشد کی فرمائش آسانی کے ساتھ اس کے دل میں گھر کر جاتی ہے۔ دوسرا مرحلہ: وہ بہ ہے کہ جب نیکی اور بدی میں تمیز کی جاتی ہے۔ لیکن شہوات کی شدت کے باعث وہ نیک کام پر ڈٹا (جما) نہیں رہ سکتااور نہ ہی بندگی کی تکلیف گوارا کر سکتاہے لیکن وہ اپنی غلطی کو مانتا ہے۔اس شخص کی حالت پہلے کی نسبت ایک درجہ مشکل تر ہوتی ہے کیونکہ اس کوپہلے برے مادے کو دل سے محو (مٹانا) کر نایڑ تاہے۔ پھر اسے ایسی اچھی صفت کا پیج بو نایڑ تاہے جو اسے بندگی اور نیکی کی طرف واپس لائے۔ تبسرامر حلہ :اس مرحلے میں انسان کی رائے اور حجوٹا اعتقاد ترقی پاچکے ہوتے ہیں اور وہ جھوٹ کو سیائی خیال کرتا ہے اور برائی کو نیکی تصور کرتاہےاور بدیوں کے اظہار پر فخر محسوس کرتاہے۔ایسے شخص کامعا ملہ سب

سے زیادہ مشکل ہو جاتا ہے۔ عاقل کی نگاہ میں ایسے شخص کی راہنمائی اور در ستی سے تو ناخن کے ساتھ پہاڑ کھود نااور ٹھنڈے لوہے کو کوٹنا آسان تر ہے۔ عربوں کی ایک کہاوت (مثل) ہے کہ "ادیب کے لئے سب سے زیادہ سخت مصیبت تجمیرے کو سدھانا یاادب سکھاناہے ''۔اے عزیز! محققوں کے خیال میں اخلاق یا سیرت کی خوبی روح اور دل کی صحت کا باعث ہے۔ جبیبا کہ انسان کے ہر عضو کے کئے صحت بھی ہوتی ہے اور بیاری بھی اور عضو کی بیاری کی نشانی پیرہے کہ جو کام اس عضوکے لئے مخصوص ہے۔اس سے اس کام کا انجام پانامشکل ہو جاتا ہے جیسے آ نکھ سے دیکھنے کا کام، کان سے سننے کا کام اور زبان سے بولنے کا کام۔اسی طرح دل کی? قوت اور خاصیت خدا کی معرفت (پیجان) اور محبت ہے۔ اور دل کی بیاری کی علامت بیہ ہے کہ اپنی خاصیت سے محروم ہوجاتا ہے اور اپنی قوت سے نفرت کرنے لگتاہے اور اس پر عام مجازی محبوبوں اور ظاہری معشو قوں کاغلبہ ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کی مثال اس بیار کی سی ہے جو بیاری کے غلبے کی وجہ سے کھانے پینے سے نفرت کرنے لگتاہے اور مٹی و کیچڑ کھانے پر راغب ہو جاتا ہے جو موت کا سبب ہے۔جوشخصاسامر کی حقیقت کو جان لیتاہے وہ سمجھتاہے کہ اکثر لو گوں کے دل اس مرض میں مبتلا ہیں سوائے اس صورت کے جب اللہ سبحان و تعالی جاہیے۔ اسے اس بیاری کا پیتہ نہیں چلتا یہاں کہ بیہ بیاری دائمی موت میں انجام پاتی ہے اور

موت کے آنے پر ہی پر دہ کھلتاہے۔اس وقت وہ جان لیتاہے کہ یہی بیاری تھی جو ا نہیں دائمی موت کی طرف لے گئی اور انہیں خبر تک نہ ہو ئی۔اور بعض لوگ جو اس بیاری سے آگاہ ہو گئے ماہر طبیب نہ یا سکے۔ دل کی بیاریوں کے معالج دین کے علما اور اہل یقین (عقیدت مند) ہزرگ ہیں۔ چونکہ اس زمانے کے عالم اور شیخ سب سے زیادہ بیار ہیں اس لئے وہ دوسروں کا علاج کیسے کریں۔ جب دین کے را ہنماخود گمر اہ ہیں وہ کسی دوسرے کو کیسے راہ پر لائیں۔ بعض بست ہمت انسان جو محنت کرنے کاحوصلہ اور نفس کی مخالفت کی قوت نہ رکھتے تھے اگر چیہ انہیں طبیب مل گیالیکن انہوں نے تلخ دوا کو گوارانہ کیااس لئے علاج معالجہ سے ہاتھ تھینچ لیا۔ اسی سبب سے دین کے طبیبوں نے ان گنہگاروں سے دامن ہمت ہٹا (حیرا) لیا۔انہوں نے شرم ساری کے لباس میں چہرہ چھیا لیااور علوم دین کی حقیقتیں لو گوں کے در میان سے مٹ گئیں۔اور راہنمائی کی روشنیاں بجھ گئیں۔

بادب جاہلوں کے نتی سے آداب بندگی کا علم جاتارہا۔ زمانے کیمطلب پرست اس بیاری کو بھول گئے اور روحانیت کے علم سے انکار کیا۔ جاہ وحشم اور دولت کی ہوس میں مبتلا ہو گئے۔ دنیوی خواہشات اور لذات کی طلب میں اپنادین کھو بیٹھے۔ وہ جماعت جو زمانے کے نیک اور پاک بازلوگ ہیں انہوں نے اپنی زندگی کاسر مایہ ان کاموں پر ڈٹ جانے میں ضائع کر دیا جو بظاہر عبادت معلوم ہو تی تھی

دراصل وہ رسم، مکراور عادت ہی تھے اور بیہ تمام روحانی بیاریوں کی نشانیاں ہیں۔لیکن دل کی صحت کے ظہور کی علامت بیر ہے کہ سعادت کے طلب گار دل پر معالجہ کی خواہش غالب ہواور وہ انصاف اور مہر بانی کے خیال سے بیاری کی شدت پر نگاہ ڈالے۔اور ہر مرض کے مادے کااس کی ضدسے علاج کرے۔ چنانچہ شخوسی کی بیاری کا علاج سخاوت ہے ، لا کچ کا صبر سے غرور کا عاجزی سے ، عضہ کا بر دباری سے بے علمی کاعلم سے ، حسد کانفیحت سے اور مکر کاخلوص سے۔اور معالجہ میں حداعتدال کالحاظ رکھنے سے غافل نہ ہو۔ جس طرح یہ صفات(خصائل)دل کی بیاریاں ہیں اسی طرح ان صفات کے اضداد بھی دل کی بیاری ہیں۔دل کی صحت ان صفات اور ان کے در میان اعتدال میں ہے۔ان دواطر اف میں سے کسی ایک کو اختیار کرنادل کی میل(تعصب) کاسبب ہے۔دل کا تعصب ذات بے نیاز سے بردہ ہے۔ یہ تعصب جس قدر زیادہ ہو گاپر دہ اسی قدر مضبوط ہو گا۔ صراط متنقیم جس کا ذ کر سور و واتحہ میں ہے اس اعتدال کی حقیقت ہے۔ صراط جہنم اس سراط کی روح ہے اس اعتدال کی حقیقت بال سے باریک تراور تلوار سے تیز ترہے۔

جو شخص اس دنیا میں ان صفات پر بر قرار رہاوہ روز قیامت اس صراط (پل سراط) پر سے جھلک دار بجلی کی طرح گذر جائے گا(دیکھتے دیکھتے پل صراط کو پار کر جائے گا) اور جس نے آج صفات پر ڈٹے رہنے کی خواہش نہ کی وہ پل صراط پر راہ نہیں پائے گا۔اے انسان اگر تو دنیامیں صراط مستقیم پر نہ چلا توروز قیامت تجھے پل صراط پر گھبر اہٹ اور خوف کاسامنا ہو گا۔

قیامت کے بازار میں کھوٹاسکّہ یاملمع نہیں چلتا۔ خالص سکّہ چاہیے جو آگ میں سے کندن بن کر نکلے۔

اس صراط متنقیم کی د شواری، تنگی اور تیزی کی وجہ سے ہر روز ستر ہ باراہل د نیایر فرض کیا گیاہے کہ "صراط متنقیم پر ہماری راہنمائی کر" کہیں۔ چونکہ کوئی بھی شخص اس صراط منتقیم پر لڑ کھڑانے سے محفوظ نہیں اس لئے لاز می طور پر کسی بھی شخص کو دوزخ کی آگ میں داخل ہونے سے چارہ نہیں۔اسی وجہ سے خداوند تعالی نے قرآن شریف میں فرمایا: "کوئی بھی شخص نہیں ہے جود وزخ میں داخل نہ ہو گا۔ بلکہ میں تمام لو گوں کو دوزخ میں جھونکوں گا۔۔ اس کے بعد ان یر ہیز گاروں کو نجات اور بہبودی کی سعادت سے شرف پاب کروں گا جنہوں نے اینے دل کے آئینے کو برگانے کے ساتھ تعصب کے غبار سے بحیار کھا ہو گا۔اور سیاہ بخت مطلب پر ستوں کو وہیں (دوزخ میں)ر کھوں گا۔''ایک حدیث میں مذکور ہے کہ ابو میسر (اس کا بھیدیاک ہو) بڑے تابعین میں سے تھے۔ تیس سال تک انہوں نے زمین پر اپناپہلونہ رکھا یعنی کمر سید ھی نہ کی۔جب رات آتی تو دن چڑھنے تک اپنی حالت پر روتے رہتے۔ زیادہ رونے سے آپ کا مبارک چہرہ زخمی ہو گیا

تھا۔ایک دن آپ کی ماں نے کہا: "اے بیٹا! بحیین سے اس گھڑی تک تجھ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوااور تونے ساری عمر بندگی اور مشقّت میں گذاری۔خدائے بزرگ وہرترنے تحجھیاسلام اور علم کے شرف سے سر فراز کیا ہے۔تو اس قدر کیوں روتا پیٹتا ہے؟'' آپ نے جواب دیا: "اے ماں! میں کیوں نہ روؤں کیونکہ خداوند تبارک و تعالی نے ہمیں خبر دی ہے کہ تم سبھی دوزخ میں آؤگے۔ میں نہیں جانتا کہ میں ان لوگوں میں ہوں گا جو وہاں سے نجات یائیں گے یا نہیں۔''اور بیربات آپ نے اس لئے کہی کہ صراط منتقیم (راہ عدالت) پر ڈٹ کر چلنا بنی نوع انسان کے بس میں نہیں ہے سوائے خداوند کی توفیق اور عنایت رتبانی کی مدد کے۔الغرض شخص نے اپنے خمیر کے آئینے کو برے اخلاق کی خباثتوں سے یاک کیااور ترجمان روح کواچھی صفات کے زیور سے آراستہ کیاوہ حداستقامت کے نزدیک پہنچ گیااوراس کمال کے

حاصل کرنے کے مطابق صراط مستقیم پرسے گذر نااپنے لئے آسان کر لیا۔
کامل صفات یعنی انسانی اخلاق کی عظمت کے اصولوں کو پیدا کرنے والی
دس مائیں ہیں اور تمام قابل تعریف صفات انہی دس صفتوں کی شاخیں بن کر ظاہر
ہوتی ہیں۔اور وہ اس طرح ہیں: علم، بردباری، شرم، سخاوت، پرہیزگاری،
بہادری،انصاف، صبر، سجائی اوریقین۔ان صفات کا کمال سوائے حضرت محمد صلی

الله علیہ وسلم کی باک ذات کے کسی کو حاصل نہیں ہوا۔انبیاء، اولیاء،صلحاء اور علائے دین کاروحانیت احمدی کے ساتھ روحانی تعلق انہی حقائق یعنی صفات کے حصول کے مطابق ثابت ہوتا ہے۔اور وہ تعلق خدا کی بے نیاز ذات کے ساتھ قربت کا وسلہ بنتا ہے۔جو شخص ان صفات کے کمال کی بوری بوری خوبی سے آراسته ہو تاہے اور اس کی ذات شریف خدا کی منظور نظر اور ذات ابدی کی عنایت سے بر گزیدہ ہوتی ہے وہ انسان کی صورت میں فرشتہ ہے۔ وہ زمانے میں یکتااور اہل دنیا کارا ہنماہے اور جس شخص کا وجو دبدان صفات کی خوبیوں سے محروم ہواور ان صفات کی اضداد (بری خصلتیں) کااس کی طبعیت میں غلبہ ہو وہ شیطان ملعون ہے جو انسانی لباس میں ظاہر ہواہے اور دھوکے اور بہکاوے کے مکر وفریب سے بند گان خدا میں فسادیپیدا کرنے والا اور شہر وں کو ہرباد کرنے والا ہے۔ وہ دھتکار سے جانے اور دور رکھ جانے کا مستحق ہے جبکہ اوّل الذکر (یعنی فرشتہ سیرت انسان)محبت اور قربت کاحقدارہے۔

اے عزیز! اہل دل اور اہل حقیقت کی نگاہ میں نیک سیرت سے مراد ایمان ہے۔ بری سیرت کا مطلب ہے کفر۔ان دوصفات میں سے ہرایک کے لئے ایک پیانہ اور کسوٹی ہے۔ خدائے بزرگ و برترنے دنیاوی رنجوں اور مصیبتوں کو ذات حق سے محبت رکھنے والوں کی نیک سیرت کی پر کھ کی کسوٹی بنایاہے۔جو کوئی

رنج اور سختی کے موقع پر وفاکی راہ میں ثابت قدمی سے کام لیتا ہے اور احکام قضاو قدر کے آگے عاجزی اور رضا وتسلیم سے پیش آتا ہے۔ وہ سیجے مومنوں اور بر گزیدہ توحید پر ستوں میں شار ہو تا ہے۔ اور نیک سیر تی کی پوشاک اور عظمت اخلاق کااعزازاسی پیندیدہ خوش بخت (نیک سیر ت انسان یعنی مومن) کے روحانی جسم کے لائق ہے۔اسی آ زمائش کی کسوٹی کے تقر ر کے سبب ہی تھا کہ رسول اللہ صلی الله علیہ وسلم فرماتے تھے کہ: مومن پانچ سختیوں کے بیچ میں وقت گذارتے ہیں۔ پہلی، وہ مومن جواس (مومن) سے جلتا ہے۔ دوسری، بے ایمان جواس (مومن) سے دشمنی رکھتا ہے۔ تبسری، کافر جواس (مومن) کے ساتھ جنگ کرتا ہے۔ چوتھی، شیطان جو جاہتا ہے کہ اس (مومن کو) سے گمراہ کرے اور وہ (مومن)اس (شیطان) کی مخالفت کرتاہے۔ یانچویں، نفس جو ہر لحاظ سے اس (مومن) کو نفسانی خواہشات کی طرف تھینیتا ہے اور وہ (مومن) نفس کو خدا کے تھم کے مطابق بازر کھتا ہے۔ان سختیوں کو برداشت کرنااس (مومن) کی دائمی خوش بختی اور ابدی باد شاہی کا وسیلہ بن جاتا ہے۔ شیخ ابو بکر دراق ترمذی "خداان کے بھید کو پاک کرے '' نے فرمایا: ... جو شخص اپنے اعضائے جسمانی کی باگ ڈور شہوت کے ہاتھوں سونپ دیتا ہے وہ در حقیقت ناکامی اور نثر مندگی کے درخت کان اینے دل میں بوتا ہے اور خواری اور مواخذہ جواس کا کچل ہے میدان حشر میں حاصل کرتا ہے۔ وہب بن در دجو بلند مرتبہ تابعین میں سے ہیں فرماتے سے:... 'دجو کوئی دنیاوی خواہشات پر مرتاہے اسے کہوا پنے نفس کو دنیااور آخرت میں ذلّت اور خواری اٹھانے پر آمادہ کرے۔''

ایک روایت ہے کہ جب شاہ مصرنے زلیخا کو حضرت یوسف سے اظہار محبت کے سبب طلاق دے دیاتوجو کوئی بھی حضرت یوسف

کا نام زبان پر لاتا زلیخا کے پاس جو کچھ ہوتا اسے دیے دیتی یہاں تک کہ وہ الیی حاجت مند ہو گئی کہ سرراہ بیٹھ جاتی اور بھیک مانگتی۔ جب حضرت پوسف باد شاہ بن گئے اور اس (زلیخا) سے شادی کر لی تو بولی: "اے پوسف! مجھے اس واقعہ سے بڑا تجربہ حاصل ہوا۔''یوسف نے فرمایا: ''کہو''بولی:''میں نے بیہ حقیقت یائی ہے کہ حرص وہوس کی بد بختی بادشاہوں کو غلام بنادیتی ہے اور صبر ویر ہیز گاری کی برکت اور خوش بختی غلاموں کو تخت شاہی پر لا بٹھاتی ہے۔" تقوی ایساو صف ہے جس میں تمام قابل تعریف صفات شامل ہیں اور متقی اس شخص کو کہتے ہیں جواپنے آپ کو تمام شرعی احکام کا پابند بنادیتا ہے اور تمام ممنوعات سے پر ہیز کرتا ہے۔ایسا شخص ذات بے نیاز (خداوند تعالی) کے مقربوں میں سے ہو تاہے کیو نکہ: "تمہاری پر ہیز گاری نے تہہیں اللہ کی نظر میں بڑا بنایا۔ ''اسی لئے کہا گیاہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے

میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ کی سیرت قرآن شریف تھی۔ یعنی ذات ابدی (خدا تعالی) نے قرآن میں جس کام کا حکم دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کے اپنی سیرت اور عادت بنالیا تھا چنانچہ اس (حکم الهی) سے مجھی نہ کتراتے تھے۔

خدانے جس کا نام مبارک بڑاہے (اللہ اکبر) قرآن میں جس چیز سے منع فرمایا ہے اس سے وہ (آنحضرت صلعم) دور رہتے تھے۔ کیونکہ وہ اس کی طرف نگاہ بھی نہیں ڈال سکتے تھے۔اسی وجہ سے تھا کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی غم ہوتا تو فرماتے: "اے بلال! ہمیں نماز سے راحت دے " (اے بلال ہم کواس غم سے بحیااور نماز سے راحت دے)۔ آپ اپنی خوشی کو خدائی بندگی میں ڈھونڈتے اور آئکھوں کی روشنی نماز میں پاتے۔ آج جولوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اپنی خوشی گناہوں میں ڈھونڈتے ہیں۔ اور آئکھوں کی روشنی حرام چیزوں میں یاتے ہیں۔ اور عورتوں کی آرائش (سنگار) پر فخر کرتے ہیں . . . بلند آواز (بلند بانگ دعوی، ڈینگ، گرج گرج کر بولنا) کوایمان سجھتے ہیں اور جانوروں کی مانند عام لو گوں کے رسوم کواسلام خیال کرتے ہیں۔بیت ا۔ عشق کا بھید زبان کی نوک سے دور ہے۔اس آیت (عشق) کی تفسیر بیان سے باہر ہے۔ ۲۔ ہر کمینہ کمال کی بلندی کو کب پہنچ سکتا ہے؟ شہرت کا بھو کااس نشانے (منزل یامر حلۂ کمال)سے دور ہے۔

سا۔ اے وہ جس نے حرص وہوس پر کمر باندھ رکھی ہے یہ داستان (عشق) اس میان سے دور ہے۔

حضرت محمد صلی الله علیه وسلم فرماتے ہیں کہ ...، "جس وقت خدائے بزرگ و ہرتر کسی بندے کی بھلائی چاہتاہے تواس بندے کواپنے عیب دیکھنے والا بنانا ہے۔ '' پس بندے کی خوش بختی کی نشانی یہ ہے کہ وہ اپنے عیوب پر نظر ڈالتا ہے اوریہی دین ہے کیونکہ جب تک وہ اپنے عیبوں کو نہ جانے اور نہ دیکھے وہ اپنے نفس کواس نقص سے پاک نہیں کر سکتا۔اورایسے لوگ ہر زمانے میں کم ہوتے ہیںاور اکثر لوگ اپنے عیب سے بے خبر ہوتے ہیں اور دوسروں کے عیب سے واقف ہوتے ہیں۔ کیونکہ خواہشات جنس کی لالی (آنکھ کی سرخی) اور لذتوں کی د ھند (آنکھ کاد ھندلاین) کی شدت نے لو گوں کی عقل کی آنکھ پر پر دہ ڈال رکھاہے اور جواس کو بھانے والی ممنوعات اور نفس کی پیاری اشیا کی رکاوٹیں عین انصاف اور بری خصلتوں کے در میان حائل ہیں (یعنی ممنوعات اور حرام عیش وعشرت کے سامان انسان کو ہری خصلتوں میں مبتلار کھتے ہیں اور انہیں انصاف کی راہ سے دور ر کھتے ہیں۔)

ذات حق کے طلبگار جو صداقت و خلوص کے قد موں سے نفسانی صفات (رذائل) کے دشوار گذار راستے طے کرتے ہیں (رذائل پر عبور پاتے ہیں) اور باطن کی پاکیزگی کی زنگ دور کرنے والے آلات کی مدد سے اپنے دل کے شیشے کو بری خصلتوں کی خباثتوں، غلاظتوں سے صاف کرتے ہیں مختلف در جوں کے ہیں۔ بعض وہ ہیں جو نصیحت کرنے والے مرشد کامل کے وجود کواپنی زندگی کا شیشہ بیا۔ بعض وہ ہیں جو نصیحت کرنے والے مرشد کامل کے وجود کواپنی زندگی کا شیشہ بیاتے ہیں اور جس چیز سے مرشدان کواز روئے حقیقت منع کرتا ہے وہ اس سے بر ہیز کرتے ہیں۔

اس قسم کی اصلاح میں شخ کو چاہئے کہ احکام شریعت سے واقف ہواور آواب طریقت سے آگاہ ہواور حقیقت کے بھیدوں سے باخبر ہو۔ایسے شخ کا وجود اس زمانے میں نایاب اور کم ہے۔اسی وجہ سے اکثر طالبان حق غفلت اور جہالت کے جنگل میں پریشان ہیں اور مطلوبہ راہ کھول کر منزل مقصود سے محروم رہ گئے ہیں۔جولوگ ہادء عارف کے وجود کو پانے میں عاجزرہ انھوں نے مہر بان دیندار اور ناصح اہل بینش کی خواہش کی اور اسے اپنے نفس کا نگہبان بنایاتا کہ وہ (ناصح) ان کے اعمال اور حالات کے عیوب کودیکھے اور ان کو ہری خصلتوں کی زحمت سے آگاہ کرے۔ حبیبا کہ حضرت عمررضی اللہ تعالی ہمیشہ حذیفہ، سلمان اور ابوذر غفاری وغیرہ سے این خصلتوں کی برائیوں کے بارے میں پوچھتے تھے اور فرماتے تھے:

''اور ''اس شخص پر خدا کی رحمت ہو جس نے مجھے میر ہے عیب دکھائے''اور ایسے دوست اور برادران دین کمیاب اور نادر ہیں جو اس بندہ (حضرت عمر) کے عیبوں کوخود غرضی، حسداور مکر وفریب کے بغیر مناسب طور پر ظاہر کریں۔بیت: ا۔افسوس کہ میں نے اس زخم کی مرہم نہ پائی۔وصال کی امید تھی وہ بھی برنہ آئی۔

۲۔ میرے معاملات کی بنیاد اس وجہ سے کمزور ہے کہ میرے دوستوں کے عہد دیمال مضبوط نہ تھے۔

دوسر بے لوگ عام مخلو قات کے وجود کو اپنی زندگی کا آئینہ بناتے ہیں اور
لوگوں کا جو ناپیندیدہ فعل و قول مشاہدہ کرتے ہیں اس کی برائی کے آثار سے اپنے
نفس کو پاک کرتے ہیں۔ حدیث میں مذکور ہے کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام
سے پوچھا گیا کہ آپ نے کس سے ادب سیکھا تو ہو لے: "ب ادبوں سے"۔
لوگوں نے پھر پوچھا!"کیسے"آپ نے جواب دیا:"جاہلوں میں مجھے جو کچھ ناپیند
یدہ نظر آیا اس سے میں نے پر ہیز کیا۔" سچے طالبان ذات کے ایک گروہ نے اس پر
میں قناعت نہ کی بلکہ دشمنوں کی دشمنی کو بھی غنیمت جانا۔ وہ جانتے تھے کہ دوست
کی نگاہ عیب کوچھپاتی ہے اور دشمن کی آنکھ تمام تر عیب ڈھونڈ نے میں کوشش کرتی

اپنے دین کے عیبوں کو دشمنوں کی زبان سے معلوم کیااوران عیبوں کور فع کرنے کی کوشش کی اور ہم دین (برادران دین) ہونے کے ناطے کینہ،انقام اور دشمنی سے کام نہ لیا۔

بیان کرتے ہیں کہ کسی شخص نے سلمان فارسی (اللّٰدان سے راضی ہو) کو گالی دی۔ سلمان فارسی نے کہا: "اے بھائی!ا گر قیامت کے میدان میں یامو قعہ پر میر ایلڑا برائی سے بھاری ہو جائے تواس سے زیادہ براہوں گا جتنا کہ تو مجھے کہتا ہے۔ اور اگر میرا بلڑا نیکی سے بھاری ہو گا تو اس (گالی) سے مجھے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔''ایک آدمی نے حضرت ابو بکر صدیق (اللہ ان سے راضی ہو) کو گالی دی۔ آپ نے کہا: "خدائے بزرگ وبرترنے جو کچھ تم سے چھیار کھاہے وہ یہ ہے کہ میرے عیب اس سے کہیں زیادہ ہیں جوتم کہتے ہو۔''روایت ہے کہ ایک شخص نے مالک دینار سے کہا: "اے سٹریل (تلخ مزاج)انسان!"مالک(اس کا بھیدیاک ہو) بولے: "بصرہ میں تیرے سواکسی نے مجھے نہیں پہچانا۔" بیہ لوگ اقوال کی نقدی کواور حالات کاروپیہ پیبہ پر کھنے والے تھے۔ دین کے معاملات کے انتظام نے اس جماعت کواپیامھ وف ر کھا تھا کہ انہیں دوستوں کی دوستی اور دشمنوں کی د شمنی کی بھی خبر نہ تھی۔اور وہ ہمیشہ اس بات کے خواہاں تھے کہ کوئی شخص انہیں ان کے عیبوں سے آگاہ کرےاور وہاس پر شکر گذار (احسان مند) ہوتے تھے۔ آج

ہم جیسے بدبخت ہو س کے بندوں تک نوبت آپینچی ہے کہ ہماری نگاہ میں ہماراسب سے بڑاد شمن وہ شخص ہے جو ہمیں سارے عیب د کھائے۔اور ہمیں ان عیوب کے مواخذہ کی مصیبتوں سے بچائے۔ یہ ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے بلکہ بے ایمانی کی علامت ہے کیونکہ ہم ظاہر طور پر دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی سانپ یا بچھو کسی کے کیڑوں میں گھس جائے اور وہ شخص اس سے بے خبر ہواور جب کوئی شخص اس کو اس سے آگاہ کرے تو وہ آد می اس کااحسان مند ہو گا۔ دراصل برہے اوصاف اور اخلاق مثلاً گھمنڈ، لا لچ، کنجوسی، خود بنی، حسد، کینه اور مکر تمام روحانی سانپ اور بچھو ہیں جو ہمیشہ کے لئے ایسے شخص کو عذاب کی قبر میں ڈال دیں گے۔ پس جب کوئی شخص اس شخص کوان خصلتوں کی آفتوں سے آگاہ کرے اور پیر شخص اس کا احسان نہ مانے بلکہ سختی، د شمنی اور کینے کے ساتھ پیش آئے تواس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایمان سے محروم ہے کیونکہ اگر وہ روحانی سانپوں اور بچھوؤں کے ضرر کا یقین ر کھتا ہو جس کا نتیجہ ابدی زندگی کا زوال اور دائمی مواخذہ کی تباہی ہے تو وہ اس سے تھیز بادہاحسان مند ہو گا۔

تيسراسبق

وزن برداران

ایک دن مسلمان نوجوانوں کی جماعت زور آزمائی میں مشغول تھی اور اپنی طاقت کو ایک بڑا پتھر اٹھانے کے ساتھ آزمار ہے تھے ہر جوان اس پتھر کو اپنی طاقت کے مطابق اوپراٹھا تا تھا۔

حضرت محمد صلی الله علیہ وسلم ان کے پاس پہونچے اور ان سے پوچھا آپ کیا کر رہے ہیں ؟۔

انہوں نے کہا ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہم میں سب سے زیادہ طاقتور کون ہے۔

ہماری سربلندی کا کمال اس سے زیادہ بہتر اور کیا ہو سکتا ہے کہ خدا کا پیغیبر صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے در میان فیصلہ کرے یہ کہتے ہوئے وہ حضرت محمہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد گول دائرے میں جمع ہو گئے، سب منتظر تھے اور دیکھ رہے تھے کہ پیغیبر حضرت محمہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام جوانوں میں سب سے زیادہ طاقتور کس نوجوان کو قرار دیں گے۔

حضرت محمر صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے زیادہ طاقتور وہ

جوان ہے جو اپنامقصد حاصل کرنے کے لئے دوسروں کے حقوق کو پائمال نہ کرے اور جب اسے عضّہ آئے تو وہ ناپسند رفتار اور بد کلامی سے پر ہیز کرے اور جب وہ کسی مقام پر پہونچے تو تکبر نہ کرے۔

(جوان چاہتے تھے کہ حضرت محمر صلی اللہ علیہ وسلم ان کے در میان فیصلہ کریں کیوں کہ وہ خدا کے رسول ہیں۔حضرت محمر صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں سب سے زیادہ طاتور وہ شخص ہے جو اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے دوسروں کا حق یا بمکال نہ کرے،نا پسندیدہ رفتار اور بدکلامی سے پر ہیز کرے جب اسے کوئی منصب مل جائے تو غرور نہ کرے۔)

جوابات

ا-حضرت محمد صلى الله عليه وصلم پيغمبر آخر زمال است-

٢- جوانان می خواستند که حضرت محمد صلی الله علیه و صلم میان آنها داوری

کند -

۳- به نظر حضرت محمد صلی الله علیه و صلم از همه آنها زور مند ترکسی است که بارسیدن به مقصود خویش حق دیگران را پائمال نکند، ازر فتار ناپبند و گفتار زشت پیهیز دوچون به قدرت و جاه برسد مغرور نگر دد-

کلمه هاو ترکیب های تازه:

یامال نہ کرے يايمال نكند = مقام،مرتبه حاه = حکم کرے، فیصلہ سنائے داوري کند = پغمبر، پیغام لانے والا رسول =آزمار ہے تھے،ورزش کررہے تھے می آز مودند = طاقت، قوت نير و =زشت =یر ہیز کر ہے پیسرو =ىرىش:

جمله میں (حضرت محد نے فرمایا) کلم? فرمود، جمله کااصلی جزہے یعنی اس

لفظ کے بغیر جملہ معنی نہیں دیتا ہے۔جملہ کے اصلی جز کو فعل کہتے ہیں۔

درج ذیل الفاظ کے ساتھ ایک ایک جملہ بنایئے:

نوشتهام: من نامه نوشتهام ـ

افسوس خورد : اوناکامی خودافسوس خور د ـ

مى پرسم : شاكبامى روى؟

خواہم خواند : من نامہ خواہم خواند۔

آموخته ایم : از خطای خود آموخته ایم ـ

كوشيد : او كوشيد تادرامتحان كامياب شود

گفتند : که از ماجه کسی زور مند تراست ـ

فرمودید : زور مند ترازشاکسی است که با رسیدن

مقصود خویش حق دیگران را پایمال نکند و خشمگین خود ،از رفتار ناپیند و گفتار زشت ب

پیهیز دوچون به قدرت وجاه بر سد مغرور نگر د د ـ

خوردهاست : اوافسوس خوردهاست _

بيهيزد : ازر فارنا پيندو گفتار زشت بيهيزد_

خندید : اوسخن من خندید

بردند : آنهامال شابر دند_

می آزمودند : روزی گروهی از جوانان نیروی خودرا

بابرداشتن سنگ بزرگی می آز مودند_

می خواہم : می خواہم ببینم که کدام یک ازما زور مند تر

است۔

درج ذیل جملوں کو مناسب فعل سے پر سیجئے۔ ا۔من از نقاشی علاقہ داشتم۔ میں نقاشی کو پیند کر تاہوں ۲_ فر دا مدر سه خوا هدر فت _ کل وه اسکول جائیگا

سے تابستان مابہ بیلاق نمی ریم۔ہم گرمیوں میں بیلاق نہیں جائیں گے ۲۶۔جوانان زور آزمائی مشغول بودند۔جوان زور آزمائی میں مشغول تھے ۵۔ہر کسی سنگ رابقدر قوت خودبلند می کرد۔ ہر کوئی پتھر کواپنی طاقت کے مطابق اوپراٹھاتا تھا۔

۲۔ کدام یک از شازور مند تر است۔تم میں سب سے زیادہ طاقتور کون

-4

کے در زمستان ہوا سر داست۔ سر دی کے موسم میں ہواٹھنڈی ہوتی ہے ۸۔ من لباس ہایم را پاکیزہ می پوشم۔ میں پاکیزہ کپڑے بہنتا ہوں امیرے پاس پاکیزہ لباس ہے

9۔ہمہ بہ دور حضرت رسول حلقہ زدند۔ تشبھی جوان حضرت محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے ارد گرد جمع ہو گئے۔

۱۰ما تکلیف ہای خود را دور می کنیم۔ہم اپنی تکلیف خوددور کرتے ہیں۔/ہم اپنی مدد آپ گرتے ہیں۔

چو تھاسبق خیر اور شر کی داستان

دودوست تھے۔ایک کانام خیر اور دوسرے کانام شرتھا۔ایک دن انہوں نے سفر کاارادہ کیا۔ ہر ایک نے اپنے ساتھ یانی سے بھری ہوئی مشک اور کھانے یینے کا سامان اٹھایا۔ وہ چلتے گئے یہاں تک کہ ایک جنگل میں یہونچے جو موسم گرما کی گرمی کی شدّت سے جلتے ہوئے تندور کی مانند گرم تھااور لوہااس جنگل میں سورج کی گرمی سینرم ہو جاتا تھا۔ خیر کہ جواس بیابان سے بے خبر تھااینے ساتھ اٹھائے ہوئے یانی کا آخری قطرہ نوش کر لیااور پیاسارہ گیا۔ لیکن وہ اپنے خببیث دوست کی بری خصلت سے واقف تھااس نے کوئی بات نہیں کی یہاں تک کہ ایک جگہ وہ یباس کی شدّ ت ہے بیہوش ہو کر گر گیااوراس کی آ تکھوں میں اند هیرا جھا گیا۔ آخر کار اس نے دو قیمتی موتی جو اپنے ساتھ اٹھائے تھے یانی کے ایک گھونٹ کے بدلے میں شر کو پیش کئے۔ شرنے نایا کی اور بری خصلت کی وجہ سے موتی قبول نہیں کیے اور کہا کہ میں تجھ سے دھو کا نہیں کھانا جا ہتا ہوں۔ توپیاساہے اس لئے مجھے لعل دے رہاہے اور جب شہریہونچیں گے توانہیں واپس لے جائے گا تومجھےالیں چیز عطا کر کہ جو تو بعد میں ہر گزواپس نہیں لے سکے گا۔

خیر نے پوچھاوہ کیا چیز ہے؟ شرنے کہاا پنی آنکھیں مجھے دے۔ خیر نے کہا تجھے خداسے شرم نہیں آتی مجھ سے ایسی چیز مانگ رہاہے آ جااور ان موتیوں کو لے لے اور پانی کاایک گھونٹ مجھے دے۔

خیر نے جس قدر منّت ساجت کی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ جب پیاس کی شدّت سے اس کو جان کے لالے پڑگئے تواس کی شرت قبول کی اور کہااٹھ تلوار اور حجیری لے آاور اس پیاسے کو یانی کی شربت پلا۔

شرنے چاقواٹھا یااور اپنے حگری دوست کی آئکھیں ہمیشہ کے لئینکال دیں اور پانی دیئے بغیر ہی نکل گیا۔

اس کے کپڑے،خور دونوش کا سامان اور موتی اٹھائے اور اس نابینا آدمی کو خالی ہاتھ حچبوڑ دیا۔

ایک امیر گڈریا جس کے پاس بہت بھیڑ بکریاں تھیں۔اپنے گھر والوں کے ساتھ جنگلوں میں سے گزر تا تھااور جہاں کہیں پانی اور گھاس دیکھتا تھا تو وہاں دو ہفتے تک قیام کر تااور اس کے بعد اپنے بھیڑ بکریوں کے رپوڑ کو چرانے کے لئے دوسری جگہ لے جاتا تھا۔اتفا قا

ان د نوں اس کا قیام اسی جنگل میں ہوا۔ گڈریا کی خوب صورت بیٹی پانی کی تلاش میں روانہ ہو گیا اور راستے سے بہت دور اس نے ایک چشمہ دیکھا۔ اس نے

پانی کاایک مٹکا بھرااور جوں ہی جاہا کہ گھر جائے اس نے دور سے رونے کی آواز سنی۔ جس طرف سے رونے کی آواز آ رہی تھی لڑ کی اس کی سیدھ میں چلی گء وہاں اچانک ایک نابینا جوان کو دیکھا جواند ھے بن کی وجہ سے زمین پریڑا تھااور پیاس کی شد"ت سے رور ہا تھااور خدا کو یکار رہا تھا۔ بیہ لڑکی اس کے سامنے گءاوراس کی نکالی ہوئی آنکھوں کو جوابھی گرم تھیں اٹھایاا پنی جگہ پر رکھااور ان کو مضبوط بند کیا۔اس کے بعد جوان آ دمی کو ہاتھ سے پکڑااور اسے اپنے ساتھ گھرلے گء۔اس کے آرام کے لئے مناسب جگہ تیار کی اور اچھی غذااس کو کھلائی اور اسے سلادیا۔ رات کے وقت جب گڈریا گھرواپس آیاتواس نے ایک بیہوش زخمی جوان کو بستریر پایاجب وہ جان گیا کہ جوان کی آئکھیں نابینائی کی وجہ سے بندھی ہوئی ہیں۔اس نے اپنی بیٹی سے کہا کہ پاس میں ایک پرانادر خت ہے جس کی دواونچی شاخیں ہیں ایک شاخ کے پتوں سے نابینا کی آئکھوں کاعلاج کیاجاتاہے اور دوسری شاخ کے پتوں سے مرگی زدہ لوگوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ لڑکی نے باپ سے مدد جاہی تاکہ اندھے جوان کی آئکھوں کا علاج کرے۔ باپ بغیر کسی تاخیر کے چلا گیا اور مٹھی بھریتے لے کر گھر آیااور لڑ کی کے حوالے کر دئے۔لڑ کی نےان پتوں کو کوٹااور نچوڑا۔ان کارس بیار کی آئکھوں میں ڈال دیا۔جوان ایک لمحہ کے لئے در د کے مارے بے چین ہوااوراس کے بعداسے آرام آیا۔

پانچ دن تک خیر کی آنکھیں بند رہیں اور وہ بھی بے حس وحرکت بستر میں آرام کر تارہا۔ جب پانچویں روز اس کی آنکھوں کی پٹی کھولی گء تو نکالی ہوئی آنکھیں پھر سے ٹھیک ہو گئیں اور بالکل ایسی ہی ہو گئیں جیسے وہ پہلے تھیں۔

خیر جوں ہی جان گیاوہ ہر ایک چیز دیکھ سکتا ہے تو سجدے میں گر گیااور خدا کا شکر بجالا یااور اس کے بعد مہر بان لڑکی اور اس کے باپ کا بھی شکر بے ادا کیا۔ سبحی گھر والے خوش ہو گئے۔ اس کے بعد خیر روزانہ گڈریا کیساتھ جنگل میں جانا تھااور گلہ داری میں ان کی مدد کرتا تھا۔ خدمت اور ٹھیک کام کرنے کے سبب وہ روز بروز بایساور بیٹی کے نزدیک عزیز تر ہوتا گیا۔

وقت گررنے کے ساتھ ساتھ اس لڑکی کی محبت خیر کے دل میں گھر کر گئے۔ کیوں کہ اس نے اپنی جان کواس لڑکی کے ہاتھوں سے دوبارہ سلامت پایاتھا اور وہ ہمیشہ اس کی مہر بانی سے فیضاب ہورہا تھا۔ لیکن اپنی جگہ سوچا کہ یہ دولتمند گڈریاہر گزاپنی بیٹی کو مجھ جیسے غریب اور مفلس کو نہیں دے گااور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بغیر مال واسباب جمع کئے ہوئے ایسی حسین لڑکی حاصل کی جاسکتی ہے۔ بلآخر اس نے سفر کاارادہ کیاتا کہ اس کے دل میں لڑکی کی محبت اور زیادہ نہ بڑھے۔ رات کے وفت اس نے اپنے سفر کاارادہ گڈریا کے سامنے ظاہر کیااور کہا میں کی وجہ سے اور دل وجان بھی آپ کی میری آ گئیوں کا نور آپ کی کرم فرمائی کی وجہ سے اور دل وجان بھی آپ کی میری آ گئیوں کی وجہ سے اور دل وجان بھی آپ کی

شفقت ہی کی وجہ سے محفوظ ہے۔ میں نے آپ کے دستر خوان سے بہت کچھ کھایا اور آپ کی غریب نوازی سے بہت خوشحال ہوں۔ آپ کی شکر گزاری اور احسان مندی جننی مجھ سے ادا ہونی چاہیں تھی نہیں ہوئی۔ اب خدا وند آپ کو جزائیخیر دے۔ اگر آپ سے جدا ہونیچ میں دکھی اور غمگیں ہو جاؤں گا۔ لیکن بہت عرصہ گزر چکاہیکہ جب سے میں وطن عزیز سے دور پڑا ہوں۔ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ کل صبح سویرے میں گھرکی جانب عازم سفر ہو جاؤں گا۔

گڈریااس کی بیہ خبر سن کر بہت عمکیں ہوااور کہاارے کہاں جارہے ہو؟ مجھے ڈر ہے کہ کہیں دوبارہ شر جیسے دوست کے پنجہ میں نہ آ جاؤ۔اب اس وقت آپ کے پاس نازونعمت اور تمام سہولیات مئیسر ہیں میرے پاس صرف اکلوتی بیٹی ہے اوراس کے علاوہ بیٹار دولت ہے

اگرآپ کو ہماری لڑکی پہند ہے۔ تو آپ ہماری جان سے عزیز ہیں میں
آپ کو اپنا داماد قبول کرتا ہوں۔ میرے پاس جتنے بھی اونٹ اور بھیڑ بکریاں ہیں
سب مال ودولت آپ کو ہی بخش دیتا ہوں تاکہ صاحب ثرقت بن جائیں۔ خیر نے
جب گڈریا کی بیہ بات سنی تو بہت خوش ہوا عزم سفر سے چیثم پوشی کی۔ دوسرے
دن جشن منعقد کیا گیا اور چو پان نے اپنی بیٹی کا نکاج خیر سے کیا خیر کافی مصیبت
اٹھانے کے بعد خوش بختی اور سر افرازی کی منزل پر پہونچ گیا۔

کیا۔ خیر کوچ کرنے سے پہلے اس درخت کے پاس چلا گیا جس کے پتوں سے اس کی اس کے ساتھ اس جگہ سے کوچ کیا۔ خیر کوچ کرنے سے پہلے اس درخت کے پاس چلا گیا جس کے پتوں سے اس کی آئکھوں کی بینائی واپس آئی تھی اور اس درخت کے پتوں سیدو تھیلیاں بھر دیں۔ ایک تھیلی کے پتے مرگی زدہ بیاروں کے علاج کیلئیاور دو سری تھیلی کے پتے ایک تھیلی کے پتے مرگی زدہ بیاروں کے علاج کیلئیاں اپنے ساتھ اٹھائیں اور سب اندھے لوگوں کے علاج کے لئے۔ یہ دونوں تھیلیاں اپنے ساتھ اٹھائیں اور سب راستے پر چل پڑے۔

گڈریاکے گھروالوں نے ایک لمباراستہ طیکیا۔ یہاں تک کہ شہریہونچے۔ ا تفا قا''اس شہر کے باد شاہ کی بیٹی مرگی کی بیاری میں مبتلا تھی اور اس زمانے کا کوئی بھی ڈاکٹراس کاعلاج نہیں کریاتا تھا۔ باد شاہ نے یہ شرط رکھی تھی کہ وہ اپنی لڑ کی اس شخص کو کو بخش دے گاجواس لڑکی کاعلاج کرے گا۔اور وہ (باد شاہ)اس شخص کا سر قلم کر دے گاجواس کی بیٹی کا حسن و جمال تو دیکھے مگر اس کی بیاری کاعلاج نہ کرے۔اس مقام اور شان وشوکت کو پانے کے لئیسزار وں اپنے اور بریگانے لوگ اپناسر کٹوا چکے تھے۔ خیر نے جب بیہ بات سنی تواس نے ایک آ دمی باد شاہ کے حضور بھیجااور کہا کہ آپ کی بیٹی کاعلاج اس انسان کے ہاتھوں میں ہے جو طمع اور لا کچ کے بغیر کام کرے اور اس کام میں صرف خدا کی رضا ڈھونڈے۔ باد شاہ نے اس کی خواہش قبول کی اور کہاخدا کرے خیر کا نجام بھی اس کے نام جبیبا ہو۔اس کے بعد

باد شاہ نے خیر کواپنے مشیر کے ساتھ لڑکی کے محل میں بھیجا۔

خیر نے لڑکی کو دیکھا جو بہت پریشان اور بے آرام ہے اس کورات کی نیند اور نہ دن کا آرام وسکون مئیسر ہے۔ خیر نے بغیر کسی تاخیر کے ان پتوں کو کوٹا جو اس نے اپنے ساتھ لائیتھے۔

اس کی شربت تیار کی اور اس لڑکی کو بیہ شربت پلائی۔ جوں ہی اس لڑکی نے بیہ شربت پلائی۔ جوں ہی اس لڑکی نے بیہ شربت نوش کی اسے آرام آیا اور ملیٹھی نیند سوگ ۔۔ تین دن کے بعد بیدار ہوگ ء اور کھانا طلب کیا باد شاہ نے جب بیہ خوشنجری سنی فورا" لڑکی کے کمرے میں گیا اور اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کیوں کہ اس نے مکمل آرام پایا اور غذا کی خواہش ظاہر کی تھی۔ پس باد شاہ نے خیر کے ساتھ ایک آدمی بھیجا اور اسے خلعت ، ہیرے اور جو اہر ات سے نواز ا۔

اتفا قا" بادشاہ کے وزیر کی خوبصورت بیٹی تھی۔ جس کی آئھوں کو آبلہ کی بیٹی کی تاکہ وہ اس کی بیٹی کی آئھوں کا علاج کرے۔ خیر نے اپنی شفا بخش دوائی سے اس لڑکی کا کامیاب علاج کیا۔ اس کے بعد خیر بادشاہ کے مشیر وں میں شامل ہو گیا اور دن گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی جاہ وحشمت میں اضافہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ بادشاہ کی وفات کے بعد شاہی تخت پر متمکن ہوا۔ اچانک ایک دن بادشاہ اپنے ملازموں کے ساتھ سیر و

تفر تے کے لئے ایک باغ میں گیا۔ راستے میں شرکو دیکھااس کو پہچانااور تھم دیا کہ اس آدمی کو باد شاہ کے حضور پیش کیا جائے۔ گڈر یاجو باد شاہ کے ملاز موں میں سے تھا شمشیر ہاتھ میں لئے ہوئے اسے باد شاہ کے دبار میں پیش کیا۔ باد شاہ نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے کہا میر انام بشر ہے۔ باد شاہ نے کہا اپنااصلی نام بتاؤ۔ اس نے کہا میر اکوئی دوسرانام نہیں ہے۔ باد شاہ نے کہا تیرانام شرہے۔ کیا تو وہی آدمی نہیں میر اکوئی دوسرانام نہیں ہے۔ باد شاہ نے کہا تیرانام شرہے۔ کیا تو وہی آدمی نہیں سے جس نے پانی کے ایک گھونٹ کے بدلے میں اس پیاسے کی آئکھیں نکالی تھیں۔ اور اس کے موتی اسے چھین لئے اور پانی دیئے بغیر ہی جلے ہوئے جگر کے ساتھ اس بیابان میں تنہا چھوڑ دیا تھا؟ اب جان لے میں ہی وہ بیاسا ہوں جس سے تو نے لعل چھین لئے تھے۔ مگر میری قسمت زندہ اور تیری قسمت مردہ ہے۔

شرنے جب اسے اچھی طرح سے دیکھا پہچانااور خود کو زمین پر گرادیااور منت ساجت کرنے لگا کہ اگر میں نے براکیا ہے مگر میری برائی کومت دیکھ جو مجھ سے سرز دہوئی ہے کیونکہ میرانام ہی شرہے۔

میرانام شرہے اور تیرانام خیر (نیکی)۔ پس اگر میں نے اپنے برے نام کے موافق بدی کی ہے مگر تو بھی اپنے اچھے نام کی مناسبت سے اچھاسلوک کر۔ خیر نے اس کو معاف کیا اور آزاد کر دیا۔ لیکن گڈریانے خیر کی زبان سے اس کی خباست کی داستان سنی تھی اور جانتا تھا کہ اس کا وجود ہمیشہ دوسر ول کے لئے رنج

اور مصیبت کا باعث ہو گا۔ تلوار سے اس کا سرتن سے جدا کر دیا۔

کہاا گرتم خیر ہو تو خیر اندیش رہو۔لیکن تو شرہے اس لئے شرکے سوا تجھ

سے اور کوئی کام سر زد نہیں ہو گا۔

کلمه باوتر کیب بای تازه:

آ ہنگ = ارادہ

بازمی ستانی = واپس لے جاؤگ

براژ = يچي،

تافتہ = جلانا،مرہم پٹی کرنا

تى = خالى،خالى ہاتھ، بے يار و مد د گار

جرعه = ياني کاايک گھونٹ، چلو بھرياني

چون = طرح،مانند

حوالی = اطراف، گردو پیش،ار د گرد

خبث = ناپاکی، مضموم ارادے

خير = بھلائی، نیکی، معروف

د شنه = حيمو ٹاخنجر، ڇا تو

دم نمی زد 📁 کوئی بات نہیں کی، خاموش ہو گیا

سامان رخت = ېدى، برائى، منکر = بهبود، بھلائی شفا = مرگی کی بیاری،ایک ایسی دماغی بیاری جسے آدمی اچانک صرعيان = بے ہوش ہو کر گرجاتاہے۔ بدخصلت، برى سوچ ر كھنے والا طينت =عزم اراده = بری نیت، بد ضمیر گوہر بد =سرخ اور فتمتی موتی لعل = آرام پایا آراميد = میں خوش حال ہوں، ٹھیک ہوں آسودم = اختيارت كنم میں نے تیراا نتخاب کیا، تیری خواہش کی = ادا كيا، بجالا يا اداكند = فائدُ داڻھايا، فيضياب ہوا برخوردار = بالكل ابييابي لعينه حسن،خو بصورتی جمال

دستر خوان خوان = ديرگاه بہت عرصہ ہوا = سخت = عزيمت كنم روانه ہو جاؤں، کوچ کروں = غریب کی مدد کرنایانوازنا غريب نوازي = كاميابي کامگاری = مكمل،انتها كو پہنچ جانا كمال = مال ودولت ماىيە = مفلس فقير، نادار = بريثان آشفته = برباد، خراب تباه = انعام واكرام خلعت = خير خواه، نيک نيټ خيرانديش = مت ديھ مبين = خبردار زنہار ملنا،مر وڑنا، نچوڑنا سابيدن

سرخویش بباددادند= اینےآپ کوموت کے حوالے کرنا

شوكت = شان وشوكت، تُعاتُم باتُم

فراغت = آسایش،آرام

ملازمان = سائقى،ايك ساتھ چلنے والے

ہفت پیکر = نظامی گنجوی (ایران کاایک عظیم شاعر) کی منظوم خمسہ

میں سے ایک کتاب۔

سوالات کے جوابات

ا-بیابانی که دور فیق از آن می گزشتند ما نند تنوری بود-

۲- خیر کہ بے خبر ازیں بیابان سوزان آبہای خودراتا قطر? آخیر آشامیدہ بود، تشنہ

ماند-

۳- خیر خواست که در برابر جراعه ای آب به رفیقش دولعل گران بهابد مد-

۳- شربه جای لعل از خیر چشمهایش می خواست **-**

۵- چون از تشکی جانش به لب رسید خیر حاضر شد که چشمهای خو داور ابد مد-

۲- شر د شنه ای بر گرفت و چراغ دید گان رفیق خودرا خاموش ساخت و آب ناداده

عزم راه کرد-

2-وقتی دختر چوپان خیر را دید پیش رفت واز آن آب خنک چندان به او خوراند تا جان گرفت و چشمهای کند? اورا که هنوز گرم بود بر جای خود گزاشت و آنرا محکم بست-

۸-از برگهای شاخ? دیگر موجب شفای صرعیان سود مند بودند-

٩- دختر آن برگهارا كوبيد وفشر دوآبش رادر چشم خير چكاند-

ا ٠ - چون خير از در د چيثم نجات يافت بي حر كت در بستر آراميد -

ا ا- و قتی که خیر چشم راگشو دنداو جمین که می توانست همه را ببیند-

ا۲- خیریس از بهبود چشم هر روز باچو پان به صحر امی رفت ودر گله به او کمک می کرد-

اس- خیر تصمیم گرفت که به شهر خود باز گردد تا بیش از این دل به دختر چوپان نیندد-

ا ۱۲- چوپان از شنیدن خبر باز گشتن خیر سخت اندوهگین شد-

۵۱-چوپان وعده کرد که دختر زیباخو درادر عقد خیر د مد- چون خیر این خبر شنیداز سفر چیثم پوشید-

۲۱- خیر پیش از کوچ کردن آنجار فت از برگهای در خت کهن دوانبان پر کرد و باخود بر داشت -

ا ک- دختر پادشاه آن شهر به بیاری صرع مبتلا بود-

۸- پاد شاه برای کس که دخترش را ببیند و نتوانداور امعالجه کند سر آن کس راازتن

جداكند-

۹۱- خیر دختر پاد شاه را دید که بسیار آشفته و بی آرام است-

۲۰- دختریس از خور دن شربت به خواب خوش فرور فت-

۱۲- خیر نیز چشم د ختر زیبای وزیر را در مان کر د-

۲۲- خیریس از مرگ شاه بر تخت شاهی نشست-

۳۲- شربه این دلیل خواست که شاه اور ابخشید زیرا که نام شاه خیر است ، بنابرین شاه مناسب نام خود نیکی کند-

۳۲- چوپان می دانست که وجود شر پیوسته موجب رنج ویگران خواهد باشد با شمشیرش سرش رااز تن جدا کند-

ہم معنی الفاظ

سب نے خدا کا شکر ادا کیا۔ خیر روزانہ گڈریہ کے ساتھ صحرا میں جاتا تھا۔ میں کیسے بغیر مال واسباب کے گڈریہ کی لڑکی کو حاصل کر سکوں؟ اے جوان تو کہاں جارہا ہے؟ خیر نے سفر پر جانے سے چشم پوشی کی یعنی سفر ترک کیا۔ نام تو چیست؟ آنگھین اب ٹھیک ہو گئیں ہیں۔ میں بہار کے موسم کو پیند کرتا ہوں۔ توکس موسم کو پیند کرتا ہوں۔ توکس موسم کو پیند کرتا ہوں۔ دوست ہے۔

دئے گئے الفاظ کی مددسے جملے بنائے۔

آیا، کدام، چگونه، کی۔ مثال: دبستانها درماه مارس باز می شود۔ دبستانها کی باز می شود۔

ا ـ مدرسه در ماه مارس باز می شود ـ

آیامدرسه درماه مارس بازمی شود؟

۲_مهین در دبیر ستان ایران در س می خواند_

مهین در کدام دبیر ستان ایران در س می خواند؟

س تودر س امر وزراخوب می فهمیدی <u>-</u>

آیاتودر سامر وزراخوب می فهمیدی؟

سم_من بااتوبوس به دبستان می روم_ من باكدام اتوبوس به دبستان ميروم؟ ۵۔ حسن ہر شب ساعت نہ می خوابد۔ حسن ہرشب کی ساعت می خواہد؟ دئے گئے الفاظ سے جملے بنائے۔ طمع۔ شرطمع گوہر داشت۔ آسوده به من از غریب نوازی شاآسوده تهستم به طلىيد خير بعدازسه روزغذاطلىيد فراوان۔ چویان گوسفند فراوان داشت۔ شمشیر ۔ چویان باشمشیر سر شر رااز تن جدا کر د۔ بیابان۔ چویان باخانواد ? خودبه بیابیان می رفت۔ نیچے دئے گئے جملوں کو مکمل کیجئے۔ ہر یک توشہای باخود برداشت_۔ _1 ا ہن از تابش خور شید نرم می گشت۔ ۲_ سه دیدهاش از تشکی تارمی گشت ـ شرچراغ دید گان رفیق خودراخاموش ساخت۔ _6

- ۵۔ چویان باخانواد ?خوداز بیابیانهامی گذشت۔
- ۲۔ چویان گلّه رابرای چرابه جای دیگری می کشاند۔
- کے مجروح بیہوش دربستریافت وپر سیدای کیست؟
- ۸ یدر مشی برگ از آن درخت به خانه آور دوبه دختر سپر د به
 - و ختر برگهارا کو بیدوفشر دوآبش رادر چشم بیار چکاند۔
 - ا به جوان ساعتی از در دبیتاب شد به

پانچوال سبق محمد بن زکر"یارازی کاشف الکل

غالباً دو ہزار سال قبل ایران کے مشہور ری شہر میں ایک بچہ پیداہوا جو بعد میں رازی کے نام سے شہرت پیدا کی۔ وہ بہت مختی اور چھان بین کرنے والا تھا اور حصول علم کا انتہائی شوق رکھتا تھا۔ علم ریاضی، نجوم اور این زمانے کے بیشتر مر وجہ علوم اوائل جوانی میں حاصل کئے۔ کیونکہ اس نمان سائنسدان کیمیا گری میں مصروف تھے، اس نے بھی اس کام میں بہت دلی پیدا کی (علم کیمیا کے حصول کا شوق پیدا کیا)۔ یعنی وہ چاہتا تھا کہ ایک ایسامادہ حاصل کرے جسے دو سری دھاتوں کو سونامیں تبدیل کرسکے۔

اس مقصد تک پہنچنے کے لئے وہ دن رات طرح طرح کے تجربوں میں مشغول ہو گیااور ان ہی تجربات کی بناپر وہ آئکھوں کے در دمیں مبتلا ہوااور مجبور ہو کر آئکھوں کے در دمیں مبتلا ہوااور مجبور ہو کر آئکھوں کے معالج کی طرف رجوع کیا۔ کہتے ہیں کہ فنریشن (معالج) نے رازی کی آئکھوں کا علاج کرنے کے لئے اس سے پانچ سوسونے کے سکے لئے اور کہا: کیمیایہ ہے نہ وہ کہ جس کی جستجو تجھے ہے۔

اس بات نے رازی کے دل میں بہت اثر کیااور اس کے بعد طب کی تعلیم کے حصول میں لگ گیا۔ اس زمانے میں بغداد علم کا مرکز تھا، رازی وہاں چلا گیااور اپنی عمر کا بیشتر حصّہ حصول علم میں صرف کیااور بہت شہرت پائی۔ رازی نے ری شہر میں ایک شفاخانہ (اسپتال) کی بنیاد ڈالی (تعمیر گیا) اور وہاں مریضوں کا علاج ومعالجہ کے علاوہ طب کی درس وتدریس کا بھی با قاعدہ آغاز کیا۔

چونکہ اب رازی اپنے زمانے کا سب سے بڑا شہرت یافتہ فنریش بن گیا تھا، بہت سارے امراء اور وزراء بیاروں کا علاج ومعالجہ کرنے کے لئے اس سے اپنے دربار میں بلاتے تھے۔

رازی نے بیاروں کا علاج و معالجہ کرنے اور بے شار شفاخانوں کی تعمیر کرنے کے علاوہ غالباً ۵۲۲ کتابیں بھی لکھی ہیں۔ ان میں سے بیشتر کتابیں طب پر مشتمل ہیں۔ ان کتابوں میں سے "حاوی" ان کی معرکت الآراتصنیف ہے۔ رازی کی اہم کتابوں کا خارجی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے اور سالوں سے دنیا کی مشہور دانشگا ہوں (یونیور سٹیوں) کے نصاب میں شامل ہیں اور بڑے بڑے اسانذہ ان کتابوں کو پڑھاتے ہیں۔

آج کل دنیا کے اندر لا تعداد طبتی اداریاور تعلیمی مراکز پائے جاتے ہیں، یہ سب اس بڑے سائنسدان(رازی) کی تعلیم و تربیت اور محنت و کو شش اور تحقیق کا نتیجہ ہے۔

یہ فنریشن اور سائنسد ان اور عالیمقام محقق جو ملک ایران کے بڑے مفاخر اور قابل تحسین شخصیات میں سے ایک ہیں، اپنی عمر کے آخری ایام میں آئھوں کی بیاری میں مبتلا ہوا اور بالآخر آئھوں کی بینائی سے محروم ہو گیا اور ری شہر میں، جہال پیدا ہوا تھا، فوت ہو گیا۔

کلمه باوتر کیبهای تازه:

اوان = زمانه، وقت، دوران

بغداد = عراق كادارالخلافه، قديم زمانے ميں اس شهر ميں ايك

برا تعلیمی اداره قائم تھا۔

تدريس = پڙھانا، سکھانا

تدریس می کرده اند = پڑھاتے تھے

رياضيّات = علم حساب، علم ہندسہ

عليمقام = بلندمر تبه

كاشف = دريافت كرنے والا، ايجاد كرنے والا

محرّ بن زكر"يا = زكر"يا كابينا محمر

مداوا = علاج

مفاخر = قابل فخر

نا گزیر = ناچار، مجبور

نجوم = ستاروں کے بارے میں معلومات رکھنے والا

نيل = پڼږينا

پر سش: سوالات

ا: ـ رازی در حدود ہزار سال پیش می زیست _

۲: ـ رازی از اہلِ شهر ری، ایر ان بود ـ

۳:پر ز کر تیارازی بود۔

۳: ـ رازی از گوناگون آز مایشهای روزوشب به چشم در د مبتلا شد <u>-</u>

۵: ـ رازی پس از شخصیل دانش پزشکی به بغدادر فت که مرکز علم بود ـ

۲: ـ رازی جزیز شکی بیار ستانها ناسیس کر دند ـ

۷: ـ رازې در حدود دويست و پنجاه کتاب نو شته است ـ

۸: _ معروفترین کتاب رازی "حاوی" است _

9: ـ رازى كاشف عالىمقام است ـ

ا • : ـ در کشور مادانشمندانی مانندرازی بیچ نیست ـ خالی جگهول کے مناسب الفاظ سے پر سیجئے ـ ا ـ رازی در شهری بیارستانی تاسیس کر د ـ 2 ـ رازی به چیثم در د مبتلا شد و به پزشکی مراجعه کرد ـ 2 ـ رازی مد تها عمر خو دراصرف تحصیل پزشکی کرد ـ 4 ـ رازی یکی از بزر گترین پزشکی کشورایران بشمار می رود ـ 4 ـ رائک امر وزه در پزشکی کشورایران بشمار می رود ـ 5 ـ الکل امر وزه در پزشکی و در صنعت موار داستعال فراوانی دارد ـ 5 ـ الکل امر وزه در پزشکی و در صنعت موار داستعال فراوانی دارد ـ

چھٹاسبق انسان دوست فنریشن(1)

رات و سطی افریقہ پر اپناسا یہ ڈال چکی تھی۔ایک گھنے جنگل کے در میان ایک جھوٹا ساگھر دیکھائی دے رہا تھا۔ گرم ہوا در ختوں کی شاخوں اور پتوں کو ہلا رہی تھی اور گرم علاقوں کے پھولوں کی خوشبو ساتھ لا رہی تھی۔ کبھی کبھی جانوروں کی آواز اور غراہٹ کان تک پہنچتی تھی۔

اس مخضر مکان کی کھڑ کی سے ایک بلند قد آ دمی کا جسم جومیز کے بیچھے بیٹھا تھاد یکھائی دیتا تھا۔ اس کے سفیداور گھنے بال پر شکن پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی طاقتورا نگلیوں کے در میان قلم آہتہ حرکت کرتا تھا۔

جس وقت وہ آدمی کاغذ کیاوپر سے سر اٹھاتا تھا۔ جب اس کی آنکھوں کی چیک اور چہرے کی جازبیت آدمی کو حیرت میں ڈالتی تھی۔

وہ آدمی مجھی میز کے بیجھے سے اٹھتا تھا اور کھڑ کی سے تاریک جنگل کی طرف نظر ڈالتا تھا اور دوبارہ لکھنے میں مشغول ہو جاتا تھا۔ رات کے اس وقت میں وہ اکیلا جاگتا تھا۔ وہ اکیلا ان ہی کمحات میں یہ وقت اس کا اپنا تھا۔ وہ اکیلا ان ہی کمحات میں انسانی زندگی کے رازوں کے بارے میں سوچتا تھا اور پھر اس وقت اپنے افکار

كاغذير لكصتاتها

یہ آدمی ڈاکٹر آلبرٹ شوا تیزر ہمارے زمانے کے بزرگوں میں سے تھا۔ جس نے بچپپن سے بیدارادہ کیا تھا کہ اپنے وجود کو در دمندوں، مختاجوں اور لاچاروں کی زندگی بہتر بنانے کے لئے وقف کرے۔ آلبرٹ شوا تیزر سال ۱۸۵۷ عیسوی میں فرانس کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں پیداہوئے تھے۔

جوانی کے ابتدائی سالوں سے آلبرٹ محققانہ افکارر کھتا تھا۔ عجیب قسم کے سوالات انسانوں اور چیز وں کے بارے میں کر تا تھا۔ ایسے سوالات بڑے لو گوں کو حیرت میں ڈال دیا کرتے تھے۔

ان ہی دنوں سے آلبرٹ مسلسل لو گوں کے درد وآلام میں اپنے ہی گرد ہواکر تا تھا۔لو گوں کے در میان یہ تمام در داور بیاریاں کیوں وجو در کھتی ہیں۔

ان د کھوں کو کس طرح ہٹایایا جاسکتا ہے۔ خود آلبرٹ کسی چیز کی کمی نہ ر کھتا تھا۔ طاقتور، صحتمند اور خوش نصیب تھا۔ دوسروں کی تکلیف سے آزر دہ ہوتا تھا۔اس کا عققاد تھا کہ اقبال مندوں کی ڈیوٹی (فرض) ہے کہ مایوس اور لاچاروں کی خدمت کرنے میں جلدی کریں۔

آلبرٹ اکثر اس بارے میں سوچتا تھااوراپنے سوالات کے جوابات پانے کے لئے کتابیں پڑھتا تھا۔ ہزر گوںاور دانش مندوں کے افکار کامطالعہ کیا کر تااور کتاب کے مطالعہ سے ہر گزسیر نہ ہو تاتھا۔

آلبرٹ شوا تیزرنے بارہا بچپن کے دنوں میں کہاتھا کہ انسان کی زندگی کے بہترین سال ۹ سے ۱۲ برس کے در میان ہوتے ہیں۔ان برسوں میں دماغ سکھنے اور محفوظ رکھنے میں بہت زیادہ آمادہ ہوتا ہے۔ نیزان ہی برسوں میں چاہیے کہ لڑکے اور لڑکیاں دنیا کے عظیم مقلّروں کے افکار سے روشناس ہوں اور خود کے لئے زندگی کی راہ نکالیں۔

آلبرٹ نے بلآخر جس وقت مکتب اور اسکول کی تعلیم اختیام کو پہنچائی تو عین اس وقت جب وہ گرمی کی چھٹیاں اپنے خوبصورت گاؤں میں گزار رہاتھا۔اس نے اپنی زندگی کا بہت بڑا فیصلہ لیاتھا۔

وہ دن خرداد (جولائی) مہینے کی دھوپ کاایک روز تھا۔ فضانیلے رنگ کی، جنگل ہرا بھرا تھا۔ پرندوں کی آوازیں دلوں کو شوق اور خوشی سے لبریز کررہی تھیں۔آلبرٹ کادل اس دکش حسن کے باوجود جوش میں آچکا تھا۔

جس وقت وہ جنگل کے لئے تنگ راستے سے آگے بڑھ رہا تھا اور فطرت کے حسن اور شان کو دیکھ رہا تھا تب یہ بھی سوچ رہا تھا کہ میں اس حد تک نعمت، تندرستی، پر مسرّت گھر اور آرام کی زندگی سے آسودہ اور بہرہ ور ہوں۔ مگر دنیا کے دوسرے حصّوں میں احتیاج اور رنج حکمر ال ہیں۔ کیا یہ تمام بخشیش

میرے لئے گواراہو سکتی ہیں۔

اس روزسے آلبرٹ کوجوراہ طے کرناچاہیے تھی،وہ اسے واضح طور پردیکھ رہاتھا۔اس نے اپنے ساتھ یہ عہد باندھا کہ تیس (۳۰) برس تک فلسفہ،اخلاق اور موسیقی کی تعلیم جاری رکھول گا اور اس کے بعد اپنے ہم نوع دردمندول کی خدمت کے لئے خود کووقف کردول گا۔

کئی برس گزرگئے۔اب آلبرٹ تیس(۳۰) برس کی عمر کو پہنچ چکا تھا۔اور فلسفہ میں ڈاکٹر ہو گیا تھا۔ایک ماہر گانے والے اور ایک زبر دست لکھنے والے میں شار ہو تا تھا۔اس کے باوجو دنہ جان سکا کہ کس طرح اپنا مقد "س وعدہ پورا کرے۔ انسان کی خدمت کی تمام راہوں میں اس نے یہ بھی سوچا تھا کہ یتیموں اور بے سہار البحوں کی تعلیم و تربیت میں مشغول ہو جائے۔ بے سہارا بچوں کی تگہداشت کرے۔ اپنی زندگی ان پناہ گزینوں پر وقف کریاور رہاشدہ قید یوں کی امداد کرہے۔

لیکن اس کا صرف وہی اکیلاملک نہیں ہے جہاں درد منداور بے سروسامان لوگ پائے جانے ہیں۔ دنیا میں بہت ایسی جگہیں ہیں جہاں کے لوگ دوسروں کی امداد کے لئے زیادہ محتاج ہیں۔اس نے بلآخر افریقہ کے جنگلوں کے سیا ہوست لوگوں میں جانے کا پختہ فیصلہ کرلیا۔

جس وقت آلبر ٹے نے اپنے مخلص دوستوں اور گھر والوں کو اپنیار ادہ سے

آگاہ کیا تواعتراض اور مخالفت کا توفان کھڑا ہو گیا۔اس کے آدمی اور دوست خودسے سوال کرتے تھے کہ کیا آلبرٹ نے اپنی عقل کوہاتھ سے جانے دیاہے؟

ایسے جوان نے جس کامستقبل روشن اور تابناک ہے۔ کیوں ایساخطرناک فیصلہ لیا ہے۔ اس کے وابستہ عزیز وا قارب لوگ کوشاں تھے کہ اس کواس بات پرراضی کر لیا جائے کہ وہ خود اپنی سرزمین میں بھی انسانیت کی خدمت بجالا سکتا ہے۔ آلبرٹ کے لئے ان کی تصیمتیں بہت ہی ناگوار تھیں۔

کلمه باوتر کیب بای تازه:

بیشتر،زیاده تر اغلب = انسانىيت،آ دمىت بشرسيت = زیاده، گھنا يريشت =خوش کن ، شاد پر سرور = اطراف،ار د گرد پيرامون =آرام دیتاہے تسكين بخشير = طبيب، فنريش،معالج وكتز

فلفہ = ایک ایبا علم جو مسائل اور چیزوں کے بارے میں

جانکاری فراہم کرتاہے۔

قانع کنند = راضی کرتاہے

مواہب = نعمتیں، بخشثیں

ناکام = وه شخص جواینی آرزو کو نهیں پہنچتاہے

نخل = کھجور کادرخت

وقف کند = وقف کرے، مخصوص رکھے

هيكل = اندام، جسم

سوالات کے جوابات

ا-د كتر آلبرت شوا تيزر يكي از بزر گان عصر ما بود-

۲-آلبرت شوا تیزر در سال ۱۸۷۵ میلادی در دېکد هٔ کو چکی از کشور فرانسه چیثم بد نیا ۴ ۵

۳- آلبرت از کود کی در بار هٔ انسان واسر ار زندگی بیندیشید-

۴- به عقید و آلبرت نیک بختان و ظیفه دارند به خدمت ناکامان و بیچار گان بشتا بند-

۵- به عقید ؤ آلبرت مهمترین سالهای زندگانی انسان بین نه تا چهارده سالگی است،

دراین سالهامغز برای فراگر فتن و نگاه داشتن آماده تراست

۲- آلبرت پس از بیایان دورهٔ دبیر ستان بزر گترین تضمیم را در زندگی خویش گرفت-

او باخود دیبان بست تاسی سالگی به تحصیل فلسفه واخلاق وموسیقی ادامه خواهم داد،
 از آن پس وجود خود راوقف خدمت به همنوعان در د مند خواهم کرد-

۸- آلبرت به همه راه های خدمت به بشر اندیشیده بود می توانست به تعلیم و تربیت یشیمان و کود کان بی سرپرست پر دازد ، ازاطفال بی پناه نگهداری کند ، وجود خود را وقف خدمت به آورگان آن نماید یازندانیان آزاد شده را یاری کند -

۹-آلبرت تصمیم گرفت به میان بو میان سیاه پوست جنگلهای آفریقا برود-

۱۰- کسان ودوستان آلبرت از خود می پرسیدند مگر آلبرت عقلش رااز دست داده نبریسی به به برین در نبرین داده

است - چراجوانی که آئنده در خشانی دار دچنین تصمیم خطرناکی گرفته است -

۱۱- بستگان آلبرت می کوشیدند تااورا قانع کنند که در سر زمین خود می تواند به بشریت خدمت کندازین رواندر زبای آنان بر آلبرت بسیاری نا گوار بود-

۱۲- هنگامی که خویشان ودوستان شوا تیزر رادر رای خود پایداریافتند برای باز داشتن وی از آن کاربه مبارزه برخاستند-

خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پر کیجئے۔

آلبرت تصمیم گرفته بود وجود خود راوقف خدمت به بهتر ساختن زندگی در د مندان کند-آلبرت نخستین سالهای زندگی اندیشه ای کنجاو داشت - چگونه می توان این در دهارا تسکین بخشید-آلبرت هما نطور که در کوره راه سراشیب جنگل پیش می رفت از خود می پرسید که من تااین اندازه از نعمت تندرستی، خانهٔ پر سر وروزندگی راحت و آسوده بهره مند بهستم، اما در جابای دیگر جهان رنج و فقر و بیداد گری حکومت می کند؟ آیا جمه این مواهب می تواند برای من گوارا باشد؟ -

الف شب بر قلب افریقاسایه افکنده بود - در میان جنگل انبوه خانهٔ کو چکی دیده می شد - باد گرم، شاخ و برگ نخلهارانوازش می داد وعطر گلهای گر مسیری را به همراه می آورد - گاه و بیگاه غرش و بانگ جانوران به گوش می رسید -

ب۔ چون تنہا کشور سر زمین او نیست که در آن در د مند و بیچار ه یافت می شود۔ بسیار جاہای در جہال است که مر دمان آن بیشتر نیاز به یاری دیگران دارند۔ازین سبب او در سی سالگی ہنوزنمی توانست به عهدی که باخو دبسته بود و فاکند۔

ج- به نظرما بهترین راه خدمت بشر، باید تعلیم و تربیت یتیمان و کودکان بی سرپرست پردازد، کسی را باید از اطفال بی پناه گهداری کند، وجود خودرا خدمت به آورگان آن نماید یازندانیان را یاری کند تا آزاد شوند- د به به به به البرت شوا تیزر دانستند، جوانی که آیندهٔ در خشانی دارد چنین تصمیم خطرناکی گرفته است - ازین سبب آنها از خود می پرسیدند مگر آلبرت عقلش را از دست داده است - آنها می کوشیدند تا اورا قانع کنند که در سر زمین خود نیز می تواند به بشریت خدمت کند

ساتوال سبق انسان دوست فنریشن (۲)

جس وقت عزیزوا قارب اور دوستوں نے آلبرٹ شوا تیزر کواپنی رائے میں ثابت قدم پایاتواسے اس کام سے روکنے کے لئے لڑائی اور ضدیر آمادہ ہو گئے۔ مگر آلبرٹ لو گوں کی مذمّت اور دھمکی سے نہ گھبرایا۔ صرف دل کی آ وازیر جوار د گرد کی تمام آوازوں سے زیادہ قوی ہے، کان لگاتا تھا۔اس نے اپنا فیصلہ لیا تھا۔ وہ عاہتا تھا کہ سیاہ بوست افریقیوں کی سرزمین میں جا کرزندگی کی د شواریاں دور کرنے میں ان کی مدد کرے۔ان کے د کھوں کاعلاج کرے اور انہیں بہترین زندگی گزار نیاور تندرست ہونیکی راہ سکھائے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے لازم تھا کہ علم طبابت کا بھی کچھ سرمایہ رکھتا ہو۔اس چیز کے پیش نظریہ دانااور فلسفی، یہ ماہر گویا تیس برس کی عمر میں دوبارہ یونیورسٹی گیاتا کہ طبابت کاعلم حاصل کرے۔ آلبرٹ اڑ تیس (۳۸) سالہ تھا کہ اینے خوبصورت ملک کو پیچھے جھوڑ کرستر ڈیے دوائیاں،اوزار جراحی، پائدارایمان اور عربّم مصمم کے ساتھ اپنا طویل سفر افریقہ کے اجنبی ممالک کی طرف شروع کر دیا۔اس نے جنگلوں میں سے ایک جزیرے کو جوایک ندی کے در میان تھا۔ جس کا نام لامبار نہ تھاا پنی سر گرمی کامر کز قرار دیا۔

حکیم کی آمد کی خبر ہر جگہ پہنچ گئ۔ مقامی باشندوں کولامبارنہ ہجوم سے روکنا ممکن نہ تھا۔ بیاروں اور اان کے رشتہ داروں کواٹھانے والی کشتیاں لگاتار وارد ہورہی تھیں۔ مریض خود کو بڑی تکلیف سے اس کے مختصر گھر میں جوا یک ٹیلے کی بلندی پر واقع تھا پہنچاتے تھے یار شتہ داروں کے وسیلہ سے وہاں پہنچ پاتے تھے۔ باس پرلازم تھا کہ انکی خبر گیری اور دیکھ بھال کرے مگر کس طرح اور کہاں؟

شوا تیزر مجبور ہو کر کھلی فضامیں علاج ومعالجہ کرنے میں مشغول ہو گیا تھا۔ جلانے والی دھوپ میں پسینہ گرتا تھا۔ ہر روز عصر کے وقت جب ہوا طوفانی اور تیز ہوتی تھی اور بارش موسلادھار برستی تھی۔ تب وہ مجبورا'' طبابت (جراحی) کے اوزار جلدی سے گھر کے ایوان میں لے جاتا تھا۔

شوا تیزررات کوجب بستر پر جاتا تو بہت ہی تھکا ماندہ ہوتا تھا مگر سونے کی طاقت نہ ہوتی تھی۔ بیدار رہتا تھااور اپنے بیاروں کے بارے میں سوچتا تھاوہ ہمیشہ اسی فکر میں رہتا تھا کہ اگر علاج کرنے کے زیادہ زرائع مئیسر ہوں تو بہتر طریقے بریجاروں کو نجات دے سکتا ہے۔

اسے جراحی میں بھی مشغول رہنا تھا۔ لہذا بڑی تلاش و کوشش کے بعد ایک مرغ دانی حاصل کرلی۔ یہ مرغ دانی اس سے پہلے مد توں سے خالی پڑی تھی۔ کیونکہ اس کے تمام پرندے گوشت خور چیونٹیوں کی خوراک بن چکے تھے شواتیزر نے ڈربہ تعمیر کیا۔ اس کی حجبت کے سور راخ جہاں تک ممکن ہو سکابند کر دے۔
اس کے دھبے دھو ڈالے۔ اس کی دیواروں پر سفیدی کی اورایک نیند کی سفری
چوکی (چار پائی) اس میں ڈال دی۔ اس چوکی کو بطور تخت جراحی استعال کرتا تھا۔ یہ
چھوٹا سا کمرہ گرمیوں میں سخت تکلیف دیتا تھا۔ استوائی خط کی کرنیں بوریے کی
حجبت سے اس کے اندر جہکتی تھیں اور ڈاکٹر نہایت برد باری سے انہیں برداشت
کرتا تھا۔

کبھی کبھار شوا تیزرپر ناامیدی طاری ہوجاتی تھی آیا وہ اپنا مشکل فرئضہ دوسروں کی مدد کے بغیر آگے لے جاسکتا ہے ؟ دوائیوں کاجوز خیر ہ بچا تھا وہ بھی ختم ہونے کے قریب تھا۔ گرمی نے اسے جھلسادیا تھا اور وسائل نہ ہونے کی وجہ سے شدید طور پر رنجیدہ تھا۔ اتنی نحوست اور بد بختی کے بالمقابل ایک آدمی کے ہاتھ سے کیا کام بن سکتا ہے۔ مقامی باشند سے نہ صرف جسمانی امراض میں مبتلا تھے بلکہ جادو ٹونے اور بیہودہ باتوں کا اعتقاد بھی شد ت سے یہاں کے باشندوں کے در میان رائج تھا۔

شوا تیزر کی خواہش تھی کہ وہ مقامی لو گوں کو بیہودہ باتوں کے چنگل سے چھٹکاراد لائے مگر کیسے ؟ کس طرح وہ اکیلاان مشکلات کو پیچ سے ہٹاسکتا تھا۔ ان تمام مشکلات کے باوجود شوا تیزردن بدن اپنی کوشش میں اضافہ کرتا تھا۔ یہاں تک کہ جو خطوط اس نے لکھے تھے اور جو سفر کئے ان سے اس نے فلاح وبہبود کی انجمنوں کو اپنے کام کی جانب متوجہ کر لیا۔ چنانچہ چند برس بعد اس قابل ہو گیا کہ انکی مدد سے سامان سے لیس ایک اسپتال بنا سکے۔ جس قدر یورپ کے لوگ اور فلاح و بہبود کی انجمنیں شوا تیزر کے کام کی اہمیت وافادیت سے آگاہ ہوتی تھیں، اتنی ہی زیادہ امداد کرتی تھیں۔

یورپ کی تمام ولایتوں سے اس کے لئے تحائف بھیجے گئے۔ دوائیوں سے بھرے ہوے گئے۔ دوائیوں سے بھرے ہوے گئے۔ دوائیوں سے بھرے ہوے کودھ کے گئے۔ دودھ کے گئے۔ دودھ کے گئے۔

شوا تیزرامیر ول کے عطیات و تحائف کا متشکر تھا۔ گراس کی خوشی اور شادمانی اس وقت کمال کو پہنچ گئی۔ جب مفلسول کی طرف سے ہدیے پاتا تھا۔ تنگد ستوں کا حسان زیادہ چیرت انگیز تھا۔ محنت کش دھوبی ہر ہفتے اپنے ایک دن کی نصف آمدنی شوا تیزر کے اسپتال کو بھیجتا تھا۔ ایک یتیم خانہ کے بچے بھی ہر مہینے شور باپر قناعت کرتے تھے۔ تاکہ اپنی اس کٹوتی سے شوا تیزر کے بیارول کیلئے محیلیول کی ایک مقدار جو خوراک بن سکے فراہم کر سکیں۔ کئی برس اسی طرح گزرگئے تھے اور شوا تیزرایک مفلس ترین اور دنیا کے ایک حصے کی بدترین آب قروا میں ابنی خدمات انجام دے رہاتھا۔

لامبارنه کااسپتال نه صرف بیار انسانوں کوابنی گود میں قبول کرتا تھااور شفا دیتا تھابلکہ بیار جانور وں کیلئے بھی پناہ گاہ بناہوا تھا۔

بوڑھے اور بیار حیوانات دوراور نزدیک سے آگر شوا تیزر کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ بعض جانوروں کو مقامی باشندے ساتھ لاتے تھے۔ بعض کو گردش کے دوران شوا تیزراپنے ساتھ لاتا تھا۔ بیار جانورجوں ہی علاج پاتے اور ٹھیک ہوجاتے تو پھر جنگل کی طرف واپس لوٹ جاتے۔ لامبارنہ ان جانوروں کو اس قدر پہند آتا تھا کہ بعض وہیں رہ جاتے تھے اور پچھ جانے کے بعد دوبارہ وہاں لوٹ آتے تھے۔ قسم قسم کے جانور جیسے طوطی، شتر مرغ، پالتوپرندے، یہاں تک کہ ہرن، بلی اور بندرایک دوسرے کے پہلومیں زندگی بسر کرتے تھے۔

ان برسوں کا شار جو شوا تیزرنے لا مبارنہ میں گزارے بچپاس کے قریب پہنچتا ہے۔ اس عرصے میں دو عالمگیر جنگیں اہل جہاں کے لئے عظیم مصائب کا پہنچتا ہے۔ اس عرصے میں دو عالمگیر جنگیں اہل جہاں کے لئے عظیم مصائب کا پھل لائیں۔ شوا تیزر نے بھی دونوں جنگوں میں تھکادینے والے صدمات برداشت کئے اور مدتوں گر فتار رہا۔ مگر ہر حال میں اپنے کام اور کو شش سے دستبردار نہیں ہوا۔ اس مدت کے دوران لا مبارنہ کا اسپتال عالمگیر شہرت پاچکا تھا۔ یہ اسپتال اب اس مر غدانی سے جسے شوا تیزر نے اپنے کام کا آغاز کرنے کے لئے بنایا تھا بالکل بدل چکا تھا، بے نظیر بن گیا تھا۔

اب یہ پنتالیس عمار توں والی آباد اور خوبصورت جگہ بن گئی تھی۔ سائبان لگے ہوئے تھے، چھوٹے بڑے مکانات اور گودام تھے۔

د نیا کے مختلف گوش و کنار سے ڈاکٹر اور نرسیں شوا تیزر کی امداد کو آچکے تھے۔انہوں نے تمام چیزوں سے آنکھ بند کر کے اپنی زندگی لامبار نہ کے اسپتال کی خدمت کے لئے وقف کر دی تھی۔

سال ۱۹۲۰عیسوی میں دنیا کاسب سے بڑاانعام "نوبل امن" شواتیزر کو عطاہوا۔ جس روز صبح صویرے اخبارات نوبل پرائز حاصل کرنے والے کے نام کی دنیا والوں کو خبر دے رہے تھے۔اس وقت اس انعام کا لینے والا لامبار نہ میں بیار ہر نوں کے ٹھکانوں کی تلاش میں مشغول تھا۔

شوا تیزر ہماری صدی کا ایک بڑا انسان جس نے اپنی زندگی حبشیوں کے قدموں میں بھیر دی اور اپناعشق و محبت لاچاروں اور در دمندوں کی خدمت میں قربان کیا۔ بلآخر چھیاسی ۸۲ برس کی عمر میں لامبار نہ کے اسپتال میں اپنے سیاہ پوست بیاروں کے پہلومیں جان جانِ آفریں کے سپر دکر دی۔ اس نے دنیا والوں کو پیتہ دیا کہ دنیا میں آنا اور مسر ت و شاد کامی کی زندگی بسر کرنا ایک حقیقی انسان کی روح (ضمیر) کو خوش نہیں کر سکتا۔ صحیح خوش نصیبی اور حقیقی سکون دو سروں کو راحت اور آسائش پہنچا کر ہی حاصل ہوتا ہے۔

کلمه باوتر کیب بای تازه:

اختيار كرده بود = انتخاب كياتها

اعتقاد = عقيده ركھنا

اعطاشد = دیاگیا،عطاکیاگیا

اعلام می داشتند = مطلع کرتے تھے، آگاہ کرتے تھے

افنرار جراحی = سر جری کے اوزار

پلیکان = بڑے پر ندے جو گرم علاقوں میں رہتے ہیں

جسمانی = بدنی

حامل = لداہوا

حكيم = فلسفى،مفكر

خرافات = بيهودهاوربے مقصد عقايد

در قبال = سامنے

راستين = حقيقى،واقعى

شفامی داد = شفا بخشاتها

شهرت = مقام، مرتبه، نام

نعمتين، تحائف عطايا = فلسفي فيلسوف = تيار،مهيّا،وافروسائل مجهمر. = آواز ندا =ررخ وبدىجختى نكيت =سر زنش، ڈانٹ ڈپیٹ

=

سوالات کے جوابات

نکو ہش

ا-شوا تیزر نظرخویشان ودوستان رانه یزیر فت از نکو ہش آنهانمی ہر اسید-

۲- سرانجام شواتیزر تصمیمی گرفت که به سر زمین های سیامان افریقه برود و آنهارا در ر فع د شواریهای زندگی یاری د ہد-

۳- چون شوا تیزر متوجه شد برای رسیدن به این هدف می از بایست دانش پزشکی ماییه ای داشته باشد -ازین رواین مر د حکیم و فیلسوف در سی سالگی بار دیگر به دانشگاه رفت تادانش يزشكي بياموزد-

۴- شوا تیزر در آغاز کار باد شواریهای روبرو شد او ناچار در هوای آزاد به درمان می ير داخت وازنه داشتن وسايل بشدت رنج مي برد-

۵-شوا تیزر در سی سالگی د و باره به دانشگاه رفت تادر س پزشکی بخواند-

۲- شوا تیزر در سی و هشت سالگی به افریقه رفت -

۷-لامبارنه جزیرهای غیر زی زرع بودیکی از جنگلهای افریقه -96

۸-شواتیزر در ہوای آزاد کارخو دراآغاز کر د-

۹-گاهی نومیدی بر شواتیزر چیره می شد که و ظیفه خودرانی همکاری دیگران پیش ببر د-بی زخیر ه دارووازنداشتن و سایل دیگر واز دست یک تن چه کاری ساخته بود-

ا ٠ - شوا تيزر نوميدي رانيزير فت -

۱۱- شوا تیزر بانوشتن نامه های و کردن سفر های جمعیتهای خیریه را به کار خود جلب کرد-پس از چند سال توانست به یاری آنان بیارستان مجهمزی بسازد-

۲۱- شادمانی شواتیزر هنگامی بکمال می رسید که هدایای از مردم تهیدست دریافت میکرد-

ا۳- پزشکان وپرستارانی از نقاط مختلف جهال به یاری شوا تیزر در بیارستان لامبارنه رفتند-

ا ۱۴- به نظر ماا بمیت وارزش کار شوا تیزر در این بود که بدنیا آمدن وزیستن باخوشی ها وشاد کامی های فردی نمی تواند روح یک انسان حقیقی راراضی کند به برای یافتن به خوش بختی راراستین باید در پی آسایش وراحت دیگران بود-

آ ٹھوال سبق رود کی پاییہ گذار شعر فارسی

البرز پہاڑی سلسلے کے پیچھے جو بلخ شہر کی بلندی سے راستہ شالی ایران کے نواح کو جاتا ہے اور جنوبی سواحل دریای خزر کو اپنی بغل میں لیتا ہے، بہت وسیع جنگل ہے کہ جس سے ایرانی قدیم زمانے میں اس کو دشت خاوران کہتے تھے،اس جنگل کی اوٹ میں ایک وسیع دریا''آمودریا''موجیں اٹھائے اور دھاڑتے ہوئے ایک عظیم اژدھے کی طرح اپنے سینے کو زمین پر ر گڑتے ہوئے میلوں مسافت کو و قاراور بڑی شان کے ساتھ لیکن عضہ اور تندخو کی کے ساتھ طے کر تا(بہتا)ہے۔ ایران کی قدیم داستانوں میں کہا گیاہے کہ ایک ایرانی پہلوان جس کا نام آرش بتایاجاتاہے، نے مازندران سے تیر پھینکا تھاجواس دریا کی پشت میں لگا تھااس سبب سے یہ دریا ایران اور توران کی سرحد یعنی ایرانیوں اور غیر ایرانیوں کی سر حد بن گیا۔اس دریا کے اُس پار دو قدیم شہر ، سمر قنداور بخاراصد یوں سے یاک خصلت ایرانیوں کی پرور شگاہ تھے۔ سمر قند شہر کے باہر ایک جھوٹے سے گاؤں میں یانچ چھوٹے دریا ہتے ہیں اور اسی وجہ ہے اُس گاؤں کا نام پنج رود ک رکھا گیا ہے اور بعد میں اختصار کے ساتھ (مختصر کر کے)رود ک کہنے لگے۔

ایک ہزار بچپاس سال گذر گئے ہیں کہ اس گاؤں میں ایک بڑا بزرگ (فنکار)ایک پرانے قبرستان میں مٹی کے بنچ ابدی نیندسو گیاہے اور دنیاسے آسودہ ہے۔ اس ہنر مند کا نام جعفر اور اس کے والد کا نام محمد تھا۔ جعفر بحیین سے ہی شعر وسخن کا سخراذ وق کے ساتھ ساتھ بہت باصلاحیت اور شیرین زبان تھا۔ تمام علوم، جواس زمانے میں رائج تھے حاصل کئے تھے، آہستہ آہستہ موسیقی کے ساتھ جنگ بجانا بھی سیکھ لیا تھا۔

جعفر بچپن سے ہی سمر قند میں بہار کے سر سبز وشاداب موسم کے رگلین چاند کے پر تومیں، یا موسم سر ماکی طاقت بخش آگ کے کنارے میں، یا تناور در ختوں کے سائے میں، یاندی نالوں کے کناروں پر یافر حت بخش بھولوں کے نیج میں بیٹھ کر چنگ بغل میں لیتا تھا اور گنگنا نا شر وع کر تا تھا۔ آہتہ آہتہ اس کا بیہ گنگنا نا شعر کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ مسلسل شعر گوئی کر تارہا۔ ابھی آغاز جوائی میں تاریل ہو گیا۔ مسلسل شعر گوئی کر تارہا۔ ابھی آغاز جوائی میں تاریل ہو گیا۔ مسلسل شعر گوئی کر تارہا۔ ابھی آغاز جوائی میں تھا کہ نامور شاعر کی حیثیت سے ظاہر ہوااور اپنی جائے پیدائش کے نام یعنی رود کی کے نام سے شہرت یائی۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ جب سامانی خاندان کے دلیر اور بہادر حکمر ان اٹھ کھڑے ہوئے اور اجنبی حکمر ان اس ضمن میں ہوئے اور اجنبی حکمر انوں کے تسلّط کو ختم کر دیا تھا۔ سامانی حکمر ان اس ضمن میں ہزاروں چارہ جوئی کی کوشش کر رہے تھے تاکہ غیر ایرانی بادشاہوں کے ظلم وستم

سے چھٹکارہ پائیں،ایرانی جو تین سوسال سے اجنبی بادشاہوں کے زیر سابہ اور ظلم وجر کے سامنے بے بس اور خامو شی اختیار کئے ہوئے تھے ان کو حق بات کہنے کے لئے اکسائے تاکہ وہ اپنے کھوئے ہوئے و قار کو دنیا کے اندر پھر سے بحال کر سکیس۔اس بڑے کام کو انجام دینے کے لئے رود کی سے زیادہ بہتر اور کس کو گردان سکتے ہیں؟ یارود کی سے زیادہ موزوں شخص اس کام کے لئے کون ہو سکتا ہے؟۔

سامانی بادشاہ نے عظیم شاعر رود کی کواپنے در بار میں بلایااوراس سے اس کام کے لئے آمادہ کیااوراس سے کوئی بات مخفی نہیں رکھی۔رود کی نے اپنی نے اپنی مر شار طبیعت اور جادوئی کلام سے سامانی بادشاہ میں ایسااثر پیدا کیا تھا کہ اس سے جو کام چاہتا تھا کروالیتا تھا۔امر اءاور وزراء مشکلات میں اس (رود کی) سے مدد چاہتے کام چاہتا تھا کروالیتا تھا۔امر اعان مشکلات کی گرہ کھول دیتا تھا یعنی اپنے کلام کے اثر سے پریشانیوں پر قابویا تا تھا۔

کہتے ہیں کہ ایک بار سامانی باد شاہ باد غلیش چلا گیا تھا، وہاں باد غلیش کی آب وہوار وح افنرا، سر سبز وشاداب اور خوش و خرم تھی اور آنے والے لشکروں کے لئے بہترین مسکن جہال وافر مقدار میں زاد حیات پایا جاتا تھا۔ باد شاہ ایک عرصہ تک وہاں قیام پزیر رہااور واپس وطن جانے کا خیال دل سے نکال دیا۔امراء اور

وزراء بادشاہ کو واپس لانے میں ناکام ہوگئے، بادشاہ کواپنے دارالخلافہ بخارا واپس لانے کے لئے انہوں نے رود کی کا دامن تھام لیا۔عظیم المرتبت شاعر صبح سویرے بادشاہ کے حضور پیش ہوااور یہ اشعار چنگ کی آواز کے ساتھ اس (بادشاہ) کے سامنے گائے:

بوی جوی مولیان آید همی یادیار مهربان آید همی رایگ آموی و در شتیهای او زیر یایم پرنیان آید همی ای بخارا شاد باش و شاد زی میمان آید همی میر، ز ی تو میهمان آید همی میر ماه است و بخارا آسان میر ماه است و بخارا آسان میر ماه سوی آسان آید همی

باد شاہ نے رود کی کا جاد وئی کلام چنگ کی دھن پر گایا ہواسنااور وجد میں آگیا کہ اسی وقت بخارا کی طرف چل پڑا۔ یعنی رود کی کے کلام میں الیی تا ثیر تھی کہ باد شاہ موزے وہیں چھوڑ کر سفر پر روانہ ہو گیا۔ آہتہ آہتہ رود کی کی شہرت سارے ایران میں پھیل گئی۔اس کے کلام کے سینکڑں دفتر جمع ہو گئے اور دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں لئے جانے لگے۔جو بھی شخص سامانیوں کی راجد ھانی بخاراسے ایران کے کسی بھی جسے (علاقے) میں جاتا تھا، یار دوست اور آشاوبیگانہ سبھی اس سے تحفہ کے طور پر رود کی کے اشعار کی فرمائش کرتے تھے یعنی رود کی کے اشعار چاہتے تھے۔

اس چنگ بجانے والے نغمہ سرابلبل نے سمر قند میں ایک ہمیشہ رہنے والا فارسی شاعری کا محل تعمیر کیاہے۔(اسی سبب سے رود کی کو بابائے شعر فارسی کہا جاتاہے)۔

اس کی شاعری کے سود فتر زمانے کے لوٹ مار اور ظلم وجور کی نظر ہو گئے ہیں سوائے چند اشعار کے جوان کے دیوان میں موجود ہیں نو (۹) سوسے زاید نہیں ہیں، ہمارے لئے چھوڑے ہیں۔ لیکن ہزار وں اور لا کھوں اشعار کہ جواس کے بعد ایران کے برگذیدہ شعر اءنے گائے ہیں، گویاوہ سب اسی کے ہیں، کیونکہ اگروہ دنیا میں نہیں آئے ہوتے یعنی پیدا نہیں ہوئے ہوتے اور انہوں نے یہ دیر پابنیاد نہیں فرالی ہوتی تو فارسی شاعری اس مقام تک نہیں پہنچتی یا یہ مقام فارسی شاعری کو نصیب نہیں ہواہوتا۔

سال ۳۲۹ ہجری قمری میں رود کی آس جہاں فانی سے رخصت ہوئے۔
اسی سال اور شایداسی دن کہ جس دن رود کی دنیامیں آیا(پیدا ہوا) تھا،وفات
پائی۔ سمر قند سے تھوڑا دور طوس میں ایک بچہ پیدا ہوا، کہا جانا چاہئے کہ جس کی
بنیادرود کی آنے ڈالی تھے جس نے اس عمارت کو پایئہ شکیل تک پہنچایا۔ کئی برس بعد
پہلا کافردوسی آکے نام سے مشہور ہوگیااور ساری دنیااس کے نام سے گونج اٹھی۔

کلمه باوتر کیب بای تازه: آتاہے، آئے گا آيدهمي مشر قی خرسان کا ایک حصّه ، جو آج افغانستان کا حصّه بادغيس -4 برما گی مايه سے پر ،وسيع ،زر خيز = تاراحگر غارت گر، فساد ہریا کرنے والا = ہمراہ،ساتھ توام =در یغ نہیں کیا د ريغ نکر د =

ديريای = پايدار،دير تک رہنے والی

زمزمه = گنگنانا

زى = زندگى،خوشى سے زندگى گذار

مراد تیری طرف زي =د کش، دل کوموہ لینے والی سحر آميز = سخن سر ا شاعر =سعيد نفيسي ہمارے زمانے کا ایک ادیب اور محقق تھا =ساحل کی جمع، کنارے سوال =ارادہ کرنے والا، حرکت کرنے والا عازم شد =فرحت بخش،خوشی لانے والا فرحزا =تالی بجاتے ہوئے، چینتے چلاتے ہوئے کف کنان =بيزار،رنجيده، عمكين ملول = بخارامیں ایک ندی کا نام موليان = امير ، باد شاه مير =مشهور، شهرت یافته نام آور = نغمه خوان، شاعر نغمهرا = زوق = وحد آپسته، شان و قار پرسش

ا۔ دشت خاوران از بالای شہر بلخ راہ نواحی شالی ایران است۔

۲ - آمو دریا در پشت دشت خاوران کف کنان وغران با تآنی وو قاروباخشم و تندخو کی بیاید -

سر رود کی شاعر بزرگ ایران بود که وی رااساس شعر فارسی می نهادند ـ

۳- شهریاران دلیر خاندان سامانی دست فرمان روایان بیگانه رااز سر زمین ایران کوتاه کرده بودند ـ

۵-ایرانیانی از سیصد سال در زیر قدم و تازیانهٔ فرمانروایان بریگانه لب بسته و خاموشی گزیده بودند ـ

۲ ـ پادشاهان سامانی می خواستند ایرانیان را به سخن گفتن برانگیزند تاآوازه شان بار دیگر جهان را بگیرند تا

ے۔ چون رود کی باطبع سر شار و باشعر سحر آمیز خود آنچنان در پاد شاہ سامانی نفوز پیدا کر دہ بود کہ اور ابہ ہر کاری کہ می خواست برا نگیز د۔

۸_ پایه تخت سامانیان بخار ابود

9 چنانکه باد غلیش آب و هوائی خوش داشت و سر سبز و خرسم بود ازین سبب پادشاه سامانی مدتهادر باد غلیس ماند ـ

ا • ـ رود کی صبحگاہی پیش شاہر فت واین شعر را بانوای چنگ بروی خواند:

بوی جوی مولیان آید ہمی ، یادیار مهر بان آید ہمی۔ میر ماہ است و بخار اآسمان ماہ سوی آسمان آید ہمی۔

ا ا۔ ریگ آمودریادرزیریای پادشاه مانندپر نیان است۔

۲۱_شعر های رود کی در حدود صد دفتر گرد آور دند_

اسلااز شعر ہای رود کی بہنہ صدبیت باقی ماندہ است۔

ا ۴ - زیراا گررود کی نیامده بود واین اساس دیر پای را نگذاشته بود شعر فارسی به این پایه از برمایگی نمی رسید -

۵۱۔ در سالی که رود کی قوت کرد در طوس کود کی دیده بجهان گشود ، سالیانی بعد این کودک په فردوسی مشهور گشت۔

نوال سبق

فداكارى مادر وعزم واراده فرزند (۱)

میرانام کریستی براؤن ہے۔سال ۹۳۲ اعیسوی میں موسم بہار میں ایک دن پیداہواہوں۔ بارہ مہینے تک میں دوسرے بچوں کے ساتھ کوئی فرق نہیں رکھتا تھا۔ لیکن ایک ایساوقت آگیا کہ جب میری ماں متوجہ ہوئی کیونکہ میں دوسرے بچوں سے مختلف ہوں اور وہ (ماں) مجھے کھانادینے کے لئے مجبور ہے۔ میرے سر کو اپنے ہاتھوں سے اوپر اٹھاتی ہے۔ جب میں تھوڑا بڑا ہو گیا تو میری دوسری کمزور یوں کو دیکھنے لگی اور سمجھ گئی کہ نہ صرف میر اسر بے حرکت ہے بلکہ جسم کے کسی اعضاء کواینے اختیار سے حرکت نہیں دے سکتا ہوں۔ حتی کہ میں جبڑوں سے دودھ کی شیشی کی چوچی (پستان) منہ میں نہیں پکڑ سکتا ہوں جس وقت میں ایک سال کا ہو گیا جا ہے تھا کہ کچھ تکیے میرے پہلومیں رکھیں گے تاکہ ان کے سہارے میں پھر وں اور بیٹھ سکوں آہستہ آہستہ جب میں بڑاہو گیاخود بھی متوجہ ہوا کہ میں دوسرے بچوں سے فرق رکھتا ہوں۔ایک گوشت کے ٹکڑے کی طرح تبھی اس کونے میں تبھی اس کونے میں گرتاتھا۔ جس قدر میں جاہتاتھا کہ تھوڑی سی حرکت کروں میرے بدن کے تمام اعضاء کانیتے تھے اور گرجاتا تھا۔

شہر کے تمام ڈاکٹر میرے علاج س ناامید ہو گئے تھے اور میری ماں سے کہتے تھے کہ مجھے ایک اسپتال جہاں اپانج اور مفلوج بچوں کاعلاج کیا جاتا ہے میں داخل کرے۔میری ماں مجھ سے پہلے پانچ صحیح سالم بچوں کو جنم دے چکی تھی۔اس کے لئے مشکل تھا کہ مجھ سے چیشم پوشی کرے۔اس دلیر اور مہر بان ماں نے مصم ارادہ کر لیا کہ گھر میں میری رکھوالی کرے گی۔ ہمیشہ میری خدمت کر کے مجھے ایک بہترین انسان بنائے گی۔

میں پانچ سال کا مکمل ہو چکا تھا کہ ایک رات کو میری بہن میرے پاس ببیٹھی تھی اور بلیک بور ڈیراینے اسکول کا سبق دہر ارہی تھی۔اجانک میرے دل میں خواہش پیدا ہو گئی کہ میں بھی ایک کام کروں کہ جووہ کررہی تھی۔ میں نے اپنے جسم کی پوری طاقت کو جمع کیاتا کہ بائیں پاؤں کی انگلیوں سے جاک کا ٹکڑا پکڑلوں اور کچھ لکیریں ترتیب سے بورڈیر کھینچوں۔سب کے سب خاموش اور بے حرکت مجھے دیکھ رہے تھے۔میری ماں ایس حالت میں کانپ رہی تھی میرے یاس آئی۔ پہلے بلیک بورڈیر حروف الفبارزہ لکھے۔اس کے بعد مظبوطی سے تختے کو میرے یاؤں کے نیچے بکڑر کھا اور کہا کریستی میری طرح کوشش کر، ان کے اوپر ہاتھ بھیر۔لیکن میں اس کام کوانجام نہیں دے سکتا ہوں۔میری ماں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور حسرت بھری نگاہوں کے ساتھ دیکھ رہی تھی تاکہ میں کام کو انجام دول۔ آخر کار میں نے بورڈ کے اوپر ایک ٹیڑھی لکیر تھینچی۔اسی وقت سے میری حقیقی زندگی کا آغاز ہوا۔

آہتہ آہتہ میں نے حروف الفبارزہ یاد کئے۔ مجھے یاد آرہاہے کہ پہلا لفظ جو میں نے لکھاماں تھا بعد میں بہت الفاظ یاد کئے۔ یہ کام شروع میں میرے لئے بہت دشوار تھا کیونکہ چاہیے تھا کہ میں اپنے پورے جسم کوایک طرف سے دوسری طرف گھوماؤں تاکہ اپنے بائیں پاؤں سے لکھنا سیکھوں۔ لیکن تھوڑی تھوڑی اس کی عادت کرلی۔ سات سال کی عمر میں لکھنا اور بڑھنا یاد کیا۔

کلمه باوتر کیب بای تازه:

قصد اراده، جاہت = مفلوج،فالج زده افليج = اراده، تضميم عزم =منه کی اوپر اورینیچے والی ہڈی فک = نقص خامی،عیب = حققي واقعي =

سوالات کے جوابات

۱- کریستی براؤن در یکی ازروز ہای بہار سال ۱۹۳۲ میلادی بدنیا آمد-

۲- کریستی افالیج داشت -

۳- مادر کریستی در آن موقع متوجّه شد که او با کود کان دیگر فرق دارد و برای غذا خوردن مجبوراست -

۳- پزشکان به مادر کریستی پیشنهاد می کردند که اورا یکی از بیار ستانهای که کودکان افاتیجوناقص رادر آنهانگهداری می کند بسیارد-

۵- برای مادر کریستی د شوار بود که از او چیثم بپوشد چون مادر کریستی پیش از او پنج بچه سالم بدنیا آور ده بود-

۲-مادر کریستی از معالجه و تربیت پسرش مایوس نه شد-او تصمیم گرفت که پسرش در خانه نگه دارد و مواظبت کند وانسانی بساز د-

۷-وقتی که مادر کریستی خط مجی روی تخته کشیداز همه لحظه زندگی واقعی او شر وع شد-

۸- به نظرما منظور مادر کریستی از زندگی واقعی از همه اعضای بدن حرکت کردن

است-

9- نخستین کلمه ای است که کریستی نوشت مادر بود-

ا • - کریستی در ہفت سالگی خواندن ونوشتن رایاد گرفت -

۱۱- به نظر ما کریستی می توانست خوب حرف برند به دیگران بفهماند پای چپ می نوشت ومی فهماند-

۲۱- کریستی در ده سالگی نقّتی یاد گرفت-

درج ذیل خالی جگہوں کوپر کیجئے۔

ا-تاچهارما ہگی من کود کان دیگر تفاوتی نداشتم۔

۲_ در آن موقع بود کامادرم متوجّه شد من بادیگران فرق دارم_

سر بیچ کدام از اعضای بدنم رانمی توانستم به اختیار خود حرکت دهم به

۴-اعضای بدنم بشد"ت می لرزید

۵_ پزشکان شهراز معالحبرمن ناامید بودند_

۲- می خواستند مرابه یکی از بیار ستانهائی که کود کان افلیج و ناقص را در آنها نگهداری می کر دند بسیار ند _

۷۔ آن زن دلیر و فعرا کار تصمیم گرفت مر ادر خانه نگهداری کند۔

۸_ درروی تختهٔ سیاه تخستین حروف الف بار زه نوشت _

درج ذیل جملوں کو مناسب الفاظ سے پر سیجئے۔

ا ـ کریستی براؤن نمی توانست اعضای مدن خو درا بخو بی حرکت د ہد ـ

۲_ شی خواهر م در کنار من نشسته بود _

س مادرم تضمیم گرفت از من انسانی بساز د ـ

هم_من مادر خودراد وست دارم_

۵_او تکالیف مدرسه راانجام داد هاست _

۲-آیاکریستی براؤن بابحة ہای دیگر فرق داشت؟

۷۔ من فردابہ کتاب خانہ خواہم رفت۔

۸_ فردوسی شاهنامه رابشعر در آور د_

۹_ ہمہ ساکت و بیحر کت مرانگاہ می کر دند_

ا ٠ ـ نا گہان دلم خواست کاری را کہ اومی کند من ہم بکنم _

د سوال سبق

فداكارى مادر وعزم واراد وفرزند (٢)

ا بھی دس سال کا ہو چکا تھا۔ایک دن کمرے میں میری ماں کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔میرے بھائی کے رنگین صندوق نے مجھے متوجہ کیا۔میں نے اپنے آپ کو صندوق کی طرف کھینچااور صندوق کے ڈھکن کو پاؤں سے کھولا۔ میں نے مصوّری (نقاشی) کے قلم کواٹھایااور منہ کی تری سے کارڈ بورڈ کے اوپر لکھنا شروع کیا۔مال جو کہ میری حفاظت میں تھی نے کہاا گرآپ نقاشی کرناچاہتے ہیں تو میں آپ کے لئے یانی لاؤں گا۔ میں نے کوئی بات نہیں کی۔ میری ماں گئی اور پانی لے آئی اور شختی کواچھی طرح زمین پرر کھا۔ میں نے اپنے بائیں یاؤں سے برش اٹھا یااور اس کو یانی کی پیالی میں ڈبویااوراس کے اوپر سرخ لکیر تھینچی خوشی سے میر امنہ کھل گیااور مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ مال کے چہرے کی طرف نگاہ کرکے دیکھنے لگا۔ اس دن کے بعد میں کچھ گھنٹے کمرے کے فرش کے اوپر بیٹھتا تھااور جب بھی نقّاشی کا سامان میرے آس پاس ہوتا تھا تو میں نقّاشی میں مشغول ہو جاتا تھا۔ صرف مجھی مجھی اینے مال باب سے خواہش کرتا تھا کہ کاغذ کو کمرے کی دیوار یر چسیاں کریں۔اس طرح سے میں نے آہستہ آہستہ خود بھی سکھ لیا۔ کئی سال گزر گئے اور میں ہمیشہ اپنی محنت اور سعی کے اثر اور دن رات کی رخت اٹھاتے ہوئے مال کے پاس جاتا تھا۔ اپناوقت کبھی نقاشی کے ساتھ اور کچھ وقت کتاب پڑھنے اور لکھنے میں اس کے ساتھ گزارتا تھا۔ آہستہ آہستہ لکھنے کے ساتھ میں نے دلچیہی پیدا کی۔ مال ہمیشہ میری لکھائی کو پبند کرتی تھی اور اس کام میں میری حوصلہ افٹرائی کرتی تھی ڈاکٹر ایک مدت تک میری مال کے پاس رہا بلآخر کچھ دنوں کے بعد آمدور فت کرنے لگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرے لئے ایک بلا خرکچھ دنوں کے بعد آمدور فت کرنے لگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرے لئے ایک ساتھ ورزش کروں لیکن میرے باپ کے پاس اسے اور میں روزانہ کچھ دیران کے ساتھ ورزش کروں لیکن میرے باپ کے پاس اسے روپے نہیں تھے کہ میرے ساتھ ورزش کروں لیکن میرے باپ کے پاس اسے روپے نہیں تھے کہ میرے ساتھ ورزش کروں لیکن میرے باپ کے پاس اسے روپے نہیں تھے کہ میرے

دودن کے بعد ہی رات کوایک آواز نے مجھے نیندسے بیدار کیا۔ میں نے جوں ہی کھڑی سے باہر نظر دوڑائی اپنی ماں کو دیکھا جس نے پانی اور سیمنٹ کا تسلہ اپنے پاؤں کے سامنے رکھا ہے اور دیوار کی بنیاد کواونچا کر رہی تھی۔ دوسرے دن جس وقت میرے باپ نے اونچی دیوار دیکھی تو تعجب سے منہ کھلارہ گیا۔ میری مال نے کہا کریستی کیلئے کمرہ بنارہی ہوں۔ میرے باپ، بہن اور بھائیوں نے آواز دی اور کہا یہ ہمارا کام ہے آپ تشریف رکھیں تاکہ ہم اس کو مکمل کرلیں گے۔ پچھ ہی دنوں کے بعد ڈاکٹر کے حکم کے مطابق کمرہ تیار ہوا تھا۔

خوش نصیب ڈاکٹر کے علاج نے مجھے اس قدر ٹھیک کیا۔ایک عرصہ تک میں لندن کے اسپتال میں زیر علاج رہا اب میں روز بروز مھیک ہوتا جارہا ہوں۔ یہاں تک کہ آہتہ آہتہ میراڈر بھی ختم ہوا۔ میرے علاج کرنے والے ڈا کٹرنے سفارش کی تھی میں بائیں یاؤں سے لکھنے سے پر ہیز کروں۔جب یہ حکمت میرے علاج میں موثّر ثابت ہوئی تو میں نے جاہا کہ ڈاکٹر کی سفارش پر عمل کروں کیکن میرے لئے مشکل تھا کہ لکھنے سے پر ہیز کروں۔ کافی عرصہ کے بعدایک دن میر احچوٹا بھائی انشاء لکھنے میں مشغول تھا۔ میرے دماغ میں ایک خیال آیا۔ میں نے اسے خواہش کی کہ جو کچھ میں بولوں وہ لکھے۔میرے بھائی نے قبول کیا۔اس دن کے بعد میر اکام بولنااور اسکا کام لکھنا تھا۔ آہشہ آہشہ میری تحریر مور د توجہ بن گئی اورلوگ مجھا یک ادیب کی حیثیت سے پیجاننے لگے۔

میری تحریری اخباروں اور رسالوں میں حجیب گئیں اور اس ترتیب سے
ایک اپاہنج اور ناقص بچیہ مال کی قربانی اور عزم کے سبب سے اور اپنے ارادہ و محنت کی
بناپر شہرت اور افتخار کے مرتبہ تک پہنچا اور اپنے خاندان اور ملک کی سربلندی کا
باعث بن گیا۔

کلمه باوتر کیب بای تازه:

تا ثیر داشت = اثر کرتاتھا

دستگاه = ورزش کرنے کاسامان

ر طوبت = نمی، تری

قلم مو بنا ہوا قلم = بنا ہوا قلم

لندن = انگستان کا دارالخلافہ، یورپ کے بڑے شہرول میں

سے ایک۔

معالج = طبیب، بیارون کاعلاج کرنے والا

نصب كند = لگاياجايا

سوالات کے جوابات

۱- کریستی جعبرس نگ بردارش توجهٔ اوراجلب کردازین رو کریستی در جعبه را با پاباز کر د -

۲- کریستی از پدریامادر خوا^مش می کرد کاغذرا به اتاق بچسپا نند تا کم کم نقاشی را نیزیاد گ

۳-مادر کریستی ہمیشه نوشته های اورامی پسندید واور ادراین کار تشویق می کر د-۴-وقتی که پزشک جوان کریستی رامعائنه کر د قرار براین شد که اتاقی جداگانه برای اوساخته شود-

۵- چون پدر کریستی آندر پول نداشت که اناقی جداگانه برای کریستی بسازد-

۲-مادر کریستی مایوسنه شد بلکه از سعی و کوشش خود اتاق برای کریستی رامی ساز د-۷-وقتی که پدر کریستی زنش را دید بساختن اتاق بچه هایش را صدا کر د و گفت این کار مااست بیایید تاآن را تمام کنیم -

۸- بلی معالجات پزشک جوان حال کریستی را بهتر کرد-

۹- پزشک در بیارستان به کریستی پیش نهاد کر دند که از نوشتن باپای چپ خود دوری کند-96 چون این کار در معالحیراو تا نیر داشت -

۱۰- فقط وسیلهٔ ارتباط کریستی با دیگران و تنها سر گرمی نقاشی ونوشتن بود برای تندر سدت بودن-

۱۱- برادر کریستی در نوشتن به کریستی یاری کرد-

۱۲- نوشته های کریستی در روز نامه هاو مجله ها چاپ شد وبدین ترتیب کودکی ناقص وافالیج در فداکاری مادر وعزم واراد هٔ خود به شهرت وافتخار رسید-

گیار هوال سبق

بانوى فانوس بدست

غالباًسو (۱۰۰)سال قبل انگستان کے ایک امیر گھرانے میں ایک لڑکی تولد ہوئی جس کانام فلورانس ر کھا گیا۔

اس زمانے میں رواج نہیں تھا کہ لڑکیاں تعلیم حاصل کریں اور اکثر لوگ خاص کرکے اشر اف تعلیم کا حاصل کرناصر ف لڑکوں کے لئے ضروری سمجھتے تھے لیکن فلور انس کی بالکل خواہش نہیں تھی کہ وہ عظیم الشان لوگوں کی لڑکیوں کی طرح پرورش پائے۔اس وجہ سے باپ کی مدد سے حصول علم میں مصروف ہوگئ۔ جب چھوٹی تھی۔ توایک دن اس نے ایک ڈاکٹر کی مدد کی تاکہ ایک کتے کی ٹوٹی ہوئی لڑنگ کی مرحم پٹی کرے اس وقت سے اس کام میں اس کی دلچیبی بڑھ گئی اور جب بڑی ہوگئے۔اس نے چاہا کہ اس فن کو سکھنے کی طرف متوجہ ہو جائے۔

اس زمانے میں اکثر خدمت گزار عور تیں ناخواندہ تھیں۔ فلورانس کا خاندان اس وجہ سے کہ ان کی لڑکی نرسنگ کی تعلیم کی طرف مائل ہو گئی تھی اسے سخت ناراض تھے۔لیکن فلورانس اپنے خاندان کی مخالفت کے باوجود بھی اپنے اس ارادے سے بازنہ رہی اور اس راستے میں کسی بھی کوشش سے دریغ نہیں کیا اور مسلسل خدمت گزاری کے ناپیندیدہ کاموں کو بھی خوشی سے انجام دینے لگی۔ فلورانس نے کئی سالوں تک لندن کے شفاخانوں میں خدمت انجام دی۔ یہاں تک کہ انگلینڈ اور روس کے در میان جنگ شر وع ہوئی اوراس جاں نثار لڑ کی کو خبر پہنچی کہ بہت سے سیاہی زخمی ہوئے ہیں اور اس جیسی نرس کی ضر ورت ہے۔ فلورانس اڑتیس(۳۸) نرسوں کے ساتھ میدان جنگ کی طرف دوڑی اور وہاں جنگ میں زخمی ہوئے لو گوں کی خدمت کرنے لگی اور اسپتالوں کی صفائی میں مشغول ہوئی۔ یہاں تک کہ راتوں کو بھی لالٹین ہاتھ میں لیکر بیاروں کے سرہانے پر آ جاتی تھی اور ان کی حوصلہ افنرائی کرتی تھی۔اس طرح سے فلورانس اور اس کی ہم پیشہ نرسوں نے بہت لو گوں کو موت سے نجات دلائی۔سیاہی اور دوسرے بیاران جال نثار نرسول کو بڑے احترام سے دیکھتے تھے اور سب سے زیادہ فلورانس کااحترام کرتے تھےاوراسے بانوی فانوس کہتے تھے۔

اسی دوران فلورانس ایک مہلک بیماری سے دوچار ہوگئ اور مجبور ہو کر انگستان واپس چلی گئی۔ وہ بیماری کی وجہ سے اس قدر کمزور ہو گئی تھی کہ خدمت گزاری کے کام کوانجام نہیں دے سکی۔ لیکن پھر بھی بریکار نہ بیٹھی اور نرسنگ کے فن پر ایک کتاب لکھی۔اسی دوران ایک ہیلتھ سینٹر فلورانس کے نام سے کھولا گیا اور فلورانس اکثراس ہیلتھ سینٹر میں کام انجام دیتی تھی۔

اس جال نثار عورت کو چھیاسی (۸۲) برس کی عمر میں نرسنگ کے لئے ایک بڑے انعام سے نوازا گیا۔ اس وقت تک یہ انعام کسی بھی عورت کو عطانہ ہوا تھا۔ فلورانس نائننگل نے نوے (۹۰)سال کی عمر میں دنیائے فانی کو خیر باد کہالیکن اس کانام ہمیشہ کے لئے زندہ رہا۔

کلمه باوتر کیب بای تازه:

اشراف = بڑےلوگ، بزرگان

جاويدان = هميشهر بيخے والا

در یغ نکر د = در یغ نه کرنا، کوتاہی نه کرنا

نامطبوع = ناپينديده، ناخوش آيند

سوالات کے جوابات

ا- فلورانس نايتنگل درانگليسي بدنيا آمده است -

۲_ فلورانس نایتنگل از یک خانواد هٔ بسار نژ وتمندانگلیسی بود _

۳- فلورانس روزی به پزشکی کمک کردتاپای شکسته سگی رازخم بندی کند-از آن وقت به کارپر ستاری علاقه مندگشت-

۴- در آن زمان اشر اف آموختن علم را فقط برای پسر ان لازم می دانستند از این سبب خانواد هٔ نایتنگل دختر شان به آموختن فن پرستاری ناراض بودند- ۵- فلورانس پیوسته در پرستاری بار وی گشاده نامطبوترین کارهاراانجام می داد-

۲-این دختر فداکار خبر رسید که میان جنگی بسیاری از سر بازان زخمی شده اندوبه کمک پرستارانی ماننداونیاز مندندازین سبب به میدان جنگ رفت-

2- زیرا که فلورانس بانوی فانوس شبها به دست با بالین بیاران می آمد و آنان را دلداری می داد-

۸- فلورانس نایتنگل براثر بیاری سخت چنان نتوال شده بود که دیگر نتوانست به کار پرستاری ادامه بد بد، اما باز هم بریار ننشست و در فن پرستاری کتابی نوشت - پس بزر گترین نشان خدمت به اودادند -

\

میر سید علی ہمدانی

میر سید علی ہمدائی معروف بہ حضرت شاہ ہمدان کا مہھ میں ہمدان (کولاب) میں پیدا ہوئے تھے۔ہمدان ایران کاسب سے قدیم مشہور شہر ہے۔ہر لحاظ سے بیہ شہرا پنی اہمیت میں بہت ہی تابندہ اور در خشان رہاہے۔

میر سید علی ہمدائی کے والدین جلیل القدر سادات حسینی تھے۔ کیونکہ ان کا حسب ونسب امامان عالی مقام تک پہنچتا ہے جن کے مبارک اساء حضرت امام حسین ہیں۔ جو شیر خدا حضرت علی کرم اللّٰہ تعالی وجہہ اور حضرت فاطمۃ الزھر اکے فرزند تھے اور رسالت مآب حضرت محمد مصطفی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے نواسے تھے۔

چونکہ میر سید علی ہمدائی جیپن سے ہی ہمہ گیر مجاہدانہ صفات کے حامل سے وہ اپنے عظیم ارادوں کو پایہ بیکھیل تک پہنچانے میں تن، من اور دھن سے لگے ہوئے سے ، میں تن، من اور دھن سے لگے ہوئے سے ، ریاضت شاقہ اور سخت کوشی سے زندگی کی ہر آزمایش سے نبر دآزما رہے۔ اس خداداد صلاحیت سے ایک طرف وہ سبھی ظاہر ی علوم یعنی علم القرآن، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ اور باقی علوم کے بلند پایہ عالم بن گئے۔ دوسری جانب باطنی علوم یعنی خداشناسی، خدا پر ستی، حق شناسی اور حق پر ستی میں بھی بے مثال باطنی علوم یعنی خداشناسی، خدا پر ستی، حق شناسی اور حق پر ستی میں بھی بے مثال

رہے تھے۔اللہ تعالی نے انہیں نور ایمان اور یقین کامل کی دولت سے سر فراز کیا تھا۔ جس کی بدولت وہ فہم قرآن اور فہم دین سے بخوبی آشا تھے۔سید علاؤالدین سمنانی کی رھنمائی سے وہ بارہ برس کی عمر ہی میں ایک نامور صوفی بزرگ شخ تقی الدین ابوالبر کات علی دوستی کے سپر دہوئے۔ان کے ہال مستفید ہونے کے بعد آب ایک عارف باللہ شخ محمود مز د کانی سے تربیت کا فیضان یاتے رہے۔

اکیس برس تک آپ سیر وسیاح میں مصروف رہے، بعض روایات کے مطابق آپ نے ربع مسکون کی سیر کی تھی۔اس دوران آپ نے ار دبیل، طوس، حلب،مز د کان، ختلان، ملخ، بد خشان، خطایزد، شام، بغداد، حجاز،روم، ماورالنهر، سراندیب اور چین کے علاوہ کشمیر، تبت، لداخ، کا شغر، هندوستان اور تر کستان وغیرہ جگہوں کی سیاحت کی۔ اپنے فلسطین کے سفر کے دوران انہوں نے ایک رات مسجد اقصی میں حضور رسالت مآب صلی اللّٰدعلیہ وسلم کوخواب میں دیکھا کہ آ نحضرت صلی الله علیه وسلم حضرت امیر رح کی طرف تشریف فرمانتھے۔حضرت امیر اٹھے اور سلام بجالائی۔ سر کار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آسٹین سے ایک پارچه نکالا اور امیر کبیر کو بخشاتے ہوئے فرمایا: خذ هذه الفتحیہ_حضرت فرماتے تھے کہ بیہ وہی اذ کار اور اوراد تھے جو مختلف او قات پر مختلف اولیاءاللہ نے انہیں عطاکئے تھے۔ بعد میں یہی اور اداور ادفتحیہ کے نام سے موسوم ہو گی۔

حضرت امیر کبیرتی اس جہاں گردی کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کیاجائے، ان کے کارناموں کے روشن جائزے سے بیر معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ دنیاوی تحریک کے خلاف ایک ایسی تحریک کے داعی ہیں جس کی بنیاد قرآن وسنت پر استوار ہے۔ واقعی خلوص نیت اور خلوص دل سے پیار و محبت ان تمام سوالات کے درست جوابات ہیں جو کہنے پانہ کہنے میں بے بدل ہوتے ہیں۔لہذاوہ قدم جو یاک اراد وں کی طرف گامزن ہو جاتے ہیں وہ اپنی ابدی شہرت کے پانے میں بے مثال ہوتے ہیں اور ہر گھڑی وہ اپنی نشو نمامیں پھولتے اور بھلتے ہیں وہ ہر لحاظ اس تحریک کااظہار بلاخوف وخطر شاہان وقت کے روبر و کرتے ہیں اور ایسے ظالم اور جابر شاہشاہوں کے سامنے اعلاء کلمۃ اللہ کو ایک عظیم جہاد سمجھتے تھے۔ یہ بات مسلم ہے کہ امیر کبیر نے دعوت ارشاد کے لئے ایسے مراکز وجود میں لائے تھے جو ہر وقت اپنی نمایاں کار کردگی میں پیش پیش رہے تھے۔ چنانچہ ماورالنہر، ختلان، بکھلی اور کشمیراس طرح کے مراکز کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس طرح نہ فقط سیاست بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں حضرت امیر کی مصلحانہ کوشیش ایک نیا تہذیبی انقلاب پیدا کرنے میں کامیاب ہوئی ہے۔حضرت امیر عظیم تصّورات اوراعلی خیالات کے امام ہیں۔علمی اعتبار سے وہ جامع کمالات تھے جنھوں نے بعض روایات کے مطابق دوسوسے زاید کتابیں اور رسالے لکھے

ہیں۔بقول ڈاکٹر سیدہ اشر ف شاہ ہمدان گی بیشتر تصانیف کا موضوع سیاست مدنی، فلسفہ کلام، تصوف وعرفان اور شریعت اسلام ہے۔اس کے بعد موصوفہ نے ان کی تصانیف کی ایک طویل فہرست مرتب کی ہے۔

عنوان کے طور قرآنی مطالب میں الناسخ والمنسوخ القرآن، احکام القرآن، تفسير، حروف المعجم، شرح اساءالحسني، فرهنگ در مفردات قرآن وغيره ـ وه حجته الاسلام امام محمد غزاتی آور پیر هرات خواجه عبدالله انصاری کی تصنیفات سے بڑی ھدتک متا–ثر ہوئے تھے۔ کیونکہ حضرت شاہ ہمدان نے حجتہ الاسلام امام محمد غزالی کی نصیحت العلوم کی پیروی میں ذخیر ۃ الملوک اورپیر حرارت کے رسالے مناجات کی تقلید میں اپناذاتی رسالہ مناجات تصنیف کیا۔۔اس کے علاوہ شیخ محی الدین ابن عربی کی تصنیفات سے بھی اتاثر رہے ہیں۔ یہ کہنا بے جانہ ہو گا کہ ان کی تصنیفات ابن عربی کی تصنیفات کی صدائے باز گشت ہیں اوراس طرح وقت کے مشائح کرام سے راست استفادہ کیاہے۔اسلام کے درس کو نمایاں کرنے میں حضرت شاہ حمدان کی بہت ساری تصانیف ہیں۔ان میں ذخیر ۃ الملوک سب سے اہم مانی جاتی ہے۔ اس میں بادشاہوں کے لئے پند ونصاتے ہیں۔ اس کا طرزبیان احیاالعلوم جیسی کتاب کا ہے۔ عرفانی مطالب میں یہ کشف المحجوب کے

رسالہ خضریہ میں خضرشاہ جاکم کو نار کواس وصیت نامہ کی یاد دلائی ہے کہ تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کمزوروں کے ساتھ نرمی کے ساتھ بیش آنا، مسکینوں اور مختاجوں کے ساتھ رحمت اور مسکینوں کے ساتھ رحمت اور مسکینوں کے ساتھ شفقت برتنا اور درویشوں کی مدد کرنا۔ دین کی حفاظت کرنا، دنیا میں قناعت اختیار کرنا۔ حکن اور حرکت میں حفاظت، عہد میں وفا، اہل اللہ کے ساتھ محبت۔ شادی اور غم میں شکر بجالانا۔

"ور حمت وشفقت رااز حال زیر دستان ضعیف در لیخ ندار د و به افسون وافسانه د نیا فریضته نه شود بر مرکب عمراعتاد نه کند واز گرفتاری روز جزایاد آورد وازانجام حال مغروران گذشته عبرت گیرد"اور ناتوال اور ضعیف ما تحتول کے حال پر رحم و شفقت کوروک نہیں لینا چاہیے اور کے مکر و فریب پر فریفتہ نہیں ہو جانا چاہیے اور عمرکی سواری پر بھر وسه نہیں کرنا چاہیے اور روز جزاکی گرفتاری کو یار کرنا چاہیے اور گذشته متکبروں کے حال کے انجام سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔....

رسالہ تلقیہ میں عرفانی اور باطنی سیر وسلوک کے معانی کو بیان کیا ہے۔ مرد مومن کو چاہیے کہ خود کو وعدہ خلافی سے بچار کھے۔ جھوتے قسموں سے پر ہیز کرے اور دنتمنوں کے دلوں کو آزار پہنچانے سے گریز کرے۔ اپنی تمام تر صلاحیت کو پیش کرنے، زبان کاسلوک ایساہو کہ کوئی رنجیدہ نہ ہوجائے۔
شاہ ہمدان تقرماتے ہیں کہ جب ایک سالک صفائی قلب اور پاکی نفس کے عظیم صفات سے آراستہ و پیراستہ ہو جاتا ہے تواللہ تعالی اس کواپنے انعام سے نواز کر اسے اینی ذات وصفات کے اسر ارسے آشا کر دیتا ہے اور اس طرح سے سالک کادل ذات حق کی تجلیوں کی روشنی کے اہل بن جاتا ہے 'اس سارے عمل کو جو سالک تزکیۂ نفس اور صفائی باطن سے آغاز کرتا ہے ارادت صادق کہتے ہیں اور سالک مرید صادق کہاتا ہے۔

میرسید علی ہمدائی تصوّف اور طریقت کے قطب تھے۔ اپنے جوانمر دول کے پیشوا تھے۔ نے شر مایا: "افضل الجہاد کلمہ حق عند سلطان جائر چہ شیواہ اہل قنوت مبارزہ با خلالم وخدمت و کمک بہ مظلومان بودہ است ''۔ حضرت سید نہ صرف ایک صوفی اور عالم ظاہر اور باطن تھے بلکہ ایک ماہر مبلغ اور ایک واعظ دلسوز 'ایک انقلابی اور مصلح بزرگ تھے۔ (جب سلطان غیاث الدین حاکم چاغلی دلسوز 'ایک انقلابی اور مصلح بزرگ تھے۔ (جب سلطان غیاث الدین حاکم چاغلی کے فرمان پر اردگرد کے علاقوں پر تبلیغ کے سلسلے میں گھومے تو اس علاقے کے بعض منکروں اور کافروں نے انہیں بہت مصائب پہنچائے لیکن وہ ان تمام سختیوں کو برداشت کرتے رہے۔۔۔۔۔۔ای عزیز! دیدہ انصاف بگشای ودوست راازدشمن بیناس عقل خودرامحکوم غولان مسازونفس ضعیف وجسم لطیف رابانسیم ابددر پرواز بشناس عقل خودرامحکوم غولان مسازونفس ضعیف وجسم لطیف رابانسیم ابددر پرواز

آر دوبه آتش غضب گرفتار مکن وبقیت فرصت راغنیمت شمر ''۔

ترجمہ: ۔اے عزیز! انصاف کی آئکھیں کھول دواور دوست کو دشمن سے پہچپان لو۔ اپنی عقل کو گمر اہ لو گول اور بد جنسوں کی تحویل میں مت دو بلکہ اپنے کمزور نفس اور نازک بدن کو ابدی الطاف ربانی کی ہواؤں میں پرواز دواوران کو خدائی قہر کی آگ میں مبتلانہ کرو۔

کشمیر میں بھی وہ جان ودل سے اسلام کی تبلیغ پر گامزن تھے۔ آپ کے روحانی کمالات کو دیکھ کر غیر مسلموں کی ایک بڑی جماعت نے دین اسلام قبول کیا۔ پیر صرف آپ کی ذات گرامی کاہی معجزہ تھاجس میں اس قشم کی سوزوبیان کی شدت تھی۔اس کے علاوہ آپ کی نظر سارے ادیان پر تھی جس سے وہ مناظرہ میں بھر بور حصہ فرماتے تھے اور مختلف مذاہب کے لو گوں کو اپنے جوابات سے قایل فرما کرانہیں دین اسلام قبول کرنے پر راغب کرتے تھے۔اس طرح بہت سارے علما آپ کے دشمن بھی بن گئے۔ لیکن خدا تعالی نے انہیں ہر وقت اپنی حفاظت میں رکھا۔وہ اینے ہم عصر شاہ نعمت اللہ ولی کی طرح ہر وقت دست بکار اور دل بیار کے طریقے پر کار ہند تھے اور یہی در س اپنے مریدوں کو بھی دیتے تھے۔ میر سیر ؓ نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ مسجدوں ' خانقاہوں' مدر سوں اور کتبجانوں کی تغميرات ميں صرف كيااور باد شاہوں مثلاً سلطان صدرالدين اور سلطان قطب

الدین کو بھی ان کے تعمیرات پر راغب کرتے تھے۔

شاہ ہمدان آگرچہ ایک انقلابی اور مصلح کار تھے' ہمیشہ شدماتے تھے''
افضل الجہاد کلمۃ الحق عند سلطان جائیر'' کے پیرو حضرت میر سید علی ہمدانی نے ظالموں کے ہاتھوں کوہر وقت روکے رکھا۔وہ جنگ کے خواہاں نہیں تھے بلکہ ان کا قول و فعل ہر وقت صلح اور آشتی کی راہنمائی کرتا ہے۔ صلح نامہ جو سلطان شہاب الدین اور فیر وزشاہ تغلق کے در میان مضبوط بنایا تھا جو ایک یاد گار کے طور پر باقی رہائے۔

حضرت سید ہمدائی نے ایران صغیر (کشمیر) کا نقشہ ہی بدل دیااور جس نے ایرانی تہذیب کے وہ نقش و نگار چھوڑ ہے ہیں جو اپنی دوام میں رہتی د نیا تک باتی رہیں گے۔اتنی مقبولیت آپ کو کسی اور جگہ نہیں ہے جتنی کہ انہیں کشمیر میں نصیب ہوئی۔ کشمیر کاہر ایک فردنہ صرف آپ کے نام سے واقف ہے بلکہ آپ کا عاشق، شیدای اور پر ستار ہے۔ آپ کی ہی سعی حاصل اور فیوض و برکات کے نتیجہ عاشق، شیدای اور پر ستار ہے۔ آپ کی ہی سعی حاصل اور فیوض و برکات کے نتیجہ سے کشمیر میں طلوع ہونے والا سورج ایک صاف شفاف نیلگوں فضا پر پورے آب وتاب کے ساتھ نمودار ہو کر جیکنے لگا۔ کشمیر میں آپ کو قطب ربانی غوث صمدانی دوتاب کے ساتھ نمودار ہو کر جیکنے لگا۔ کشمیر میں آپ کو قطب ربانی غوث صمدانی بانی مسلمانی 'علی ثانی 'شاہ ہمدان اور امیر کبیر جیسے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ان کی ہمہ گیر شخصیت کمالات صوری و معنوی کا ایک جامع پیکر ہے۔ آپ کے بتلائے ہمہ گیر شخصیت کمالات صوری و معنوی کا ایک جامع پیکر ہے۔ آپ کے بتلائے

ہوئے اللمیاتی فلسفہ نے تشمیر کے روش فکر طبقہ کے ذہنوں میں ایک نیا ولولہ اورانقلاب برپاکیاہے۔

یہاں کے تمدنی اور ساجی حالات بھی کچھ اس قدر پلٹے ہوئے تھے کہ وہ بھی آپ کی تشریف آوری سے سدھر گئے۔ آپ کے ساتھ آئے ہوئے سبھی سادات ہر کام میں ھر فن مولا تھے۔ وہ دور دور تک گاؤں میں جاکر لوگوں کوراہ حق کی تعلیم دے رہے تھے۔ اس طرح اشاعت دین کے ساتھ ساتھ لوگوں کو دیگر فنون کا علم بھی سکھایا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے آج بھی مختلف گاؤں میں سادات کے آستانے موجود ہیں اور ان کی برسی نہایت ہی شان و شوکت کے ساتھ منایاجاتا ہے۔ امیر کبیر نے فقط عوام کی طرف توجہ مبذول نہیں فرمائی بلکہ بادشاہوں کو بھی آداب حیات سکھائے اور انہیں اپنی رعایا کے ساتھ اسلامی آداب کے مطابق برتاؤ کرنے کی تلقین فرمائی۔

حضرت امير كبير آكا وجود بابركت ہى اللہ تعالى كى قدرت كاملہ كا ايك كر شمہ ہے وہ ہمہ گير شخصيت كے مالك تھے۔ايك طرف وہ عالم باعمل زاہد 'شب بيدار ' مر شد با كمال ' سياح ' مبلغ دين دوسرى طرف وہ صاحب قلم ' انشاپر داز اور ممتاز صوفی شاعر تھے۔ آپ صرف ایک سياح ہى نہيں تھے بلکہ ایک بہت برٹے عالم باعمل وصاحب تاليف وتصنيف تھے۔امير كبير آوہ عارف باللہ ' متقی '

پر ہیز گار ' پاک وصاف دینی پیشوا اور کامل رہبر گذرے تھے۔ جنہوں نے اپنی پوری زندگی عالم اسلام کی بقاءاور اس کی نشر واشاعت کے لئے وقف رکھی۔

نظامی گنجوی

تھیم ابو محمد الیاس بن یوسف بن زکی بن موید نظامی ۵۹۹ه میں بہ مقام گنجہ موجودہ الزبتھ پول پیدا ہوئے جو نواح آذر بائجان میں واقع ہے۔ نظامی نے اپنے اشعار میں کئی جگہ گنجہ کاذکر کیا ہے۔ایک جگہ کہتے ہیں۔

نظامی ز گنجه بکشای بند

گر فتاری گنجه تا چند چند

نظامی آنے اپنی مثنوی کیلی و مجنوں میں اپنے والد اور والدہ کا ذکر کیا ہے اور ان کی موت کا در دناک اشعار میں ذکر کیا ہے۔ غالباً نظامی کے والدین ان کے بچین میں ہی انتقال کر گئے تھے۔ نظامی نے شادی بھی کی تھی۔ان کا ایک لڑ کا محمد نامی تھا۔

اس خوش طبع اور سخن سنج شاعر کے حالات اور اس کے کلام کے مطالع سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ظاہر داری کے رسوم کا کچھ ایسا پابند نہ تھا-96 نظامی نے صرف باد شاہول سے انعام واکرام حاصل کرنے کے لیے شعر نہیں کچ خصوصا اپنی زندگی کے آخری دور میں وہ گوشہ گیر ہو گئے تھے اور دنیا سے آزر دہ تھے۔ انہول نے امراء کی پیشگاہ میں کبھی اپنا سر نیاز نہیں جھکایا۔ شاعری میں سچائی کا

راسته اختیار کیا- جھوٹ اور بری باتوں سے پر ہیز کیا- نظامی کی شہرت کی بنیاد اور ان
کی استادی کا ثبوت ان کی کتاب "خمسه" یا " پنچ گنج" ہے جو مثنوی کی طرز میں لکھی
گئی ہے - اس میں کم و بیش ۲۸ ہزار اشعار ہیں - ان میں سب سے پہلی مثنوی مخزن
الاسرار زہد و تقوی اور معنوی مقامات پر لکھی گئی ہے - باقی چار مثنویاں قصص
وحکایات پر مشتمل ہیں ، ان کے نام یہ ہیں خسر وشیریں ، کیلی مجنوں ، ، ہفت پیکر اور
اسکندر نامه-

سبک اور شاعری: - نظامی کا شار بہت بڑے داستان سر اشعر امیں ہو تاہے اور واقعہ بیہ ہے کہ فردوس کے بعد پھر کوئی دوسر اان کے برابر شہرت حاصل نہ کر سکا-بلاشبہ داستانی مثنوی کے وہ استاداور دوسروں کے پیشر وہیں-

نظامی کا سبک متین اور ان کی نظم شیریں ہے۔ ان کے شعر صاف اور روال ہیں اور ان کا کلام تنقید سے بالکل پاک ہے لیکن کہیں کہیں ان کے اشعار میں پیچیدہ عبار تیں بھی دکھائی دیتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ نظامی نے داستان سرائی میں حکیم فردوسی کو اپنا نمونہ بنایا تھالیکن جیسا کہ کہا جا چکا ہے اس طرز سخن میں خود انہوں نے بڑا کمال حاصل کیا اور امیر خسر و، جامی، اور دوسر سے شاعر ول کیلئے نمونہ ہے۔ خمسہ کے بعض اشعار جن میں انسان کے فطری اور طبعی احساس کی عکاسی کی گئے ہے فارسی زبان کی شاعری کے بہترین نمونے ہیں۔

نظامی کے وہ اشعار جو انہوں نے معانی حکمت، توحید اور نعت میں لکھے ہیں، ہڑے بلند پایہ اور ایک مخصوص لحن اور بڑی لطافت کے حامل ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے مقام توحید اور نعت کو اپنے کلام میں اس طرح پیش کیا ہے کہ اس کی وجہ سے ان کے کلام کو ایک خاص عظمت حاصل ہو گئی ہے۔ اگر چہ شاعر کی نظر داستان سرائی کی طرف ہی رہی ہے۔ اس کے باوجود داستان کے ضمن میں شاعر نے اخلاقی اور حکیمی مضامین بھی پیش کئے ہیں اور غفلت سے جاگنے کی شاعر نے اخلاقی اور حکیمی مضامین بھی پیش کئے ہیں اور غفلت سے جاگنے کی فردوسی کے ہیں۔ اس لحاظ سے نظامی کا کلام فردوسی کے کلام سے بہت ماتا جاتا ہے۔ فردوسی نے بھی کہیں کہیں داستان کے ضمن میں پند و عبرت کو نظم کیا ہے۔ پند قردوسی نے بھی کہیں کہیں داستان کے ضمن میں پند و عبرت کو نظم کیا ہے۔ پند

نظامی نے داستان سرائی کے ضمن میں بہت سے شاعرانہ کمالات کا مظاہرہ ہو گیا ہے۔ ان میں سے ایک کمال تو وہی پندگو ئی ہے جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ 96 دوسرا کمال عبرت آمیز نتائج کا استخراج ہے جو انسانی واقعات اور حالات کے ذکر میں آئے ہیں۔ ان نتائج سے شاعر ہمیں متنبہ کرتا ہے اور عین عیش و نوش کے واقعات بیان کرتے ہوئے وہ زمانے کی نا پائداری اور دنیا کی فنا پزیری سے خبر دار کرتار ہتا ہے۔

عام طور پر نظامی خلوع آفتاب کی منظر کشی یانسیم سحر کی تعریف یارات

کے تاروں کی تصویر کشی کے بعد اپنی داستان شروع کرتے ہیں۔ پھر اصلی داستان کے خاروں کی تصویر کشی کے بعد اپنی داستان شروع کرتے ہیں اور ان قصوں کو بڑی کے ضمن میں بہت سے چھوٹے چھوٹے قصے بھی سناتے ہیں اور ان قصوں کو بڑی مہارت اور اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔اس طرح انہوں نے صنعت ایجاز کا بڑا کمال دکھایا ہے۔

محر حجازي

مطیع الدولہ حجازی سال • • 19ء میں پیدا ہوئے۔ انکے والد سید نصراللہ ایک فاضل ودانا شخص تھے۔ عربی فارسی کے علاوہ فرانسیسی میں بھی مہارت رکھتے ستھے۔ اپنے زمانے میں حکومت کے مقتدرا شخاص میں ان کا شار ہوتا تھا۔ محمد حجازی کی والدہ ہماخانم بھی ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔

محمہ حجازی نے ابتدائی تعلیم تواپنے والدسے حاصل کی - بارہ سال کی عمر علی مدرسہ ہدایت میں پڑھے - اس کے بعد ہرات میں کیتھولک اسکول میں تعلیم جاری رکھی - فراغت کے بعد * ۱۹۲ء میں ڈاک اور تار کے محکمہ میں ملازم ہوگئے - ۱۹۲۵ء میں انہیں وظیفہ ملا تو وہ ریڑیوانجینئر نگ کی تعلیم کے لئے فرانس گئے لیکن ان کی طبعیت ادب کی طرف زیادہ مائل تھی - وہ یورپ میں تقریباً نو سال تک مختلف مضامین پڑھاتے رہے - تہران میں واپسی پر پریس کے ڈائر کیٹر مقرر ہوئے ۔ سم ایمان پڑھاتے رہے - تہران میں وزایک ماہوار مجلہ کی ادارت کے فرائش میں انجام دیتے رہے اور دوسر ہادئی مضامین بھی لکھتے رہے - انہی خدمات کی بناپر وہ * ۱۹۵۵ عیسوی میں نائب وزیراعظم کے عہدے پر فائز ہوئے۔

جنگ عظیم دوم کے دوران میں حجازی دہلی میں مقیم تھے اور فارسی زبان میں سیاسی پر وہیلگینڈا کے مہتم تھے۔ حجازی امن روابط فر ہنگی ایران اور پاکستان اور رستہ خیز زناں کے صدر رہے اور خاموشی سے سیاسی اور ملی خدمات انجام دیتے رہے۔

حجازی بڑی سرشار روح کے مالک ہیں۔وہ سوز عشق میں ڈوبے ہوئے ہیں اور تخیلی نقوش کواپنے سوز دور ں سے آراستہ کرتے ہیں اس لئے پڑھنے والے کے دل میں ایک حسین خیال،ایک فکراور ایک چھتی ہوئی آرزو پارہے ہیں جواپنی نظیر آپہیں۔

حجازی شخشق و محبت کے رموز کو سمجھتے ہیں۔ عاشقوں اور معثو قوں پر عشق کی راہ میں جو کیفیات گزرتی ہیں وہ ان کوخوب جانتے ہیں۔ انکے رومانی افسانوں میں یہ عضر غالب ہے۔ وہ قصّہ کو اس دلچیبی اور سوز سے بیان کرتے ہیں کہ دل پر وار دات کی کیفیات طاری ہوتی ہے۔

حجازی کی طبعیت میں ایک حسین توازن ہے وہ افراط و تفریط سے پر ہیز کرتے ہیں۔ ہراجتماعی فساد و خرابی کو واضح کر کے وہ ایک مد "بررا ہنما کی طرح راہ مستقیم کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔انسانی قلب وذہن کے گوشوں پر انکی نظر ہے۔وہ بلنداخلاق کی تلقین کرتے ہیں۔ ان کے دل میں نوع انسانی کا در دہے۔ وہ زمانے کے ستائے ہوئے اور اقتصادی نا ہمواریوں کے روندہے ہوئے پست حالوں پر اپنی در د مندی کااظہار کرتے ہیں اور انکی اصلاح اور خوشحالی کے لئے جدوجہد کرنے کے لئے بھی تبلیغ کرتے ہیں۔

ان کے فلسفہ اخلاق میں رجائیت ہے۔ وہ زندگی کی مشکلات پر قابو پانادشواریوں سے مقابلہ کرناسکھاتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ زندگی کی مزاحمات سے گھبراکرخودکشی کرنابزدلی ہے۔

حجازی فنون لطیفہ کے شیدائی ہیں۔انکی نگاہ میں نیکی و جمال "بہر صورت کہ در آمدو پرستید فی استاور ہنر ہای زیبا" کی پرورش انسان کا سب سے بڑا ہنر ہے۔روح کی تربیت صرف فنون لطیفہ کی ہر کت سے ہے۔وہ عورت جس کی روح ان نازک اور لطیف فنون کے احساس سے آراستہ ہے وہ باغ بہشت ہے۔رنج و بیزاری اس باغ میں راہ نہیں پاتے۔

آئینہ: -ان کے مختصر مضامین اور کہانیوں کا ایک دلچسپ مجموعہ ہے اپنے تنوع موضوع کے اعتبار سے واقعی وہ ایک حسین مرقع ہے - اپنے نام کے اعتبار سے کھی وہ ایک حسین مرقع ہے - اپنے نام کے اعتبار سے کبھی وہ اجتماعی اور معاشرتی حالات و کیفیات کا آئینہ ہے - 96 شعر وشاعری، حافظ وسعدی، فردوسی اور نقادی سے لیکر قسمت، شیطانی مکر وفریب، انسانی ملکوتی نیکی وشر افت، اخلاقی پستی، عور تول کی جہالت اور زبول حالی، قومی رہنماؤں اور نیکی وشر افت، اخلاقی پستی، عور تول کی جہالت اور زبول حالی، قومی رہنماؤں اور

سیاست دانوں کی عیاری، غرض انسانی کر دار کے اکثر شعبوں پر خیالات کا اظہار کیا ہے-

حجازی کی نثر بہت خوب ہے۔ چھوٹے چھوٹے سیدھے جملے لکھتے ہیں۔ ترکیب میں کہیں پیچید گی اور ابہام نہیں ہوتا، بلکہ سادگی اور بلاکی معنی خیزی ہے۔ جملوں کے دروبست میں توازن ہے۔وہ سوچ سمجھ کر لکھتے ہیں۔

ہما: - حجازی کا ایک نفیس اور کامیاب اجتماعی اور اصلاحی ناول ہے - کہنے کو تو وہ حسن علی خان اور ہماکی بے لوث محبت کی داستان ہے جس کی بنیاد ہم خیالی اور ہم فکری پر قائم ہے - لیکن اس کے ساتھ اندھے عشق کی بے راہ روی اور ہوس و شہوت سے آلودہ محبت کی اندھیر گردی بھی نمایاں ہے - اجتماعی خرابیوں کا بھی مناسب ذکر ہے اور ان کی درستی اور اصلاح کے متعلق بھی مذاکر ات درج ہیں -

محمه عوفي

عين الملك كا گلدسته علم وادب كا گل نورالدين محمه عوفی تھا- پير مشهور صحابی عبدالرحمن بن عوف کی اولاد میں سے تھا- بخارا میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم بخارامیں ہی رکن الدین، تاج الدین اور مولانا قطب الدین سے حاصل کی۔ مزید تحصیل علم کے لیے تقریباً ہیں(۲۰)سال کی عمر میں ماوراوالنہراور خراسان کے گردونواح کے علاقوں کی سیر کی اور یہاں اس نے علاءو فضلاء سے کسب فیض کیا-۵۹۷ھ میں سمر قند میں مولا ناسدرالاسلام شرف الدین محمد سے حدیث پڑھی اوران سے روایت حدیث کی اجازت لی۔ پھر یہیں ملازم ہو گئے۔اس ملازمت کے د وران سمر قند کے در بار کے تمام فضلاءاور شعرا کی صحبت میں رہا۔ مگریہاں زیادہ د نوں تک نہیں کھہرااور وہاں سے اپنے وطن لوٹ آئے جہاں سے پھر نکل کر خوارزم پہونجا-خوارزم سے شہر نوآ یالیکن راستے میں اس کا مال واسباب لٹ گیا-شهر نویہونچ کراس نے ناصرالدین قباحیہ کی خدمت میں کچھ رباعیاں لکھ کر بھیجیں۔ ناصرالدین قباچہ عوفی سے ملاقات کو نہیں گیالیکن اس کی سواری کے لیے ایک گھوڑا بھیج دیا۔

محمہ عوفی کا ۲ھے قبل ناصر الدین قباچہ کے در بار میں اچہ پہونچا- یہاں

اس کوشاہی امام اور واعظ کے عہدے پر فائض کیا اور اس کے علم و فضل کی قدر دانی کی جب عوفی کو ناصر الدین قباچہ کے وزیر عین الملک کی سرپرستی ملی تواس سے مالی اور معاشی اطمنان حاصل ہو گیا-96 تب اس نے شاہی ملازمت کے زمانے میں المیت قلبی اور ذہنی علوم کا جوہر اپنی کتاب "لباب الالباب" پر مشتمل ایرانی شاعر وں اور ادیوں کے حالات پر فارسی کی نہایت اہم کتاب تصنیف کی ہے۔ اس میں فارسی شعر کی ابتداء سے لیکر مصنّف کے زمانے تک کے شاعر وں اور ادیوں کے حالات درج ہیں۔ عوفی ایک بہترین ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جلیل القدر شاعر بھی تھا۔ اس کی وعظ گوئی، نثر نگاری اور سخن سنجی قابل دادو شخسین بھی۔ ۔

ہمارے نصاب میں جوامع الحکایات کے باب اوّل "در معرفت آفرید گار تعالیٰ و تقدّ س"کی حکایات شامل کی گئی ہیں۔ جن میں شروع کی دوحکا ئتیں بڑی دلچیپ ہیں۔ پہلی حکایت حضرت ابراہیم کی پیدائش اور نمرود کے ڈر کے مارے ایک غارمیں ان کی پرورش سے متعلق ہے اور دوسری فریدون کے ہاتھوں ایران کاایک ظالم بادشاہ ضحاک کے تخت کے پلٹے جانے سے متعلق ہے۔

سلطان ناصرالدین قباحیہ کے حکم پر لکھنا شروع کیالیکن ابھی اس کی تنکمیل نہیں

عوفی کی مشہور ومعروف تصنیف ''جوامع الحکایات ''ہے۔عوفی نے اسے

ہوئی تھی کہ قباچہ نے سلطان التتمش کے ہاتھوں شکست کھاکر دریائے سندھ میں ڈوب کر اپنی جان کو جان آفریں کے سپر دکیا۔ لہذا عوفی بھی دوسرے شعراک طرح التتمش کے دربار میں چلا آیا اور اس کے وزیر نظام الملک محمہ بن ابوسعید جنیدی کی سرپرستی میں اس نے جوامع الحکایات کو مکمل کر کے اس معرف پرور وزیر کے نام معنون کیا۔ یہ کتاب چار جلدوں اور ایک سوباب پر مشتمل ہے۔ اس میں دو ہزار ایک سو تیرہ حکائیتیں ہیں۔ یہ کتاب اپنی خصوصیات مثلا" حکائیتوں کی رنگار نگی دل نشین اور سے بہت مشہور ہوئی۔

بقول مخدومی سعید حاشمی فرید آبادی اوّل سے فارسی علم وادب کی نہایت مقبول اور منتخب کتاب مانی گئی ہے اور مختلف زبانوں میں اسکے ترجے بھی ہو چکے ہیں اور ہر زمانے میں ہر ملک کے مصنّف اور مؤلف اس سے برابر استفادہ بھی کرتے ہیں۔ اس کتاب کی بعض حکا ئیتنیں تاریخی لیٹریچر کی حیثیت رکھتی ہیں اور بعض قصّوں میں مذہبی، سیاسی، معاشر تی اور عرفانی نکات بیان کئے گئے ہیں اور زیادہ ترالیی کہانیاں ہیں جن میں اخلاقی اوصاف مثلاً عدل، حیاء، تواضع، عفو و کرم، ہمت ترالیی کہانیاں ہیں جن میں اخلاقی اوصاف مثلاً عدل، حیاء، تواضع، عفو و کرم، ہمت وایثار، سخاوت، صبر، شکر، زہد، بردباری، ایمانداری اور اخلاق کے سبق آموز پہلوؤں کی وضاحت کی گئی ہے۔

عوفی نے یہ تمام حکا نیتیں تاریخ اور دوسرے فنون کی کتابوں سے جمع کی

ہیں اور جن کے نام بھی جابجا لکھ دئے ہیں۔ آثار الباقیہ، کتاب الهند، تاریخ سینی،
تاریخ ناصری، تاریخ ملوک العجم غالباً ہیں تاریخی اور دوسری کتابوں سے استفادہ کیا
ہے۔ ان ماخذوں سے عوفی کی وسعت نظر، کثرت مطالعہ اور کتاب کی تدوین میں
غیر معمولی شخیق اور کاوش کا اندازہ ہوتا ہے۔ عوفی نے جوامع الحکایات میں اپنے
مر"بی و محس نظام الملک کی شان میں بہت سے قطعات اور قصائد لکھے ہیں اور سلطان
التشمش کی بھی مدح ہے۔

جوامع الحکایات میں عوفی نے جوعمدہ اشعار کے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ممتاز نثر نگار اور ادیب ہونے کے علاوہ ایک قادر الکلام اور جلیل القدر شاعر بھی تھا۔ یہی وجہ ھیکہ اس کے معاصر اسے وعظ الملوک والسلاطین اور افضل العالم کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ جوامع الحکایات ایسی سادہ، سلیس اور عام فہم عبارت میں لکھی ہوئی کتاب ہے کہ پڑھنے والوں پریہ اثر ہوتا ہے کہ مؤلف نے تمام واقعات حاشیہ آرائی اور رنگ آمیزی کے بغیر سیدھے سادھے طریقے پر لکھنے کی کوشش کی ہے۔

سعيد نفيسي

عہد حاضر کے ادبی حلقوں میں جس شخص کو متفقہ طور پر مسلم الثبوت استاد شعر وانشاء کہا جاسکتا ہے وہ فقط سعید نفیسی ہیں۔ آپ ۱۳۱۵ھ میں تہر ان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیمات اسی مرکزی شہر میں حاصل کیں۔ پھر اعلی تعلیمات اور پور پی ادبیات کی تحصیل کے لئے فرانس تشریف لے گئے۔ وہاں تقریباً دس سال رہ کر بڑے بڑے ماہرین ادبیات اور مفکرینِ عصر سے استفادہ کیا۔ انگریزی، جرمنی اور فرانسیسی زبان وادب میں کامل دستگاہ پیدا کر لی۔ اس کے علاوہ مغربی افکار و نظریات کا گہر امطالعہ کیا اور فارسی شعر وادب میں انھیں جذب کرنے کی کوشش کی۔

یورپ سے ایران واپس آنا ہوا تو محکمۂ فوائد عامہ میں سرکاری خدمات پر مامور ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد دانشگاہ تہران میں شعبۂ ادبیات وعلوم انسانی میں پروفیسر مقرر ہوئے اور تقریباً بیس (۲۰)سال تک انتہائی دلبستگی کے ساتھ درس وتدریس کی اہم خدمات انجام دینے کے بعد سبکدوش ہو گئے۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ سرکاری عہدہ سے سبکدوش ہونے کے بعد ہی انکی گرال بہا تصنیفات وتالیفات منظر عام پر آئیں۔ ایران کے اکثر نامور ادباء وشعراء آپ کے شاگردول

میں شامل ہوتے ہیں- سعید نفیسی ایک باو قار، انتہائی وضع دار، مہمان نواز، شگفتہ رو،خوش گفتار اور انسان دوست ہیں- ان کے ہاں اخلاق وعادات میں بھی ہمہ گیری پائی جاتی ہے-

سعید نفیسی حی تصنیفات زیاده تر تاریخی اور ادبی تحقیقات پر ہیں-ان میں

مندرجه ذیل زیادهاهم ہیں-

ا-تارىخچۇاد بيات ايران

۲-نثر فارسی

۳-تاریخ تمدن ایران

۳-ایران در صد و هفتاد سال اخیر

۵-افغانستان در عصر حاضر

۲- مدرسه نظامیه بغداد

۷-یزد گردسوم

۸-خاندان طاہریان

ان کے علاوہ ان کے جو مقالات و مضامین ملک کے ادبی رسائل و جرائد میں و قرآ فو قرآ شائع ہوتے رہے کافی کار آمد ہیں - انھوں نے مختلف زبانوں کے الفاظ اور لغات کو سعید نفیسی کامشہور افسانہ شہید خیواہ ہے جو ان کی بلندیابیہ نثر نگاری کا اہم نمونہ ہے- حبیبا کہ پہلے بھی ذکر کیا جاچکا ہے کہ سعید نفیسی جدید نثر نگار اور اوّل درجہ کے شاعر بھی ہیں-انھوں نے ڈرامےاور مختصر کہانیاں بھی لکھی ہیں-ڈرامہ نولیی میں وہ سعیدر ضازادہاور مختصر کہانیوں میں وہ مہدی اخوان ثالث سے کچھ کم نہیں۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ سعید نفیسی کی مثنوی تخلیقات انکی نثری تخلیقات کے مقابلہ میں سمندر کے سامنے ایک قطرہ کی حیثیت رکھتی ہیں-تاہم ان کے کلام کا مطالعہ کرنے کے بعد انکی شاعری کے بارے میں بھی یہی کہنا پڑتا ہے کہ جس طرح وہ نثر نگاری اور انشاء پر دازی کے امام ہیں ،اسی طرح انکی شاعری بھی انکی ایک کرامت ہے۔ جسے جدید شعر اء نشانِ منز ل اور شمعِ راہ بنانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔اسی طرح انکی نثر میں ایسے پیغامات ملتے ہیں کہ جنھیں ہم بنی نوع انسان کی فلاح وبہبود کے لئے خضر راہ بنا سکتے ہیں اور وہ نثر نگاروں اور انشاء پر دازوں کے محبوب ترین امام اور بزرگ ترین رہبر تسلیم کئے جاتے ہیں۔

سوالات کے جوابات از یونٹ اول تاسوم وزن بر داران

ا- حضرت محمد طلبي الميني بغيمبر آخر زمال است-

٢-جوانان مي خواستند كه حضرت محد التي يَدَيْم ميان آنهاداوري كند-

٣٠- به نظر حضرت محمد طلَّيْ أَيْهِمُ أَنْ همه آنهازور مند تركسي است كه بارسيدن به مقصود

خویش حق دیگران را پائمال نکند، از رفتار ناپسندو گفتار زشت پیهیزد و چون به

قدرت وجاه برسد مغرور نگردد-

پرسش:

جملہ میں (حضرت محد طبی ایک کی اس انظر میں اسلی جزیے یعنی اس لفظ کے بیں۔ کے بغیر جملہ معنی نہیں دیتا ہے۔ جملہ کے اصلی جز کو فعل کہتے ہیں۔

درج ذیل الفاظ کے ساتھ ایک ایک جملہ بنایئے:

نوشتهام : من نامه نوشتهام ـ

افسوس خورد: اوناكامي خودافسوس خورد ـ

می پرسم : از شامی پرسم کجامیر وی؟

مي پرسم: شاكبامي روى؟

خواہم خواند : من نامہ خواہم خواند۔

آموخته ایم : از خطای خود آموخته ایم ـ

كوشيد : او كوشيد تادر امتحان كامياب شود ـ

گفتند : كه از ماچه كسى زور مند تراست ـ

فرمودید : زور مند تراز شاکسی است که بارسیدن مقصود خویش

حق دیگران را پایمال نکند و حشمگین خود ،از رفتار ناپبند و گفتار زشت پپهیز د و چون

به قدرت وجاه برسد مغرور نگر د د ـ

خور ده است : اوافسوس خور ده است ـ

بپهيزد : ازر فارنالبندو گفتار زشت بپهيزد

خندید : او شخن من خندید

بردند : آنهامال شابردند

می آز مودند : روزی گروهی از جوانان نیر وی خودرا بابرداشتن سنگ

بزرگی می آز مودند۔

می خواہم: می خواہم ببینم که کدام یک از ماز ور مند تراست۔

درج ذیل جملوں کو مناسب فعل سے پر سیجئے۔

ا _ من از نقاشی علاقه داشتم _

- ۲ فردامدرسه خواهم رفت ـ

- ۵۔ ہر کسی سنگ رابقترر قوت خود بلند می کر د۔
 - ۲_ کدام یک از شاز ور مند تراست _
 - ے۔ درزمستان ہواسر داست۔
 - ۸_ من لباس ہایم را پاکیزه می پوشم۔
 - مهمه به دور حضرت رسول حلقه زدند.
 - ا٠۔ مانکلیف ہای خودراد در می کنیم۔

داستان خير وشر

سوالات کے جوابات

ا-بیابانی که دور فیق از آن می گزشتند ما نند تنوری بود-

۲- خیر که بے خبر ازیں بیابان سوزان آبہای خودراتا قطرهٔ آخیر آشامیدہ بود، تشنه

ماند-

۳- خیر خواست که در برابر جراعه ای آب به رفیقش دولعل گران بهابد مد-

۴- شربه جای لعل از خیر چشمهایش می خواست -

۵- چون از تشکی جانش به لب رسید خیر حاضر شد که چشمهای خو داور ابد مد-

۲- شر د شنه ای برگرفت و چراغ دیدگان رفیق خو درا خاموش ساخت و آب ناداده عزم راه کرد-

۷- وقتی دختر چوپان خیر را دید پیش رفت واز آن آب خنک چندان به او خوراند تا جان گرفت و چشمهای کندهٔ اورا که هنوز گرم بود بر جای خود گزاشت و آنرا محکم

۸-از برگهای شاخه و میگر موجب شفای صرعیان سود مند بودند-

٩- دختر آن برگهارا كوبيد وفشر دوآبش رادر چيثم خير چكاند-

• ا- چون خیر از در د چشم نجات یافت بی حرکت در بستر آرامید-

۱۱-وقتی که خیر چشم راگشو دنداو جمین که می توانست جمه را ببیند-

۱۲- خیریس از بهبود چشم هر روز باچو پان به صحر امی رفت و در گله به او کمک می کرد-

۱۳۰ خیر تصمیم گرفت که به شهر خود باز گردد تا بیش از این دل به دختر چوپان نبندد-

۱۴-چوپان از شنیدن خبر باز گشتن خیر سخت اندو هگین شد-

۱۵- چو پان وعده کرد که دختر زیباخو درادر عقد خیر د مد- چون خیر این خبر شنیداز سفر چیثم پوشید- ۱۷- خیر پیش از کوچ کردن آنجار فت از برگهای در خت کهن دوانبان پر کرد و باخود برداشت -

۷۱- دختر یاد شاه آن شهر به بیاری صرع مبتلا بود-

۱۸- پادشاه برای کس که دخترش را ببیند و نتواند اورامعالجه کند سر آن کس راازتن حداکند-

19- خیر دختر یاد شاه را دید که بسیار آشفته ولی آرام است -

• ۲ - دختر پس از خور دن شربت به خواب خوش فرور فت -

۲۱- خیر نیز چشم د ختر زیبای وزیر را در مان کر د-

۲۲- خیر پس از مرگ شاه بر تخت شاهی نشست-

۲۳- شربه این دلیل خواست که شاه اورا بخشید زیرا که نام شاه خیر است ، بنابرین شاه مناسب نام خود نیکی کند-

۲۴- چوبان می دانست که وجود شر پیوسته موجب رنج ویگران خوامد باشد با شمشیرش سرش راازتن جدا کند-

> ہم معنی الفاظ خبث۔ خبیث (نایاک)۔ خباثت (نایاکی)

سب نے خدا کا شکر ادا کیا۔ خیر روزانہ گڈریہ کے ساتھ صحرا میں جاتا تھا۔ میں کیسے بغیر مال واسباب کے گڈریہ کی لڑکی کو حاصل کر سکوں؟ اے جوان تو کہاں جارہا ہے؟ خیر نے سفر پر جانے سے چشم پوشی کی یعنی سفر ترک کیا۔ نام تو چیست؟ آنکھیں اب ٹھیک ہو گئیں ہیں۔ میں بہار کے موسم کو پیند کرتا ہوں۔ توکس موسم کو پیند کرتا ہوں۔ توکس موسم کو پیند کرتا ہوں۔ توکس موسم کو پیند کرتا ہے؟ کیا تونے اصفہان کا شہر دیکھا ہے؟ اچھی کتاب بہترین دوست ہے۔

دئے گئے الفاظ کی مددسے جملے بنائے۔ آیا، کدام، چگونہ، کی۔ مثال: دبستانہا درماہ مارس (خرداد) بازمی شود۔ دبستانہا کی بازمی شود۔

ا ـ مدرسه در ماه مارس باز می شود ـ

آیامدرسه در ماه مارس بازمی شود؟

۲_مهین در دبیر ستان ایران در س می خواند_ مهین در کدام دبیر ستان ایران در س می خواند؟ سا_ تودر سامر وزراخوب می فهمیدی_ آیاتودر سامر وزراخوب می فهمیدی؟ سم_من بااتوبوس به دبستان می روم_ من باكدام اتوبوس به دبستان ميروم؟ ۵۔حسن ہر شب ساعت نہ می خواہد۔ حسن ہرشب کی ساعت می خواہد؟ دئے گئے الفاظ سے جملے بنائے۔ شرطمع گوہر داشت۔ طمع من از غریب نوازی شاآ سوده تهستم ـ آسود ه_ خير بعدازسه روز غذاطلسير ـ طلىيد چویان گو سفند فراوان داشت _ فراوان۔ چویان باشمشیر سرِ شررااز تن جدا کر د۔ شمشير _ بیابان ۔ چویان باخانواد و خود به بیابیان می رفت ۔ نیچے دئے گئے جملوں کو مکمل سیحئے۔

ا۔ ہریک توشہ ای باخود برداشت۔

۲ - آنن از تابش خور شید نرم می گشت ـ

سـ دیدهاش از تشکی تار می گشت.

۴۔ شرچراغ دید گان رفیق خو دراخاموش ساخت۔

۵۔ چوپان باخانواد و خوداز بیابیانهامی گذشت۔

۲۔ چوپان گله رابرای چرابه جای دیگری می کشاند۔

کے مجروح بیہوش دربستریافت وپرسیدایں کیست؟

۸ پدر مشتی برگ از آن درخت به خانه آور دوبه دختر سپر د ـ

دختر برگهارا کو بیدوفشر دوآبش رادر چشم بیار چکاند۔

اوساعتی از در دبیتاب شد۔

محربن زكر بإرازي

پر سش : سوالات

ا: ـ رازی در حدود ہزار سال پیش می زیست ـ

۲: ـ رازی از اہل شہر ری، ایران بود۔

۳: ـ رازی پسرِ زکر تیارازی بود ـ

۴: ـ رازی از گونا گون آز مایشهای روزوشب به چشم در د مبتلاشد ₋

۵: ـ رازی پس از تحصیل دانشِ پزشکی به بغدادر فت که مر کزِ علم بود ـ

۲: ـ رازی جزیز شکی بیار ستانها ناسیس کر دند ـ

۷: ـ رازی در حدود دویست و پنجاه (۲۵۰) کتاب نو شته است ـ

۸: ـ معروفترین کتاب رازی "حاوی" است ـ

9: ـ رازى كاشف عالىمقام است ـ

ا • : ـ در کشور مادانشمندانی مانند رازی پیچنیست ـ

خالی جگہوں کے مناسب الفاظ سے پر سیجئے۔

1_رازى در شهرى بيار سانى تاسيس كرد_

2_رازی به چشم در د مبتلا شدو به پزشکی مراجعه کرد_

3۔رازی مدتنماعمرخو دراصرف تحصیل پزشکی کر د۔

4۔رازی کی از بزر گترین پزشکی کشورایران بشمار می رود۔

5_الكل امر وزه دريز شكى ودر صنعت موار داستعال فراواني دار د_

پزشک انسان دوست (۱)

سوالات کے جوابات

۱- د كتر آلبرت شوا تيزر يكي از بزر گان عصرِ ما بود-

۲-آلبرت شواتیزر در سال ۱۸۷۵میلادی در دمکد هٔ کو چکی از کشور فرانسه چیثم بد نیا گشژد-

۳-آلبرت از کود کی در بار هٔ انسان واسرار زندگی بیندیشید-

۴- به عقید ؤ آلبرت نیک بختان و ظیفه دارند به خدمت ناکامان و بیچار گان بشتا بند-

۵- به عقید هٔ آلبرت مهمترین سالهای زند گانی انسان بین نه تا چهار ده (۹-۱۴) سالگی

است، دراین سالهامغز برای فراگر فتن و نگاه داشتن آماده تراست

۲- آلبرت پس از بیإیان دورهٔ دبیر ستان بزر گترین تصمیم را در زندگی خویش

کرفت۔

۷-او باخود پیان بست تاسی (۳۰) سالگی به تحصیل فلسفه واخلاق وموسیقی ادامه

خواهم داد،از آن پس وجود خود راوقف خدمت به همنوعان در د مند خواهم کرد-۸- آلبرت به همه راه پای خدمت به بشر اندیشیده بود می توانست به تعلیم و تربیت یتیمان و کود کان بی سرپرست پر دازد، ازاطفال بی پناه نگهداری کند، وجود خود را وقف خدمت به آورگان آن نماید یازندانیان آزاد شده را یاری کند-۹- آلبرت تصمیم گرفت به میان بومیان سیاه یوست جنگهای آفریقا بر ود-

ا • - کسان ودوستان آلبرت از خود می پرسیدند مگر آلبرت عقلش رااز دست داده است - چراجوانی که آئنده در خشانی دار دچنین تضمیم خطرنا کی گرفته است -

۱۱- بستگان آلبرت می کوشیدند تااورا قانع کنند که در سر زمین خود می تواند به بشریت خدمت کندازین رواندر زبای آنان بر آلبرت بسیاری نا گوار بود-

۲۱- هنگامی که خویشان ودوستان شوا تیزر را در رای خود پایداریافتند برای باز داشتن وی از آن کار به مبارزه برخاستند-

خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پر کیجئے۔

آلبرت تضمیم گرفته بود وجود خود را وقف خدمت به بهتر ساختن زندگی در مندان کند_آلبرت نخستین سالهای زندگی اندیشه ای کنجکاو داشت_ چگونه می توان این در د بارا تسکین بخشید_آلبرت بهانطور که در کوره راه سراشیب جنگل پیش می رفت از خود می پرسید که من تااین اندازه از نعمت تندرستی، خانهٔ پرسر وروزندگی

راحت وآسوده بهره مند نهستم،امادر جامای دیگر جهان رنج و فقر و بیداد گری حکومت می کند؟ آیا بهمه این مواهب می تواند برای من گوارا باشد؟ _

الف - شب بر قلب افریقاسایه افکنده بود - در میان جنگل انبوه خانهٔ کو چکی دیده می شد - باد گرم، شاخ و برگ نخلهار انوازش می داد و عطر گلهای گر مسیری را به همراه می آورد - گاه و برگاه غرّش و بانگ جانوران به گوش می رسید -

ب۔ چون تنہا کشور سر زمین او نیست که در آن در د مند و پیچارہ یافت می شود۔ بسیار جاہای در جہال است که مر دمان آن بیشتر نیاز به یاری دیگران دارند۔ازین سبب او درسی (۳۰) سالگی ہنوزنمی توانست به عهدی که باخو د بسته بود وفاکند۔

ج۔به نظر مابہترین راہ خدمت بشر، باید تعلیم و تربیت یتیمان و کود کان بی سرپرست پر داز د، کسی را باید از اطفال بی پناہ نگہداری کند، وجود خود را خدمت به آورگان آن نماید یازِندانیان رایاری کند تاآزاد شوند۔

د بستگان آلبرت شواتیزردانستند، جوانی که آیندهٔ در خشانی دارد چنین تضمیم خطرناکی گرفته است دازین سبب آنهااز خود می پرسیدند مگر آلبرت عقلش رااز دست داده است د آنها می کوشیدند تااورا قانع کنند که در سر زمین خود نیز می تواند به بشریّت خدمت کند

پزشک انسان دوست (۲)

سوالات کے جوابات

ا-شوا تيزر نظرخويشان ودوستان رانه پزير فت از نکوهش آنهانمي هر اسيد-

۲- سرانجام شوا تیزر تصمیمی گرفت که به سر زمین های سیابان افریقه برود و آنهارادر

ر فع د شواریهای زندگی یاری د بد-

۳- چون شوا تیزر متوجه شد برای رسیدن به این هدف می از بایست دانش پزشکی مایه

ای داشته باشد- ازین رواین مر د تحکیم وفیلسوف در سی (۳۰)سالگی بار دیگر به

دانشگاه رفت تادانش پزشکی بیاموز د-

ه-شوا تیزر در آغاز کار باد شواریهای روبرو شد او ناچار در هوای آزاد به درمان می

پر داخت وازنه داشتن وسایل بشدت رنج می برد-

۵-شوا تیزر در سی (۳۰)سالگی د و باره به دانشکاه رفت تادر س پزشکی بخواند-

۲-شواتیزر درسی و مهشت (۳۸) سالگی به افریقه رفت-

۷-لامبارنه جزیرهای غیر زی زرع بودیکی از جنگلهای افریقه -96

۸-شوا تیزر در ہوای آزاد کار خو دراآ غاز کر د-

9-گاهی نومیدی بر شواتیزرچیره می شد که و ظیفه خو درانی همکاری دیگران پیش ببر د-بی زخیر ه دار و وازنداشتن و سایل دیگر واز دست یک تن چه کاری ساخته بود-۱۰-شواتیزر نومیدی رانیزیرفت-

۱۱- شوا تیزر بانوشتن نامه های و کردن سفر های جمعیتهای خیریه را به کار خود جلب کرد-پس از چند سال توانست به یاری آنان بیارستان مجسزی بسازد-

۲۱- شادمانی شواتیزر هنگامی بکمال می رسید که هدایای از مردم تهیدست دریافت میکرد-

۳۱- پزشکان وپرستارانی از نقاط مختلف جهال به یاری شوا تیزر در بیارستان لامبارنه رفتند-

ا ۴- به نظر ماا بمیت وارزش کار شوا تیزر در این بود که بد نیا آمدن وزیستن باخوشی با وشاد کامی بای فردی نمی تواندروح یک انسان حقیقی راراضی کند-96 برای یافتن به خوش بختی راراستین باید در پی آسایش وراحت دیگران بود-

رود کی پایه گذار شعر فارسی

ير"مش: سوالات

ا۔ دشت خاوران از بالای شہر بلخ راہ نواحی شالی ایران است۔

۲- آمو دریا در پشت دشت خاوران کف کنان وغران با تآنی وو قار و باخشم و تندخو کی می بیاید-

سر رود کی شاعر بزرگ ایران بود که ویرااساس شعر فارسی می نهادند ـ

هم۔ شهر یاران دلیر خاندان سامانی دست فرمان روایان بیگانه رااز سر زمین ایران کوتاه کرده بودند۔

۵-ایرانیانی از سیصد سال در زیر قدم و تازیانهٔ فرمانروایان بریگانه لب بسته و خاموشی گزیده بودند ـ

۲ ـ پادشاهان سامانی می خواستند ایرانیان را به سخن گفتن برانگیزند تاآوازه شان بار دیگر جهان را بگیرند تا

۷۔ چون رود کی باطبع سر شار و باشعر سحر آمیز خود آنچنان در پاد شاہ سامانی نفوز پیدا کر دہ بود کہ اور ابہ ہر کاری کہ می خواست برا نگیز د۔

۸ ـ پایه تخت سامانیان بخار ابود ـ

9 چنانکه بادغیش آب و مواکی خوش داشت و سر سبز و خرسم بود ازین سبب پادشاه سامانی مدتهادر بادغیس ماند ـ

• ا۔رود کی صبحگاہی بیش شاہر فت واین شعر را بانوای چنگ بروی خواند:

بوی جوی مولیان آید ہمی ، یادِ یار مهر بان آید ہمی۔

میر ماه است و بخار اآسان، ماه سوی آسان آید همی -

اا۔ریگ آمودریادرزیریای پادشاه مانند پر نیان است۔

۱۲_شعر ہای رود کی در حدود صد دفتر گرد آور دند۔

۱۳ ـ از شعر های رود کی به نه صد (۴۰۰) بیت باقی ماند ه است ـ

۱۳- زیراا گررود کی نیامده بود واین اساس دیریای را نگذاشته بود شعر فارسی به این پایداز پرمایگی نمی رسید-

1۵۔ در سالی که رود کی فوت کرد در طوس کود کی دیدہ بجہان گشود ، سالیانی بعد این کودک به فردوسی مشہور گشت۔

فداكارى مادر وعزم واراد وفرزند (۱)

سوالات کے جوابات

۱- کریستی براؤن در یکی ازروز ہای بہار سال ۱۹۳۲ میلادی بدنیا آمد-

۲- کریستی افالیج داشت -

۳- مادر کریستی در آن موقع متوجّه شد که او با کود کان دیگر فرق دارد و برای غذا خوردن مجبوراست- ۴- پزشکان به مادر کریستی پیشنهاد می کردند که اورا یکی از بیار ستانهای که کودکان افالیجونا قص رادر آنها نگهداری می کند بسیار د-

۵- برای مادر کریستی د شوار بود که از او چیثم بیوشد چون مادر کریستی پیش از او فيج(۵) بحيه سالم بدنياآ ور ده بود-

۲-مادر کریستی از معالجه و تربیت پسرش مایوس نه شد-او تضمیم گرفت که پسرش در خانه نگه دار دومواظبت کند وانسانی بساز د-

۷-وقتی که مادر کریستی خط نجی روی تخته کشیداز همه لحظه زندگی واقعی او شر وع شد-

۸- به نظرما منظور مادر کریستی از زندگی واقعی از همه اعضای بدن حرکت کردن

است-9- نخستین کلمه ای است که کریستی نوشت مادر بود-

ا ٠ - کریستی در ہفت (۷) سالگی خواندن ونوشتن رایاد گرفت -

۱۱- به نظر ما کریستی می توانست خوب حرف بزند به دیگران بفهماندیای چپ می

۲۱- کریستی در ده سالگی نقشی باد گرفت-

درج ذیل خالی جگہوں کوپر کیجئے۔

ا۔ تاچہار ما ہگی من کو د کان دیگر تفاوتی نداشتم۔

۲_ در آن موقع بود کامادرم متوجّه شد من بادیگران فرق دارم_

سر پیچ کدام از اعضای بدنم رانمی توانستم به اختیار خود حرکت د ہم۔

۳-اعضای بدنم بشد"ت می لرزید ₋

۵_ پزشکان شهراز معالحبرمن ناامید بودند_

۲- می خواستند مرابه یکی از بیمار ستانهائی که کود کان افلیج و ناقص را در آنها نگهداری می کر دند بسیارند

۷۔ آن زن دلیر وفداکار تصمیم گرفت مرادر خانه نگهداری کند۔

۸_ درروی تختهٔ سیاه تخستین حروف الف بارانوشت _

درج ذیل جملوں کو مناسب الفاظ سے پر سیجئے۔

ا ـ کریستی براؤن نمی توانست اعضای بدن خو درا بخو بی حرکت د ہد ـ

۲۔ شی خواہر م در کنار من نشستہ بود۔

سرمادرم تضمیم گرفت از من انسانی بساز د_

سم_من مادر خو دراد وست دار م_

۵_او تکالیف مدرسه راانجام دادهاست_

۲-آیاکریستی براؤن بابحیهٔ ہای دیگر فرق داشت؟

۷۔ من فردابہ کتاب خانہ خواہم رفت۔

۸_ فردوسی شاهنامه رابشعر در آور د_

۹_ ہمہ ساکت و بیحر کت مرا نگاہ می کر دند _

• ا۔ ناگہان دلم خواست کاری را کہ اومی کند من ہم بکنم۔

فداكارى مادر وعزم واراد و فرزند (٢)

سوالات کے جوابات

۱- کریستی جعبهٔ رنگ برادرش توجهٔ اورا جلب کر دازین رو کریستی در جعبه را با پا باز پر

لرو-

۲- کریستی از پدر یامادر خواهش می کرد کاغذرابه اتاق بجیسپا نند تا کم کم نقاشی را نیزیاد

بگيرد-

س-مادر کریستی ہمیشه نوشته های اورامی پسندید واور ادراین کارتشویق می کرد-

۴-وقتی که پزشک جوان کریستی رامعائنه کر د قرار براین شد که اتاقی جداگانه برای

اوساخته شود -

۵- چون پدرِ کریستی آنقدر پول نداشت که اتاقی جداگانه برای کریستی بساز د-

۲-مادر کریستی مایوس نه شد بلکه از سعی و کوشش خود اتاق برای کریستی را می ساز د-

۷- وقتی که پدر کریستی زنش را دید بساختن اتاق بچه هایش را صدا کر د وگفت این

كارمااست بيابيد تاآن راتمام كنيم-

۸- بلی معالجات پزشک جوان حال کریستی را بهتر کرد-

۹- پزشک در بیارستان به کریستی پیش نهاد کر دند که از نوشتن با پای چپ خود دوری

كند-96 چون اين كار در معالج? اوتا ثير داشت-

ا • - فقط وسیلهٔ ارتباط کریستی با دیگران و تنها سر گرمی نقاشی ونوشتن بود برای تندر ست بودن -

۱۱- برادر کریستی در نوشتن به کریستی یاری کر د-

۲۱- نوشته های کریستی در روزنامه هاو مجله ها چاپ شد وبدین ترتیب کودکی ناقص وافالیج در فداکاری مادر وعزم واراد هٔ خود به شهرت وافتخار رسید-

بانوى فانوس بدست

سوالات کے جوابات

ا- فلورانس نايتنگل درانگليسي بدنياآ مدهاست -

۲_ فلورانس نایتنگل از یک خانواد هٔ بسیار تروتمند انگلیسی بود _

۳- فلورانس روزی به پزشکی کمک کردتا پای شکسته سگی رازخم بندی کند-از آن وقت به کارپر ستاری علاقه مندگشت-

۴- در آن زمان اشراف آموختن علم را فقط برای پسر ان لازم می دانستند ازاین سبب خانواد هٔ نایتنگل دختر شان به آموختن فن پرستاری ناراض بودند-

۵- فلورانس پیوسته در پرستاری باروی گشاده نامطبوترین کارهاراانجام می داد-

۲-این دختر فداکار خبر رسید که میان جنگی بسیاری از سر بازان زخمی شده اندوبه کمک پرستارانی ماننداونیاز مندندازین سبب به میدان جنگ رفت-

۷- زیرا که فلورانس بانوی فانوس شبها به دست با بالین بیاران می آمد وآنان را دلداری می داد-

۸- فلورانس نایتنگل براثر بیاری سخت چنان نتوال شده بود که دیگر نتوانست به کار پرستاری ادامه بدهد، اما باز هم بیکار ننشست و در فن پرستاری کتابی نوشت - پس بزرگترین نشان خدمت به اودادند -

سلجو في دور

ایران کی تاریخ ادبیات میں مجموعی طور پر جس دور کو ہم بہت زیادہ اہم قرار دے سکتے ہیں وہ سلجو قی دور ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب ایران کی نظم و نثر اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے۔ زبان اور موضوعات کے اعتبار سے اس میں بڑی وسعت اور گہرائی پیداہو چکی ہے۔غزنوی دور کے بعد ایران میں سلجو قیوں کی حکومت قائم ہوئی،نسلا"ترک تھے-انھوں نے غزنویوں کوزیر کرکے ایران کواپنے زیر کرلیا-سلحوقی دوراینے شعرا،ادبا، نثر نویسوں، تاریخ نویسوں،انشاپر دازوں اور صوفیا کے اعتبار سے دوسرے تاریخی ادوار پر سبقت رکھتا ہے۔ اس دور میں دو الیم خصوصیات ہیں جواس کو ممتاز اور منفر دبناتی ہیں-ایک فکرسے تعلق رکھتی ہے اور دوسری صنف شعر سے-اس دور کی ادبی شخصیات کا ذکر کرنے سے قبل ہم ان چیز وں پر مخضر روشنی ڈالیں گے۔

سلحوتی دور وہ زمانہ ہے جس میں تصّوف اور عارفانہ فکر اپنے عروج کو پہنچی -وجہاس کی میہ ہوئی کہ سلجو قی دور تک پہنچتے پہنچتے ایران کی حکومت ایسی شان وشو کت حاصل نہیں ہو?ئی تھی -

سلجوتی در بارا پنے جاہ و جلال اور عظمت کے لئے مشہور تھااور مشہور ہے۔ ظاہر ہے جب د نیاوی شان وشوکت بڑھ جاتی ہے تولوگوں کار حجان دین کی طرف کم ہو جاتا ہے۔ چناچہ سلجوتی حکومت کے زمانے میں بھی ہم کو یہی بات نظر آتی ہے۔ در بار کی چبک اور بڑھک اور باد شاہوں کی شان وشوکت اور دبد بہ کااثر تمام ملک پر ہوتا نظر آتا ہے اور لوگوں کی شان وشوکت کی قرار باقی ہے۔ 96 لوگوں کا بیہ میلان ان حضرات کے لئے جو نیک اور متقی سے ، نہایت تکلیف دہ ہو جاتا ہے اور وہ اس جھوٹی شان وشوکت کی قرار باقی ہے۔ 96 لوگوں کا بیہ میلان ان حضرات کے لئے جو نیک اور متقی سے ، نہایت تکلیف دہ ہو جاتا ہے اور وہ اس جھوٹی شان وشوکت سے بیزار دکھائی دیتے ہیں۔ اس بات کا باعث یہی بن جاتا ہے کہ وہ صوفیانہ فکر اور طرز زندگی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

باباطاهر عربال

طاہر نام، عربیاں تخلص اور ہمدان وطن تھا-ان کے ابتدائی اور عام حالات پردہ خفاد میں ہیں۔ مخضریہ کہ ان کا مسلک درویشی اور فروطبع تھا-اس لئے ہمیشہ زندگی بھر گوشہ نشیں تھے- صوفیا کے تزکروں میں ان کے معنوی مقام مسلک، ریاضت، درویش، تقوی اور استغنی کاذکر ملتا ہے-۲۸۴ھ میں سلجو قی بادشاہ تغرل سے ان کی ملاقات ہمدان میں ہوئی تھی-96 انھوں نے بادشاہ کو عدل وانصاف سے حکومت کرنے کی تلقین دی تھی-

باباطاہر کی زندگی حالت جذب میں گزری، ان کا دل انتہائی درد مند اور حساس تھا۔ ان کے نغے ان کے سوز دروں کے شاہد ہیں۔ ان کی شہرت ان کی مقبولیت کی سب سے بڑی وجہ ان کی چند دور باعیاں جن کارنگ و آھنگ عارفانہ ہے۔ ان دور باعیوں میں باباطاہر کے دنیا کی وحدت انسان کی دور افتادگی، اپنی پریشانی، تنہائی، بیقدری، بے چینی اور ایزاطلبی کا حکم دیاگیا ہے۔ ہجروشر اب کی شکایت کی ہے اور اپنے طلب معنوی کے اشتیاق کا اظہار کیا ہے۔

باباطاہر کاانداز بیان سادہ اور رواں ہے۔خیالات بھی سادہ ہیں مگر کہیں

کہیں مقامی رنگ بھی نظر آتا ہے-انھوں نے اپنے کام میں انہی کیفیات ووار دات کا ذکر کیاہے- جن سے ہر صاحب دل کو سابقہ پڑتا ہے-

ابوسعیدانیالخیر ا

شیخ ابوسعید فضل اللہ بن الی الخیر باباطاہر عریاں کے ہم عصر تھے-96 پیہ خاوراں خراساں کے نواح مینہ میں ۷۵ساھ میں پیدا ہوئے-اپنے وطن ہی میں ابتدائی تعلیم حاصل کی-اس کے بعد فقہ کی تحصیل کے لئے مرو گئے اور یہاں ابوعبدالله الحصري كي شاگردي اختيار كي - الحصري آس زمانے كے مشہور فقهيوں اور علم طریقت کے عالموں میں شار ہوتے تھے-اس کے بعد انھوں نے اپنے زمانے کے مشہور بزرگوں جیسے ابوالفضل حسن سر خسی، ابوالعباس احمد قصاب اور ابوالحن علی خر قانی سے معنوی فیوضات حاصل کئے اور مشہور صوفی بزرگ ابوعبدالرحمان سلمی (متوفی ۴۱۲) سے خرقۂ طریقت حاصل کیا-ابوسعید کو فارسی شاعروں میں صوفی مذہب کا اولین شاعر سمجھنا چاہئے کیونکہ انھوں نے اس موضوع پراینے اور دوسروں کے بہت سے اقوال،اسرار کی بہت سی باتیں، بہت سے قطع اور رباعیات لکھی ہیں-ان سب کوان کے بوتے محد منوّر نے اپنی کتاب اسرارالتوحید میں کیجا کر دیا ہے- یہ قطع اور رباعیاں بڑی پر اثر ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا کہنے والا دل میں در د اور سر میں سودار کھتا ہے- ذیل کی رباعی خود ان سے منسوب کی جاتی ہے-اس سے ان کے عشق اور ان کے دل کا در د آشکاراہے

جانا بزمین خاورال خاری نیست کش بامن وروزگار من کاری نیست بالطف و نوازش جمال تومر انیست در دادن صد هزار جال عاری نیست

واقعہ یہ ہے کہ صوفیانہ عقائد ابو سعید کے اخلاق، رفتار، گفتار اور کر دار میں رچ بس گئے تھے۔ وہ خوش زبان، شیریں بیان، شکستہ نفس اور مہر بان تھے۔ امیر ول سے مال لیتے اور در ویشوں میں لٹادیتے تھے۔ اپنے دل میں کینے کو مجھی جگہ نہ دی۔ سب کے دوست تھے۔ حدیہ ہے کہ اپنے دشمنوں سے بھی تکلّف اور مروّت سے پیش آتے تھے۔

صوفیوں کے مشہور عقائد یہ ہیں کہ علم کے کئی مراتب ہیں-پہلاحسی تجربہ یا آزمائش، دوسرااستدلال علم یامعرفت، تیسراشہود یادیدار کے دیکھنے کی حکایت- ابوعلی سینآ منطق اور حکمت کا استاد تھا-اس نے عقلی دلائل کی بنیاد پر طریقهٔ مشاکُخ پر بحث کی-ابو سعید انثر اق کا ذوق رکھتے تھے-انھوں نے کہا کہ علم کو مقام شہود پر پہنچنا چاہئے-

عرفان میں جو ذوق وحدت ہے اس کی بناپر شنخ دوسرے مذہب والوں سے بھی مہر ومحبت کا برتاؤ کیا کرتے تھے-96 چناچہ ایک دن وہ اپنے مریدوں کے ساتھ عیسائیوں کے کلیسامیں گئے-اس تعصب کے زمانے میں شنخ کے اس کام سے لوگوں کو نہ صرف جیرت ہوئی بلکہ ان کاوہ فعل مختلف مذہب والوں سے اتحاد اور الفت کا باعث بھی ہوا۔

شخ ابوسعید نے ۱۹۸۰ میں وفات پائی - کہتے ہیں کہ مرض الموت میں ان
سے پوچھا گیا کہ آپ کے جنازے پر قرآن مجید سے کیا پڑھا جا? - فرمایا قرآن کا
مرتبہ اس سے کہیں بلند ہے کہ مجھ پر پڑھا جائے - بس یہ شعر کافی ہیں ۔
بہتراند امیں درجہاں ہمہ چہ بود
کار دوست بر دوست رفت یار بر یار
آن ہمہ اندوہ بود وایں ہمہ کردا
آن ہمہ گفتار بود وایں ہمہ کردا

سناتي

محمد آدم نام اور سنائی تخلص تھا۔ پانچویں صدی هجری میں غزنہ میں تولد ہوئے۔ اوائل جوانی میں غزنوی سلاطین بالخصوص بہرم شاہ غزنوی کے مداح سے اینے زمانے کے امرا، علما اور شعرا خاص طور سے مسعود سعد سلمان سے ان کے مراسم نہایت خوش گوار تھے۔ ایک دیوانے کی بات سے متاثر ہو کران پر رقت طاری ہوگ ء اور دنیا سے بیزار ہو گئے۔

سنائی تی شاعری کودوادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ شاعری کا پہلادوروہ تھا جس میں فرخی آور مسعود سعد سلمان آکارنگ اور انداز ہے۔ دوسرے دورکی شاعری خالص عار فانہ اور صوفیانہ ہے۔ سنائی کی یادگار ان کا ایک دیوان اور سات مثنویاں ہیں۔ مثنویوں کے نام درج ذیل ہیں۔ حدیقتہ الحقیقت، طریق التحقیق، سیر العباد، عشق نامہ، عقل نامہ، کارنامہ اور غریب نامہ وغیرہ ہیں۔

سنائی کے دیوان میں بارہ ہزار سے زیادہ اشعار ہیں - جو قصاید، رباعیات اور قطعات پر مشتمل ہیں - وہ ایک صاحب طرز شاعر ہیں - جنھوں نے ایک خاص ربگ اختیار کیا-ان کے قصائد میں ہر جگہ پختگی، متانت اور عالمانہ شان پائی جاتی ہے -ایک معمولی واقعہ کے لئے منطقیات استقلال پیدا کرنا، قوت تخیل سے اس

میں رنگ بھر دینا ان کے کلام میں خاص طور سے نمایاں ہے- فلسفہ واخلاق وتصّوف کواسی طریقہ سے انھوں نے د ککش بنادیاہے-

سنائی کے قصائد میں عضری، فرخی، منوچبری اور مسعود سعد سلمان کا اثر نمایاں ہے۔ لیکن روحانی انقلاب کے بعد ان کی دعوت و تعلیم کی شاعری بن گئی۔ ان کے اکثر اشعار ظاہر پرستی، ریاکاری، ایزار سانی اور بیوفائی کی شکایت میں ہیں۔ انھوں نے فلسفیانہ انداز میں تزکیۂ نفس، ردّ غرور، ترک ظاہر پرستی، صفائی قلب، ترک حرص وہوس اور ایمان وعرفان کی تلقین کی ہے۔

مکن در جسم و جان منزل که این دونست و آن بالا

قدم زين ۾ دوبير ون نه نه اين جا باش نه آنجا

نخواهم لاجرم نعمت نه در دنیانه جنت

همی گویم بت هر ساعت در سر ه چ<u>ه</u> در زره^۳

سنائی کے ہر شعر میں کسی نہ کسی شعبۂ زندگی سے متعلق کوئی نہ کھتی ہیں۔ابوسعیدابی الخیر ، باباطاہر عریاں آور خواجہ عبداللہ انصاری نے تصوّف وعرفان کاجو پودالگایا تھا۔96 اس کوسنائی نے آگے بڑھانے میں مدد کی۔تصوّف وعرفان اور اخلاق کے موضوع پر سنائی کی سب سے اہم اور زندہ وجاوید کارنامہ

حدیقتہ الحقیقت ہے۔ جس میں انھول نے نہایت پسندیدہ مطالب، بلند اخلاق اور سود مند نصائح کو صوفیانہ مسائل کے ساتھ ملاکر بیان کیاہے۔

مثنوی معنوی لکھتے وقت مولاناروم کا پیش نظر بھی یہ مثنوی رہی ہے۔
سائی کی علمیت اور اپنی عقیدت کا اظہار مولاناروم نے ان الفاظ میں کیا ہے۔
عطار روح بود وسنائی دو چشم او
ما از پی سنائی و عطار آمدیم

سنائی کی رباعیوں اور قطعات کا مومضوع پندونصیحت ہے۔ یہ بھی کافی مشہور ود کش ہیں۔ سنائی کو نثر نگاری اور انشاء پر دازی میں بھی کمال حاصل تھا۔ ان کی نثر میں زیادہ تر صوفیانہ مسائل اور طریقت کے مسائل کی ترجمانی ملی ہے۔ معقیقین عصر ڈاکٹر نظر احمد نے مکاتب سنائی کے نام سے ایک اہم کتاب مرتب کی ہے اور سنائی کے خطوط کو بڑی شخقیق و تلاش سے جمع کیا ہے اور اس پر تبصرہ کیا ہے۔

خواجه فريدالدين عطار

فریدالدین محمد کاشار تصوّف کے اہم ترین اور ممتاز ترین شعر امیں کیا جانا ہے۔ ان کی پیدائش چھٹی صدی ھے کے وسط میں نیشا پور کے ایک گاؤں میں ہوئی۔ ان کی پیدائش چھٹی صدی ھے کے وسط میں نیشا پور کے ایک گاؤں میں ہوئی۔ ان کے والد ابو بکر ابراہیم بن اسحاق عطاری کا پیشہ کرتے تھے۔ چناچہ عطار آنے بھی عطار کو ہی زریعۂ معاش بنایا۔ ان کی شاعری سے پتہ چلتا ہے کہ وہ صرف عطار ہی نہیں بلکہ طبیب بھی تھے اور روزانہ پانچ سو(* * ۵) آدمی ان کے مطب میں آتے شھے۔

تزکروں اور ان سے منسوب اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ عطار نے کافی سفر

کئے تھے۔ مصر، دمشق، کوفہ، ہندوستان، ترکستان اور ملّہ کی سیاحت کی تھی۔
دوران سفر انھوں نے صرف عارفوں کے حالات تلاش اور ان کے اسرار معلوم
کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ خود بھی معرفت کی تمام منزلیں طے کرتے ہیں۔
اسی راستے پر چل کروہ عرفان کے افق پر چلے جس کی ضیاء چاشیوں سے لوگوں کے
دل منور ہوئے۔ عارف شاعروں کے امام مولانا جلال الدین رومی آنہیں اپنا پیشوا
مانتے ہیں اور ان کے مقابلے میں خود کو پیچاور کمتر شار کرتے ہیں۔
ہفت شہر عشق راعطار گشت

ماہنوزاندرخم یک کوچہایم

مولاناروم کے علاوہ دیگر صوفیا مثلا" شیخ محمد شبستری آور علاالدین سمنائی نے بھی عطار سے اپنی والحانہ عقیدت کا اظہار کیا ہے اور ان سے اثر قبول کیا ہے۔
عطار تی بیش بہازندگی کا خاتمہ اپنے وطن نیشا پور میں ایک منگول سپاہی کی تلوار سے ۲۲۲ھ میں ہوا۔

عطارتی فکر نہایت بلنداوراعلی تھی۔اس جولانی فکر کی وجہ سے انھوں نے نثر اور نظم میں اپنی کئی تالیفات یادگار چھوڑیں ہیں۔ قاضی نور اللہ شبستری نے اپنے تذکرہ مجالس المو منین میں ان کی تصانیف کی تعداد قرآن کی صور توں کے برابر لکھی ہیں جو تعداد میں ایک سوچودہ (۱۱۲) ہیں۔لیکن تذکروں میں جن تصانیف کا ذکر ملتا ہے ،ان کے نام یہ ہیں۔ مصیبت نامہ، الهی نامہ، خرد نامہ، پندنامہ، اسرار نامہ، وصیت نامہ، شرح القلب، حیدر نامہ، مختیار نامہ، شعر نامہ، سیاہ نامہ، بلبل نامہ، دیوان، منطق الطیر اور تذکر قالا ولیاءان میں سے آخری تین کتابیں بے بلبل نامہ، دیوان، منطق الطیر اور تذکر قالا ولیاءان میں سے آخری تین کتابیں بے حدمقبول و معروف ہیں۔

عطارت عطار کا بڑا حصّہ ان کی متعدد مثنویاں ہیں۔ عطار کا شار چونکہ تصوّف کے اہم ارکان میں ہوتاہے۔اس لئے ان مثنویوں میں انھوں نے صوفیانہ مضامین نظم کئے ہیں۔ان مثنویوں میں سب سے اہم مثنوی منطق الطیر جس میں عار فانہ مطالب کو نہایت لطیف پیرائے میں ادا کیا ہے اور مقامات تصوّف کو تمثیل کے طور پر بیان کیا ہے۔ مثنوی کے آغاز میں خدا کی حمد و ثناء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور صحابۂ کرام کی منقبت میں اشعار لکھے گئے ہیں۔

ناصر خسرو

ناصر خسر و سلجو قی دور کے ایک نہایت اہم اور بلندیایہ شاعر ہیں۔ یہ وہ شاعر ہیں جواینے علم وفضل کی بناپر حکیم کہلاتے ہیں اور اتنے سفر نامے کے لئے بہت مشہور ہوئے ہیں-ان کی پیدائش ۱۹۳۳ھ میں بلخ میں ہوئی- بچین سے ان کو علم حاصل کرنے کاشوق تھااوراسی شوق کی بناپرانھوں نے بڑا گہرامطالعہ کیا-ناصر خسر و محمود غزنوی اور مسعود غزنوی دونوں کے دربارسے تعلق رکھتے تھے۔ان کے کلام میں ان دونوں غزنوی باد شاہوں سے متعلق بہت سے اشارے ملتے ہیں۔ ناصر خسر ونے اپنی زندگی سفر اور سیاحت میں بسر کی تھی-انھوں نے مختلف ملکوں مثلاً ایران کے علاوہ افغانستان ، تر کستان اور بعض روایات کے مطابق ہندوستان کا سفر بھی کیا تھا۔وہ فطری طور پر ایک محقق تھے۔ناصر خسر واسمعیلی عقائد کے حامی تھے۔ چنانچہ ان کے نسخہ میں ایران کے علماء اس سے ناراض ہو گئے۔ سزا کے خوف سے وہ پناہ لینے کے لئے جگہ جگہ چھپتے پھرتے تھے۔اس مصیبت کی تفصیل انھوں نے "زادالمسافرین" میں پیش کی ہے۔ان کے اشعار میں بھی اس طرف اشارے ملتے ہیں۔ ناصر خسر و کثیر التصانیف تھے۔ سفر نامہ اور زادالمسافرین کے علاوہ انھوں نے روشائی نامہ، سعادت نامہ اور متعدد کتابیں لکھیں ہیں۔

ناصر خسر وکے قصائد کا شار فارسی زبان کے مشہور اور اہم قصائد میں ہوتا ہے اور ان کو قصیدہ کااستاد مانا گیاہے۔لیکن ان کے قصیدے میں اور اس وقت کے عام قصائد میں ایک اہم فرق ہے ہے کہ وہ مدح کے قصائد نہیں ہیں۔ ناصر خسرونے زیادہ ان میں دینی اور اخلاقی موضوعات نظم کئے ہیں۔ وہ مذہب کے مختلف مسائل یر اینے قصائد میں بحث کرتے ہیں اور انسان کو اپنا کر دار مذہب اور اخلاق کے اصولوں کے اعتبار سے گزارنے کی نصیحت کرتاہے۔اس کے علاوہاس کے قصائد میں تصوّف اور عرفان کے مضامین بھی یائے جاتے ہیں۔اس نے ہر قدم پر آ د می کو بلند کر دار اور نیک اعمال ہونے کی نصحیت کی ہے۔اس کے علاوہ تاریخی واقعات کا ذ کر بھی ان کے قصائد میں ملتا ہے۔ تاریخوں اور تذکروں میں ان کی وفات ۲۵ مھ بتائی جاتی ہے۔

مسعود سعد سلمان

مسعود سعد سلمان تغزنوک اور سلحوتی دور کاایک ممتاز اور معروف شاعر ہے۔ ان کے والد ہمدان کے رہنے والے تھے۔ جو اپنے علم وفضل کی بدولت غزنوی در بارسے وابسط ہوئے اور غالباً ۲۰ سال تک غزنوی سلاطین کی خدمت کی اور صلہ میں جاگیر عطاہوئی۔ ۴۴ سط بی جسط بق میں بمقام لاہور مسعود کی پیدائش ہوئی۔

مسعود آنے اپنی شاعری کی بدولت آغاز جوانی میں سلطان ابراہیم آوراس غزنوی ۲۹۲۔ ۲۵۰ هے دربار میں رسائی حاصل کر لی۔ سلطان ابراہیم آوراس کے بیٹے سیف الدولہ محمود کی مدح میں قصاید کے بیٹے سیف الدولہ محمود کی مدح میں قصاید کے بیں۔ ۲۹ مو میں جب سیف الدولہ محمود آلاہور کا نائب السلطنت بناکر آیا تو مسعود جھی اس کے ساتھ تھا۔ اسی دوران سلطان ابراہیم کو یہ اطلاع ملی کہ سلطان ملک شاہ سلجو تی سے مل کراس کے خلاف سازش کر رہا ہے۔ تو اس نے سیف الدولہ کو اس کے مصاحبوں سمیت گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ چناچہ امیر محمود سیف الدولہ آپنے باپ کے حکم پر اپنے مصاحبوں سمیت گرفتار ہو گئے جن میں مسعود سعد جھی شامل تھا۔ وہ سات سال مصاحبوں سمیت گرفتار ہو گئے جن میں مسعود سعد جھی شامل تھا۔ وہ سات سال تک سواور دھک کے قلعوں میں اور تین سال قلعہ نای میں قید رہا۔ اس اثناء میں

اس نے سلطان ابراہیم آور امر اغز نین کی خدمت میں اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لئے کئی پر سوز اور دردناک قصاید لکھے۔ لیکن حاسدوں اور اور دشمنوں کے کان بھرنے کی وجہ سے سلطان پر ان اشعار کا کچھ اثر نہ ہوا۔ • ۴۹ھ میں سلطان ابراہیم کے ایک مقرّب عمید الملک ابوالقاسم کی سفارش پر مسعود سعد کورہائی ملی اور وہ اپنی جاگیر پر واپس آگیا۔

سلطان ابراہیم کے بعداس کا بیٹا مسعود ۹۲ م ھے میں اس کا جانشین ہوااور اس نے اپنے بیٹے شیر زاد کو لاہور کی حکومت عطا کی۔ قوام الملک ابونصر پارسی، شیر زاد کاوزیراور مسعود سعد کا ہم عصر تھا۔ابونصر کی سفارش پر شیر زاد نے مسعود سعد کو جلند هرکی حکومت عطاکی بعد میں ابو نصر معتوب ہوااوراس کے ساتھواس کا د وست بھی مسعود سعد کو قید کر کے قلعہ مر نجن میں ڈالا گیا۔ جہاں انھوں نے آٹھ سال گزارے۔ بالآخر سلطان مسعود کے وزیر طاہر علی شگافی کی کوششوں سے سن ۵ • • ه میں ان کو رہائی ملی۔ قید سے رہائی کے بعد مسعود سعد کو شاہی کتبخانہ کا کتاب دار بنادیا گیا۔لیکن قید سے رہائی کے بعد وہ شکستہ دل، پریشان اور بوڑھا ہو گیا تھا۔ بعد میں اگرچہ ملک ارسلاں آور بہرام شاہ غزنوی نے ان کی سرپر ستی کی لیکن انھوں نے باد شاہوں کی خدمت سے کنارہ کشی اختیار کرلی اور باقی ماندہ زندگی گو شہ

نشینی میں بسر کرلی۔ مخضر بیہ کہ بیہ بلند پابیہ شاعر بڑی در دناک اور پر ملال زندگی بسر کرنے کے بعد ۵۱۵ھ بمطابق ۱۱۲۱عیسوی میں اس دنیاسے رخصت ہوا۔

مسعود سعد سلمان آیک ممتاز قصیده نگار کی حیثیت سے افق سخن پر جلوه گر تھے۔ مسعود سعد کا وہ خاص سبک جس نے انھیں فارسی کے عظیم شاعروں کی صف میں جگہ عطاکی ان کے زندانی اشعار یا صبسیات میں نمایاں ہیں۔ فارسی ادبیات میں اسی طرح کی شاعری شازونادر ہی ملتی ہے۔ان اشعار میں مسعود نے اندر ونی احساسات کی سیجی ترجمانی کی ہے اور اٹھارہ سالہ اسیری کی تکنج یادوں کو بڑے مؤثر طریقے سے اپنی شاعری میں پیش کیا ہے جو زندگی کی بصیر توں سے پر باز ہیں۔ان اشعار میں شاعری زنداں کی تکلیفوں، زمانے کی مصیبتوں اور طویل راتوں کی گریہ وزاریوں کا حال بیان کیا ہے۔ چرخ کج رفتار کی ستمرانی، اپنی بے گناہی اور د شمنوں کی تہمت ،الزام تراشی ، والدین اور اہل وعیال کی خوشگواریادوں

مسعود سعد کے دیوان میں قصاید زیادہ ہیں۔ مدحیہ قصیدہ وزیروں اور امیر ول کی مدح میں ہیں جن میں سلطان مسعود کاوزیر ثقتہ الملک طاہر علی آور ابو نصر پارسی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ کچھ شکوائی قصاید ہیں جو داد خواہی کی غرض سے سلطان ابراہیم، سلطان مسعود، شیر زاد، ملک ارسلاں آور بہرام شاہ کو لکھے گئے

ہیں۔ان قصاید میں شاعر نے اپنا شکوہ پیش کرنے سے پہلے سلطان کی مدح کی ہے اور اس کے بعد اپنااصلی موضوع شروع کیا ہے۔ لیکن انھوں نے اپنی خود داری کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ان کے علاوہ کچھ تاریخی قصاید ہیں جن کے مطالعہ سے غزنوی دور کے بعض اہم حالات وواقعات پرروشنی پڑتی ہے جس کاوہ خود عینی شاہد ہے۔

مد حیہ قصاید اور حبسیات سے قطع نظران کے کلام میں احساس طرب مجی ملتا ہے۔ان کی غزلیں محبوب کی شان میں کہے گئے قصیدہ معلوم ہوتے ہیں۔
کہیں کہیں ر باعیات میں عشقیہ ، مد حیہ اور حبسیہ مضامین ملتے ہیں۔انھوں نے شہر آشوب بھی لکھاہے۔

ہندوستان کے فارسی شعرا میں مسعود سعد پہلا شاعر ہے جن کے یہاں مقامی اثرات بہت ملتے ہیں۔ ہندی شاعری کی تقلید میں ان کے دیوان میں بارہ ماسہ کی نظمیں ملتی ہیں جن میں اتیام ماہ وہفتہ اور برشگال جیسے خالص ہندوستانی موضوع پر طبع آزمائی کی ہے۔

محمہ عوفی نے لکھاہے کہ مسعود سعد کے تین دیوان فارسی، ہندی اور عربی میں تھے۔ عربی کے متفرق اشعار تومل جاتے ہیں لیکن ہندی دیوان کا کہیں سراغ نہیں ملتاہے۔ جس شخص کی فارسی شاعری پر ہندی کے اثرات تھے اور جن کی پرورش وپرداخت لاہور میں ہوئی تھی ان کے لئے ہندی میں شعر کہنا بعید ازامکان معلوم نہیں ہوتا۔

مسعود سعد کے کلام میں تکلفات زیادہ نہیں رہیں۔ قدرت فکر اور جد ّت تراکیب ان کے کلام کی ایک خاص خوبی ہے۔ان کی پیش نظررود کی آور منو چہری کا کلام رہا۔ طویل بحروں اور نظموں کا انھیں شوق نہیں تھا۔

مسعود سعد سلمان کے اپنے معاصرین مثلاً ابوالفرج رونی، سید حسن غرنوی، سنائی اور معزی وغیرہ کے ساتھ روابط قائم تھے۔اوران کے معاصرین ان کا بڑاا حترام کرتے تھے۔ان کی مقبولیت اور شہرت کا اندازہ اس بات سے لگا یا جاسکتا ہے کہ سنائی نے مسعود کے زمانے میں یاان کی وفات کے کچھ ہی دنوں بعد ان کا دیوان مرتب کیا تھا۔

انوری

یوں توسلجو قی دور میں ایک سے بڑھ کرایک نامور قصیدہ گو گذرے ہیں جنھوں نے اس صنف شعر کو آسان کی بلندیوں تک پہنچادیا ہے۔ لیکن ان سب میں متاز اور منفر د قصیده گوانوری کومانا گیاہے۔ نہ صرف سلجو قی دور کا بلکہ ایران کی تاریخی شعر کاسب سے اہم ومعروف قصیدہ نگار او حدالدین محمد انوری جو خراسان میں پیدا ہوئے۔انوری توخدانے شعر کہنے کی غیر معمولی صلاحیت عطا کی تھی۔ کم عمری سے ہی وہ شعر گوئی کی طرف مائل تھااور اپنی خداداد صلاحیت کی بناپر نوجوانی میں ہی سلجو قی در بار سے وابسطہ ہو گیا۔انوری کواس در بار میں غیر معمولی مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی اور سلطان سنجر کے زمانے میں ملک الشعر اکا خطاب اس کو دیا گیا۔انوری کی زندگی بہت سی تفصیلات، تاریخوں اور تز کروں میں دستیاب ہے جس کو بڑھ کر اندازہ ہو تاہے کہ شاعر کی زندگی میں بہت سے اتار چڑھاؤ آئے۔ تجهی اس کو ہر دلعزیزی ومقبولیت حاصل ہو ئی اور تبھی مخالفت۔سلجو قی دور میں ہونے والے بہت سے واقعات کواس شاعر نے اپنی آ تکھوں سے دیکھا۔ یہاں تک کہ ۵۴۸ھ میں جب ترکوں نے سلطان کو مغلوب کرکے قید کر لیا توانوری سجی طرح طرح کی مصیبتوں کا شکار ہوا۔ بہر حال جب وہ ان مشکلات سے حچھوٹااور

سلطان کابیٹا تغلق تخت پر بیٹھا توانوری پھر سلجوتی دربارسے منسلک ہو گیا۔ ایک مشہور واقعہ انوری سے منسوب کیا جاتا ہے جو تاریخوں میں بھی ملتا ہے۔ اس کا دعوی تھا کہ وہ علم نجوم میں بھی مہارت رکھتا تھا۔ ایک سال اس نے پیشگوئی کی کہ اس سال موسم بہت خراب ہو گا آند تھی اور زلزلہ آئے گا۔ چناچہ اس خوف سے بہت سے لوگ شہر چھوڑ کر چلے گئے اور ایسا کوئی واقعہ پیش نہ آیا اس سے انوری کی رسوائی اور بدنامی ہوئی جس کے نتیج میں اسکو شہر چھوڑ ناپڑااور مروسے وہ نیشا پور اور پھر بلخ پہنچا اور بدنامی کے خوف سے گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کی۔

انوری کی طرز شاعری:۔ جیسا کہ قبلاً عرض کیا گیا۔ انوری نہ صرف سلحوتی دور کا بلکہ ایران کاسب سے بڑا قصیدہ گوشاعر ہے۔ اس کے قصیدہ کاسب سے بڑا وصف اس کی بلندی فکر اور تخیل کی رسائی۔ وہ اپنے قصیدے میں ایسے ایسے موضوعات ڈھونڈ کر لاتا ہے جو کہ اس سے پہلے نظر آتے ہیں اور نہ اس کے بعد۔اس کا کلام اس مخصوص صفت میں تمام قدیم استادوں پر سبقت لے گیاہے۔ وہ دور علما وفضلا کا دور تھا اور ہر ماہر فن شاعر اپنے کلام میں نئی نئی بات لکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ انوری بھی اپنے قصیدے میں نئے مضامین ڈھونڈ کر لاتا ہے کوشش کرتا ہے۔ انوری بھی اپنے قصیدے میں نئے مضامین ڈھونڈ کر لاتا ہے لیکن اس کے تخیل کی بلندی اور تنوع کا فکر اس کو ایسا انو کھا پن دیتے ہیں جو شعر اکو مینسر نہیں ہوا۔ انوری تے قصیدوں میں ہم کو معنی کی گر ائی اور زبان کی پختگی میں میں ہم کو معنی کی گر ائی اور زبان کی پختگی میں میں ہوا۔ انوری تے قصیدوں میں ہم کو معنی کی گر ائی اور زبان کی پختگی

اپنے عروج پر نظر آتی ہے۔ اس کا قصیدہ مدح پر بہنی ہوتا ہے جس میں تشبیب،
مناظر فطرت کی عکاسی اور کم نظر آتی ہے۔ شاید اس کو فطری طور پر ان چیزوں
سے لگاؤ نہیں تھا۔ وہ عام طور پر سید ھے ممدوح کی مدح سے قصیدہ شروع کرتا ہے
اور اس مدح گوئی میں اپنے فن اور جوہر کو دکھاتا ہے۔ انوری کے قصیدے کا ایک
اور نمایاں پہلوز بان وبیان اور الفاظ کا ایک سمندر ہے جو موجیں مار رہا ہے۔ اس کو
زبان پر ایساعبور تھا کہ ایک ہی صفت کو بیان کرنے کے لئے قسم قسم کے پیرائے
اور انداز اختیار کرتا تھا جس سے معنی میں بڑی ندرت پیدا ہوجاتی ہے۔

خا قانی شروانی

خا قاتی کا نام سلجو تی دور کیمشہور شعرا میں کیا جاتا ہے۔ پورا نام افضل الدین ابن علی خا قاتی تھا۔خا قانی • ۵۲ھ میں شیر وان کے علاقہ میں تولد ہوا۔

ا گرایران کے چنداہم ترین اور معروف ترین قصیدہ گویوں کا نام لیاجائے توان میں خا قانی کا نام شاریقیناً ہو گا۔اس کے قصیدے اپنی مخصوص صفات کی وجہ سے ایک منفر داور ممتاز مقام رکھتے ہیں۔

خا قائی کے قصاید کی سب سے بڑی خصوصیت اس کے مضامین کی ندرت ہے۔خا قائی آیک بلندوضح تخیل رکھتا تھا۔ چناچہاسی تخیل کی مددسے وہ اپنے ممدوح کی مدح کے لئے نئے سے نئے اور انو کھے سے انو کھے موضوع سوچتا تھا۔نہ صرف مدح بلکہ تشہبیہ اور دعا میں بھی خا قائی کے مضامین خاص کر جد ت اور انو کھا پن رکھتے ہیں۔ بعض او قات اس کی یہ جد ت اور نیا مضمون سوچنے سے ایسالگاؤ ہے کہ وہ ہر واتی ہے۔ لیکن شاعر کو نئی بات کہنے اور نیا مضمون سوچنے سے ایسالگاؤ ہے کہ وہ ہر دوسری چیزیر مقدم سمجھتا ہے۔

خا قاتی کے قصاید نئی نئی تشبیہوں اور استعاروں سے ہمیں متعارف کراتے ہیں۔ یہاں بھی وہ اپنی فکر اور اپنے تخیل کی مدد سے عام نظر سے ہٹ کر تشبیبهات اور استعاروں سے کام لیتا ہے۔ جس سے اس کا کلام دوسر ہے شعرا سے مختلف ہوتا ہے۔ مدح ایک پرانا موضوع ہے اور ایران میں شاعری کی ابتدا بھی تقریباً سی سے ہوئی۔ خاقاتی کا کمال میہ ہے کہ پرانے موضوعات کووہ اپنے جدیداور منفر دتشبیبوں اور استعاروں کو صنائع لفظوں سے نیا بنادیتا ہے اور نئ جازبیت پیدا کردیتا ہے۔

فارسی کے ساتھ ساتھ عربی میں بھی مہارت رکھتا تھا۔ چناچہاس کے کلام میں عربی ترکیبات، اصطلاحات، قرآن کی آیات اور احادیث کے فقر سے قدم قدم پر نظر آتے ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ عربی کے وافر استعمال سے اس کا کلام فی الجملہ مشکل ہو گیاہے۔ لیکن اتنی مشکل پیندی اور ایبہام اس دور کی طر وُا متیاز مانا جاتا تھا۔ خاقاتی چو نکہ بہت سے علوم سے واقفیت رکھتا تھا۔ وہ بے تکلفی کے ساتھ اپنے کلام میں استعمال کرتا ہے مثلا "نجوم کی اصطلاح، شطر نجی، طب، فلسفہ، اور حکمت کی اصطلاح وغیر ہو غیر ہ۔ حقیقت یہ ہے کہ خاقاتی کے کلام کو پور استجھنے اور اس سے لطف اندوز ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان تمام علوم سے واقفیت ہواور اس کی اصطلاحوں سے آگاہی ہو۔

خا قاتی آذر بائیجان کا شاعر تھا۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں خراسان اور آذر بائیجان کے شعر اایک دوسرے سے مختلف ہیں۔سبک خراسانی میں ہم کوا گرزبان

کی شیرینی اور فصاحت، طرزادا کی سادگی اور فکر کا سلجھاین اپنی طرف متوجه کرتا ہے توسبک آذر بائیجانی میں فکر کی بار کی لفظیات پر ضرورت سے زیادہ زور، جدت کی تلاش، تخنیل کی بلندی، وسعت کلام کی ہم آ ہنگیاس کوامتیاز بخشق ہے۔ خا قاتی ا کثر اپنے کلام میں ترکی اور آذر بائیجان کی علاقائی زبان بھی استعمال کرتاہے۔اسی کے ساتھ ساتھ ساتھ چونکہ اس کی ماں عیسائی مذہب سے تعلق رکھتی تھی۔ للمذا عیسائیت کی بھی اصطلاحات اور عقایداس کے کلام میں جابجاد کھائی دیتے ہیں۔ قصیدے کے علاوہ خا قانی نے غزلیں بھی کہی ہیں۔لیکن اس کی شخصیت کی پہچان اوراس کی استادی کااظہار حبیبااس کے قصاید میں ہواغزلوں میں نظر نہیں آتاشاید اس لئے کہ فطری طور پراس کو مدح گوئی سے زیادہ مناسبت تھی۔بطور خلاصہ بیہ کہا جاسکتاہے کہ فارسی زبان کے قصیدوں میں اگرہم چند نمایاں اور نمائیدہ قصاید کا انتخاب کریں تواس میں خا قاتی ہے قصاید ضرور شامل ہوں گے۔

لمحبوب کشف المحبوب

کشف المحجوب سعید ابوالحن علی ہجویری کی ایک گرال قدر تصنیف ہے جو پانچویں صدی ہجری کے وسط میں تالیف ہوئی۔ فارسی زبان میں یہ تصوّف کی بہلی کتاب ہے جو ہندوستان میں لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کے بارے میں حضرت نظام الدین اولیاء نے فرمایا تھا جس کا کوئی مرشد نہیں ہواس کو کشف المحجوب کے مطابعے سے مل جائے گا۔

اس کتاب کی تصنیف کا سبب ابوسعید ہجویری آگا ایک استفصار ہے جو تصوّف کے رموز واسر ارکوشنخ ہجویری سے سمجھنا چاہتے تھے۔اس کے جواب میں شیخ ہجویری نے تصوّف کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ جس سے یہ کتاب ایک قابل قدر کتابوں میں شارکی جانے لگی۔اس کے علاوہ اس میں مشائخ صوفیاء کے حالات اور عقاید پر بھی روشنی ڈالی گئے ہے۔

کشف المحجوب کا پہلا باب علم کی بحث سے شروع ہوتا ہے۔اس میں پانچ فصلیں ہیں۔ شروع میں کلام مجید اور احادیث نبوی کی روشنی میں علم کی اہمیت دکھا کریہ بتایا گیا ہے کہ علم ہی کے زریعے ایک سالک مراتب اور در جات کے حصول کے قابل ہوتا ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہوتا ہے جب وہ اپنے علم پر بھی عمل کرتا ہے۔ پھر علم کی دوقشمیں بتائی ہیں۔ علم خداوند تعالیاور علم خلق۔ دوسرا باب فقر سے شروع ہوتا ہے اس میں تین فصلیں ہیں۔ پہلی فصل میں قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں یہ کہا گیاہے کہ فقر کا مرتبہ خدا کے نزدیک بہت بڑااور افضل ہے۔ دوسری فصل میں صوفیانہ نقطۂ نظر سے فقر وغنا پر بحث کی ہے اور تیسری فصل میں فقرااور فقیر سے متعلق مشائخ اعظام کے جواقوال ہیں ان کی تشریح اور تفصیل ہے۔ تیسرے باب میں لفظ صوفی کی اصلیت، صوفیوں کے خیالات اور تصوّف کی تشر یکے کی گئی ہے اور بیہ بتایا گیا ھیکہ تصوّف محض علوم و ر سوم کانام نہیں بلکہ ایک اخلاص اور اخلاق کانام ہے۔ چوتھے اوریانچویں باب میں صوفیوں کے لباس پر بحث کی گئی ہے۔ چھٹا باب۔۔۔۔پر ہے۔ ہجویری نے خلق کی ملامت کو خدا کے دوستوں کی غذا کہاہے۔ ساتویں باب سے لے کر تیر ھویں باب تک صوفیانه نقط نظر سے صحابۂ کرام،اہل بیت،اہل صفحہ، تابعین، تبہ تابعین،ائمہ اور صوفیائے متاخرین کاذکر کیا گیاہے۔ چود ھوال باب نہایت اہم ہے۔اس میں صوفیوں کے مختلف فر قول کے عقاید پر ناقدانہ اور محققانہ مباحث ہیں آئندہ ابواب میں تصوّف کے مسائل پر ممالث ہیں اور راہ سلوک میں بارہ حجاب ہیں۔ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ تشریح وتو ضیح ہے۔ مثلاً معرفت، توحید، ایمان،طہارت،ز کواۃ،روزہاور حج وغیر ہ۔

پھر مشاہدہ پر بحث کی ہے۔ مشاہدہ یقین کی صحت اور خدا کی محبت کا غلبہ ہے۔اس کے بعد مختلف ابواب میں شیخ ہجویری نے سالک کے طریق وآ داب پر ر وشنی ڈالی ہےاور آخر میں ساع کاذ کر کیا ہے۔ ہجو پر ی کے نزدیک ساع جائز ہے۔ گر اس کے لئے انھوں نے کچھ شریعت مقرر کی ہیں۔ مثلاً محفل ساع میں پیرومر شد موجود ہو۔ عوام شریک نہ ہو، قوال فاسق نہ ہو۔ ساع کے وقت دل د نیاوی علائق سے خالی ہو۔ طبعت لہوولعب کی طرف مائل نہ ہو۔ اگر وحد کی کیفیت طاری ہو جائے تو اس کو تگلف کے ساتھ نہ روکے اور یہ کیفیت جاری رہے۔ قوال کے گانے کی اچھائی یا برائی کا اظہار نہ کرے۔ ہجویری نے ساع کے وقت رقص کو کسی حال میں پیند نہیں کیا ہے۔ بلکہ اس کو حرام اور ناجائز قرار دیا

کیمیای سعادت

کیمیای سعادت تصوّف اور اخلاق کے موضوع پر لکھی گئی مرکتہ الآرا تصنیف ہے اور زندہ و جاید کتابوں میں سے ایک ہے۔اس کے مصنف حجتہ الاسلام امام ابوالحامد غزاتی ہیں۔ جن کا شار سلحو قی دور کے بلندیایہ علماء میں ہوتا ہے۔ امام غزالی • ۵ ہم ہجری میں بمقام طوس کے ایک شہر طاہران میں پیدا ہوئے۔ان کے والد سوت کا کار و بار کرتے تھے۔اسی مناسبت سے ان کا خاندان غزالی کہلاتا تھا۔ بعض مور خین لکھتے ہیں کہ غزالہ طوس کے ایک گاؤں کا نام ہے۔امام صاحب وہاں رہتے تھے۔اسی وجہ سے غزالی کہلائے۔لیکن تحقیق سے پیۃ چلتاہے کہ طوس میں غزالہ نام کی کوئی جگہ نہیں ہے۔اس لئے پہلی روایت معتبر معلوم ہوتی ہے۔ امام غزالی آیام طفلی میں ہی شفقت پدری سے محروم ہو گئے۔وہاوران کے حچوٹے بھائی احمد غزالی نے انتہائی محنت ومشقت کے ساتھ تعلیم حاصل کی۔امام غزالی نے فقہ کی ابتدائی کتابیں احمد بن محمد راز کانی سے پڑھیں۔ پھر زوجان کا قصد کیااور امام ابو نصر اساعیلی کی شاگردی میں تحصیل شروع کی۔اس زمانے میں نیشا پور اور بغداد علوم وفنون کے دواہم مراکز تھے۔ نیشاپور میں امام الحر مین در س دیتے تھے۔ چناجیہ امام صاحب ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے مدر سے

میں داخل ہوئے۔ مشائخ صوفیا سے بھی اکتساب فیض کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد امام غزالی وعظ، درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہو گئے اور نظامیہ نیشا پور کے مسند درس کے لئے انتخاب کیا۔ اپنے علم وفضل سے انھوں نے سلجو قی بادشاہ ملک شاہ کو بھی اپناہمسر بنالیا۔

۸۴ جرى ميں نظام الملك طوسي كى دعوت پرامام غزالي نظاميه بغداد ميں در س دینے کے لئے بغداد گئے اور جار سال تک وہاں مقیم رہے۔ان کاعلمی یابیہ بیہ تھا کہ ان کے درس میں طلبا کے علاوہ مدر سین،امراءاور روساء بھی حاضر ہوتے تھے۔ درس کے علاوہ وعظ بھی فرماتے تھے جس میں علمی مطالب بیان کئے جاتے تھے۔ مدرسہ نظامیہ میں اینے بھائی کو اپنا جانشین بنا کر حج کو روانہ ہوئے۔ یہی وہ زمانہ تھاجبان کے اندر زبر دست روحانی انقلاب آیااور انھوں نے عالم ظاہر سے عالم باطن کی طرف رجوع کیااور د نیاسے کنارہ کشی اختیار کر لی۔الغرض وہ بغداد سے نکل کر شام پہنچے اور دمشق میں مجاہدہ وریاضت میں مشغول ہو گئے اور جامیہ بنی امیہ میں درس بھی دینے لگے۔اس کے بعد مصر کا بھی سفر کیا۔ پھر اپنے وطن طوس واپس آگئے۔ جہال انھول نے عزلت وخلوت پر بیثار کتابیں لکھیں اور قرآن وحدیث، فقہ و حکمت اور فلسفہ واخلاق۔ روحانی تبدیلی کے بعد ان کی نظر میں امراء ووزراءاور دربار کی شان وشوکت کی کوئی و قعت نہیں رہی اور انہیں

پوری ہمت اور جرات کے ساتھ حرف ملامت بنایا اور اپنی تصنیف میں علااور مشاکخ کی ریاکاریوں کی کلئی کھولی جس سے ان کے حاسد وں اور دشمنوں کا گروہ بڑھتا گیا بالآخر معاملہ سلطان سنجر تک پہنچا۔ لیکن جب دونوں روبرو ہوئے اور آپس میں گفت وشنید ہوئی تو سلطان کی تمام شکایتیں دور ہو گئیں اور نہایت عزت واحترام سے پیش آیا۔

امام صاحب کی زندگی کے آخری دن مشائخ صوفیاء وعلماء کی مجلس میں وعظ وتدریس اور مجاہدہ وریاضت میں بسر ہوئے اور تصنیف و تالیف کامشغلہ بھی جاری رہا۔ ان کی اہم تصانیف میں احیاالعلوم، مقاصد الفلاسفه، تحفتہ الفلاسفه، معیار العلم، وسیط بسیط، کیمیای سعادت، اکثیر الهدایت اور نصحیت الملوک وغیرہ خاص طورسے قابل ذکر ہیں۔

چہار مقالہ

چہار مقالہ غوری عہد کی مشہور ترین کتاب ہے اس کا مؤلف سلجو تی عہد کا مشہور عالم عالم عالم عالم عالم عالم عالم ، انشاء پر داز اور نثر نویس نظامی عروضی سمر قندی ہے جس کا شار فارسی کے بہترین انشاء پر دازوں اور نثر نگاروں میں کیاجاتا ہے۔

مؤلف کا خیال ہے کہ ایک بادشاہ کو اپنی داخلی اور خارجی زندگی کیلئے مشیروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان مشیروں میں دبیر، شاعر، طبیب اور منحم خاص طور سے اہمیت رکھتے ہیں۔ نظامی عروضی آن چار قسم کے مشیروں کے اوصاف پر بحث کر تاہے اور علم طبعیت کاذکر ہے۔ اس کے بعد چار مقالہ درج کئے ہیں جن کامخضر حال ذیل میں کیا جاتا ہے۔

مقالہ اوّل: ۔ اس مقالہ کا موضوع دبیری ہے اس کی تمہید میں کامیاب دبیر کے اوصاف بتائے ہیں اور حکومت کے کار وبار میں اس کی اہمیت واضح کی ہے۔ اس کے بعد مشہور دبیر وں کے متعلق دس حکایتیں ہیں جن سے دبیری کے کمال فن پرروشنی پڑتی ہے۔

مقالہ دوم:۔ بیہ مقالہ علم شعر اور صلاحیت شعر پر ہے۔ آغاز میں شعر وشاعری اور صلاحیت شعر پر مخضر سی بحث کرتے ہوئے لکھاہے کہ جس

طرح ہر علم میں شعروشاعری ہے کام لیا جاسکتا ہے۔اسی طرح ہر علم شعر کے دامن میں ساسکتاہے۔اس بحث کے بعد شاعر اور فن شعر سے متعلق دس حکایات بیان کی ہیں۔ تاریخی اور تنقیدی لحاظ سے بیہ مقالہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔اس میں متعدد قدیمی اور سلجو قی حکمر انول کے ہم عصر تھے۔ان کے در باروں سے وابسطہ تھے۔ان میں رود کی، عضری، فرخی،اور فردوسی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ اس مقالہ کی پہلی حکایت بہت فکر انگیز ہے۔اس میں نظامی نے احمد بن عبداللہ الخستانی کا حال لکھاہے جو شروع شروع میں گدھوں کا کار وبار کرتا تھا آخر وہ اپنی عقلمندی اور مر دانگی سے اس قابل ہوا کہ خراسان کی حکومت اپنے ہاتھوں میں کیلی۔ لو گوں نے اس کامیابی کے اسباب معلوم کرنے جاہئے تواس نے جواب دیا میری ترقی کاسب حنظلہ بادغیسی کے دوشعر ہیں۔

مهتری گر بکام شیر در است یا بزرگی وعزّ ونعمت وجاه شو خطر کن زکام شیر بجوی یا چو مردانت مرگ رو یاری

مقالہ سوم: ۔ یامقالہ علم ہیت سے متعلق ہے۔اس میں علم نجوم کی مختضر

سی بحث کے بعد دس حکایات درج کی گئی ہیں جن سے علماء نجوم کے علم و فضل پر روشنی پڑتی ہے۔ ان میں ابور بحان البیرونی، حکیم موصلی اور عمر خیام کے حالات تاریخی اور علمی اعتبار سے نہایت اہم ہیں۔ عمر خیام کے متعلق جو معلومات ہمیں فراہم ہوئی ہیں ان کا ماخذ نظامی عروضی کی مقالہ سوم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مصنف خود خیام کاہم عصر تھا۔

مقالہ چہارم:۔چوتھامقالہ علم طب پر ہے اس کی تمہید علم طب کی ماہئیت پر مشتمل ہے۔ تمہید کے بعد دس حکایات بیان کی گئی ہیں جن میں مشہور طبیبوں کے طریق علاج کاذکر کیا گیا ہے۔اس سلسلے میں ابو علی سینااور محمد زکر یارازی کے حالات خاص طور سے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔

چہار مقالہ اگر چہ ایک مخضر سامقالہ ہے لیکن ادبی اور تاریخی اعتبار سے
ادبیات ایران کا قدیم ترین ماخذہ ۔ سب سے پہلا شخص نورالدین عوفی ہے جس
نے اپنے تذکرے لباب الالباب کی تالیف میں چار مقالہ سے استفادہ کیا ہے۔
عوفی کے بعد حمداللہ مستوفی نے تاریخ گذیدہ کی تالیف میں اس سے مدد لی ہے۔
ایران کے موجودہ تذکرہ نویس رضازادہ شفق اور زئیج اللہ صفاو غیرہ نے بھی ہر جگہ
چار مقالہ کے حوالے دیے ہیں۔ علامہ شبلی نعمانی نے شعر البحم میں چار مقالہ کے
بیانات کوسند کے طور پر پیش کیا ہے۔

چہار مقالہ اس لئے بھی تاریخ ادبیات کا بہترین ماخذ سمجھا جاتا ہے کہ یہ سلجو تی دور کی تالیف ہے جو نظم دفتر کا اہم ترین دور ہے۔اس دور کے بعض شعراء کے ساتھ مصنف کے دوستانہ روابط تھے۔ بعض کی شاگردی کا اس سے شرف حاصل تھا۔

چہار مقالہ کی تاریخی اہمیت کے علاوہ اس کی قدر ومنزلت میں اس کی ادبیت کو بڑاد خل ہے۔اس کی عبارت بہت صاف اور دلکش ہے۔ نظامی سختصر الفاظ میں کثیر معنی سمونے کا بڑاا جھاسلیقہ ر کھتا ہے۔اس لحاظ سے وہ فارسی نثر نگاروں میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ اس کی عبارت میں بیساخنگی، روانی اور فقروں میں ایسی پیوستگی ہے کہ جس کی نظیر کہیں اور نہیں ملتی۔ان ہی چیز وں نے چہار مقالہ کوایک لازوال حسن بخشا۔ ایران کے ایک بلندیایہ محقق عبدال وہاب قزوینی نے اس کتاب کاایک عمدہ ایڈیشن شائع کیاہے جس میں انھوں نے بیہ بھی لکھاہے کہ بیہ کتاب انداز نگارش کے لحاظ سے تاریخ بیہقی، تذکر ۃ الاولیاءاور گلستان سعدی کی ہم یلہ ہے۔ ظاہر ہے کہ الیمی کتاب کامصنّف تاریخ ادبیات ایران میں کتنااونجا مقام ر کھتاہے۔

اعداد (گنتی) چار پاخچ 11 يازده دوازده 11 چهارده چوره 10

10	پانزده/پنجبره	بندره
17	شانزده	سوله
14	بفده	ستره
11	ېشده/ټيجده	المحاره
19	نوزده	نيس
۲.	ببيت	(بیس)
۲۱	ببيت ويك	(اکیس)
22	ببيت ود و	(بائيس)
۲۳	ببيت وسه	(تنیئس)
۲۴	ببيت و چهار	(چوبیس)
۲۵	ببيت و پنج	(پیجیس)
77	ببيت وشش	(چبیس)
۲۷	ببيت وهمفت	(ستائس)
۲۸	ببيت وهشت	(اٹھائس)
49	ببيت ونهبه	(انيتس)
۳.	سی	(تیس)

۳۱	سی و یک	(اکتیس)
٣٢	سی ور و	(بتیس)
٣٣	سی وسیه	(تينتيں)
٣٣	سی و چہار	(چونیتس)
٣۵	سى و پنج	(پنتیس)
٣٦	سی و شش	(چیتیں)
سے	سی و ہفت	(سنتيس)
٣٨	سی و ہشت	(اڑ تیس)
٣٩	سی و نهبه	(انتالیس)
۴ •	چهل	(چالیس)
۲۱	چهل و یک	(اکتالیس)
۴۲	چهل و د و	(بياليس)
٣٣	چہل وسہ	(تينتاليس)
٨٨	چهل و چهار	(چوالیس)
۴۵	چهل و پنج	(پنتالیس)
۲٦	چهل و شش	(حچياليس)

47	چېل و ہفت	(سنتاليس)
۴۸	چهل و مهشت	(اڑتالیس)
4	چهل و نهه	(انحاس)
۵٠	وبنجاه	(پچاس)
۵۱	پنجاه و یک	(اكاون)
۵۲	پنجاهورو	(باون)
۵۳	پنجاه وسه	(تريين)
۵۳	پنجاه و چهار	(چوون)
۵۵	ينجاه و پنج	(بچین)
۲۵	پنجاه و شش	(چھین)
۵۷	پنجاه و ہفت	(ستاون)
۵۸	ينجاه وبهشت	(اٹھاون)
۵٩	پنجاه و نهبه	(انسٹھ)
4+	شصت	(ساٹھ)
71	شصت ویک	(ا کسٹھ)
44	شصت ور و	(باستھ)

411	شصت وسبه	(تريسطه)
46	شصت و چهار	(چونسطه)
۵۲	شصت و پنج	(پنسٹھ)
۲۲	شصت وحشش	(جيمياسھ)
44	شصت وہفت	(سرط سطھ)
۸۲	شصت وبهشت	(اڑسٹھ)
49	شصت ونهبه	(انهتر)
۷.	ہفتاد	(ستر)
۷۱	ہفتاد و یک	(اكہتر)
<u> ۲</u> ۲	ہفتاد ور و	(بهتر)
۷۳	ہفتاد وسہ	(تيتتر)
۷۴	ہفتاد و چہار	(چوہتر)
۷۵	ہفتاد و پنج	(بمجهر)
4	هفتاد وحشش	(حيمياتر)
44	ہفتار وہفت	(ستتهر)
∠ ∧	<i>ہفتاد و ہشت</i>	(اٹھنتر)

49	ہفتاد و نہہ	(اناسی)
۸٠	هشاد	(اسمى)
۸۱	<i>ه</i> شاد و یک	(اکیاسی)
٨٢	هشادودو	(بیاسی)
۸۳	<i>ې</i> شاد وسه	(تراسی)
۴۸	هشادو چهار	(چوراسی)
۸۵	ہشاد و پنج	(بيچاسى)
M	هشادوشش	(حیصیاسی)
۸۷	هشادوهمفت	(ستاسی)
۸۸	هشادوهشت	(اٹھاسی)
19	هشاد ونهبه	(نواسی)
9+	نور	(نوپے)
91	نور و یک	(اکیانوے)
95	نورورو	(بانوے)
92	نودوسه	(ترانوپ)
90	نودوچهار	(چورانوپ)

(بچانوے)	نودوپنج	90
(جھیانوے)	نود و شش	94
(ستانوپ)	نودوهفت	9∠
(اٹھانوے)	نود و پهشت	91
(ننوبے)	نودونهه	99
(سو)	صد	1 • •
(ایک سوایک)	صدويک	1+1
(ایک سود و)	صدودو	1+1
(ایک سوتین)	صدوسه	1+1

واژه نامه فارسی۔اردو

فارسی اردو فارسی اردو

الفاظ	واژگان	الفاظ	واژگان
ايشيا	آسیا	ايرانی سال کاآ ٹھواں مہبینہ	آبان
دليه، سوپ	آش	آ پار ٹمنٹ	آپارتمان
باروچی خانه	آشپزخانه	آگ	آتش
رڌي	آشغال	آخري	آخر
واقف	آشنا	آدى	آدم
سورج	آفتاب	ايرانی سال کا نواں مہينہ	آذر
د هوپ	آفتابی	سكون، خاموشي	آرام
افريقه	آفريقا	مقبره	آرامگاه
نائی کی د کان	آرایشگاه	جر منی	آلمان
ہاں	آری	تيار	آماده
برج	آزمایش	ايمبولينس	آمبولانس
تجربه گاه	آزمایشگاه	ہدایت گر	آموزنده
لوبإ	آہن	ساده، معمولی	آسان

آهنگ	د هن،آ واز، تان	اروپا	يور پ
آهنگساز	و حسن بنانے والا	ازین رو	اس وجہ سے
آینده	آ گے، مشقبل میں	ازدواج	شادى
آینه	آئينه، شيشه	اسباب بازی	کھلو نا
اسپانیا	اسپين، ہسپانيه	ابر	بادل
استخوان	ؠؙڋؽ	ابری	ابرآلود
استراحت	آرام	اتاق پزیرائی	ڈرا ئنگ روم
اتاق خواب	خواب گاه	اسفناج	پالک
اتاق کار	كارگاه، مطالع كاكمره	اسفند	بار هوال مهيينه
اتوبُوس	بس،ٹرک	اجاره	كرابي
إجازه	أجازت	اِشتباه	غلطی ، سہو
احترام	۶:ت	اشتها	بھوک
اشک	آنسو	ادرار	يبيثاب

زم،احرّام	ادب	پير و کار ، صحابي	اصحاب
فرمانبر داري	اطاعت	مصنّف،صاحب قلم	ادیب
بھر وسہ	اعتماد	تكليف	اذیت
ايرانی سال کا دوسر امهیینه	ارد <i>ی</i> بهشت	مرضی، عزم	اراده
معيث	اقتصاد	غمگیں پیژمر دہ	افسرده
يقينا	البته	اس وقت،اب	الان
Ø t	امتحان	مگر ، کیکن	امّا
پرامید	اميدوار	ممکن ہو نا	امكان
پېلا	اوّل	انگلی	انگشت
باشنده	اهل	سب سے پہلا	اولاً
قربانی	ايثار	باذوق، سليقه مند	باسليقه
الشيشن	ایستگاه	مقابل ہو نا	ایستادگی
ىيەسب،اتناسب	این ہمه	اتناءاس قدر	این قدر

الیی صورت میں	بااین حال	ا يمان دار	باايمان
تربيت يافته	باتربيت	اس کے باوجود	با این که
بوجي	بار	بيگين	بادنجان
پتلا	باریک	برساتی کوٹ	بارانی
پھر بھی	بازهم	چېر، د و باره	باز
سلیقه مند، باذوق	باسليقه	کھیل	بازی
آخر کار	بالاخره	اوپر	بالا
بینک	بانک	مزے دار	بامزة
چا پیئے	باید	يقين	باور
سوائے،اس کے سوا	بجز	شير ببر	بَير
اس وجہ سے	بنابراين	جسم	بدن
جوتے کا فیتہ	بندكفش	بغير	بدون
پیٹر ول	بنزين	جينيجا، جينيجي	برادرزادہ

بنفشه كالجھول	بنفشه	اس لئے کہ	برای این که
خوشبو	بو	برفيلا	برفي
درجه بدرجه	به تدریج	بجلي	برق
کسی کی خاطر ، لئے	به خاطر	كاثا هوا	بريدم
آئس کریم	بستنى	كافى	بس
بهت	بسيار	اس بناپر	به دلیل
بہت سے لو گوں میں سے	بسیاری از	مفت	به رایگان
بعد میں	بعدها	جلدی	بزودى
^{بع} ض لوگ	بعضى	جلدی ہے	به سرعت
جانب	به طرف	شکل می ں	به صورت
اس طرح کہ	به طوری که	باقى	بقیّه
وجهسے	به علّت	واقف	بلد
اونچا	بلند	ليكن	بلکه

گیار هوال مهیینه	بهمن	شكرك	بِلیت
تبھی تبھی،شاز و نادر	به ندرت	بمبارى	بمباران
جواب	پاسخ	کسی صورت میں نہیں	به ہیچ وجه
صاف	پاک	زریعے سے	به وسیله
لفافه	پاکت	غریب،لاچار،بےچارہ	بی چارہ
بے صبر	بی حوصله	بدحال کمزور	بی حال
جا گاهوا	بيدار	صاف ستقرا	پاکیزہ
لاپروا،بے فکر	بی دقّت	آخر، خاتمه	پایان
ظالم	بی رحم	Ž	پایین
بام	بيرون	پکا ہوا	پخته
مر دانه نام	بيژن	شر	پدرِزن
بے صبر	بی طاقت	كجر اهوا	پر
معصوم	بی گناہ	خالی، بے روز گار	بیکار

	بے مطلب، مہمل	بيمه	انشورنس
	دو کے در میان	بی هوش	بی ہوش
	<i>ب</i> ھراہوا	پر <i>س</i> تار	نرس،دایه
	ا باليل	پر <i>س</i> ش	سوال
	مخنتى	پروانه	تتلی
	ڈاکٹر، ف زیشن	پَس	اس کے بعد
	پوسٹ، ڈاکخانہ، ڈاک	پستچی	ڈاکیہ
	چين د څينه	پُشت سر	بعد میں،لگاتار
	ڗؾٙ	پشم	أون
	نججير	پشّه	p\$.
	أبليے ہوئے حپاول	پلّه	سیر هی
بن	پیر ول پیپ	پَنبه	روئی
4	جمعرات	پوشیدہ	ڈھ کا ہوا

جانب، طرف	پَهلو	مالدار، دولت مند	پُولدار
چوڑا	پهن	کسی جانب سے	پَهلوی
بيغام	پیام	پیدل چلنے کاراستہ	پیادہ رو
بوڑھامر د	پیرمرد	بوڑ ھی عورت	پیرزن
اس سے پہلے	پیش از	سامنے	پیش
ریشم کا کیڑا	پیله	ویٹر ، ہوٹل کاملازم	پیشخدمت
اب تک	تابه حال	تاكه	تا
تارىخ پيدائش	تاريخ ِ تَوَلُّد	اس وقت تک	تاحالا
نيا، تازه	تازه	سیاه، اندهیرا	تاریک
بخار	تب	اب تک	تاكنون
بستر، يلنگ	تخت	بېاژى، ئىلە	تَپة
لال مولی	تُربُچه	بلیک بور ڈ	تخته سیاه
ڈر پو ک	تر <i>س</i> و	خوف. ڈر	تَرس

تُر <i>ک</i>	ترک نسل کا	تُرمُز	بريك
تُرمُزپائ	پیڈل بریک	تُرمُزدَستى	ہینڈ بریک
تُره	سويا، پالک	تَشَكُّر	شكريي
تِشنگِی	پیاس	تَصادُف	تصادم، ځکراؤ
تير	چو تھا مہینہ	تيغ	بلير
تِعدادی	تعداد میں، کچھ کچھ	تعطيل	چچھٹی
تعميرگاه	ور کشاپ	تفسير	شرح
تَقاضِا	درخواست	تلاش	جدوجهد، كوشش
تِلِويزيون	^{ئى} يلىو.ىژن	تَماشا	ديكهنا، لطف لينا
تَمبر.تَمر	مُلَثِ، ڈاک کا ٹکٹ	تَن	جسم
تَنبَل	كابل. ست	تَنبيه	سزا
تُندخو	عضيلا. بدمزاج	ثابِت	يِّ
ثانياً	ووّم	جادّه	شامراه، بڑی سڑک

جارو	حجمالهٔ و	جالِب	دلچيپ
جامِعه	ساج، معاشره	جانوَر	جانور
جِڏي	واقعی، پچ	جُز	سوائے، سوا
جَعبه	صندوق، پیڻي	جَعفَري	مرادهنيه
جُغرافي	جغرافيه	جِلد	جلد
جِلُو	سامنے،آگے	جِلُوِ	مقابل،روبرو
جُمعه	, چوچر ا	جُملة شرطى	جمله شرطیه
جَنگل	جنگلی	جَنوب	جنوب
جَواهِر	زبورات، جواہرات	جور	قشم، نوع
چَتر	چھتری		ليمپ
چِلُو کباب	حپاول کباب		سوٹ کیس
چوب	لکڑی	چون	كيونكه، جبكه
چهارراه	چوراہہ	چہارشنبه	بدھ

حتمأ	يقيناً. بالضرور	حِرص	لافح
حَرف	بات، حرف	حَركَت	مرکت
حَشْرَه	كيڙا، پينگا	حُقوق	تنخواه
حُوصَله	ہمت، صبر	حياط	آنگن، صحن،احاطه
حِيف	افسوس	خارِج	بام
خاطِر	دل، یاداشت	خال	تِل، نشان
خانِواده	خاندان	خانه دار	گھريلو
خَبَر	خبریں	خَبَرنگار	نامه نگار
خُداخافظی	ر خصتی	خِدمَت	<i>تربیت</i>
خِدمتِ سَریازی	فوجی تربیت	خَرج	& ż
خسِتگی	شھکن، تھکان	خُشک	سو کھا ہوا
خستگی ناپزیر	انتقك، نه تھكنے والا	خشِن	کھر درا، سخت
خَصِمانه	د شمنانه	خَط	47

خَطر	خطره	خَلوَت	تنهائى
خَنده	ہنی	خواب	نيند
خواست	<i>چاہت،چ</i> اہ	خواندَني	پڑھنے کے قابل
خَواهرزاده		خواهِش	درخواست، چپاه
خُودخواه	مطلی،خود پیند	خُورشيد	سورج
خُوشبَخت	خوش قسمت	خُوشحالي	مسّرت،خوشی
خُوشرویی	خنده پیشانی	خُوشمَزّه	مزے دار
خونسَرد	خاموش، لا تعلق	خَيّاط	درزی
خيانَت	بايمانى	خِير	نہیں
داخِل	اندر	داروخانه	د واخانه
داستان	کہانی	داستانِ کوتاه	مخضر کہانی/افسانہ
داماد	جمائی، داماد	دانِشمَند	دا نشور،اسکالر
دانمارک	ڈ نمار <i>ک</i>	دانه	اناج

بارے میں	دَرياره	آمدنی	دَرآمَد
ڈ گری	دَرجَه	مقابل،سامنے	دَربَرابَر
بام رجانے کا راستہ	دَرِخُروجي	واقعی، دراصل	دَرحَقيققَت
عرصے میں،مدت	دَرطولِ	فی صد	دَرصَد
حجمو ٹا	دُروغگو	دا خلے کا دروازہ	دَرِورُودى
<i>چو</i> ر	دُزد	سمندر	دَريا
طہارت گاہ	دَستشویی	پُرانا،استعال شده	دَستِ دُوُّم
گچچا	دَسته	حكم	دَستور
توجبه	دِقَّت	بچاؤ	دِفاع
معده	دِل	باریک، ٹھیک	دَقيق
پیٹ کا در د	دِل دَرد	پېند بيره	دِلخواه
ټمدر د ، مخب	دِلسوز	لا تعلق	دِلسرد
وجه، سبب	دَليل	پُر جو ش	دِلگِرم

در واز <i>ے پر</i>	دَمِ دَر	ناک	دَماغ
سا ئىكىل	دُوچَرخه	دانت	دَندان
منافق، دوغله	دُورو	کیمر ہ	دوربين
ڲۣٳڲ۪	دوغ	كندها	دوش
دوسرا	دُوُّم	حكومت	دُولَت
ايرانی مهينے کا نام	دِی	من	دَهان
د وسر ا،اگلا	دیگر	ملاقات	دیدار
پاگل	ديوانه	دوسر بے لوگ	ديگَران
چ. •	راستگو	بارے میں	راجع به
قطار	رَديف	ڈرائيونگ	رانَندِگی
سلوک، طور طریقه	رَفتار	شاخ	رِشته
دن بدن	روزبروز	سامنے ،منہ ورمنہ	روبِرو
روس	روسیه	اخبار/روز نامه	روزنامه

رُوشَن	چمکیلا/واضح	رئيس	مدير/افسراعلي
زانو	كهثنا	زَحمَت	تكليف
زِلزِله	زلزله	زیرَک	<i>چ</i> الاک
ژاپُون	جاپان	ساحِل	كناره
ساختِمان	عمارت،بلڈنگ	ساكِت	خاموش
سالِم	صحت مند، تندرست	سَرياز	سپاہی
سَرگُزَشت	کہانی،آپ بیتی	شُجاع	بهادر
شَرح	بيان	شَرق	مشرق
شُروع	آغاز،ابتداء	شِعر	نظم
شُعور	فنهم	شُغل	کام، پیشه
شِکَست	ناکامی،بار	شِکَسته	ٹو ٹا ہو ا
شِگم	معده، پېيپ	شُلوغ	بھیٹر بھاڑ
شُماره	نمبر	شوخ	شرارتی

حيم سطرى	شیمی	خوش لباس	شیک
گفتگو	صُحبَت	بجل کی کڑ ک	صاعِقه
سنجيده/مخلص	صَمیمی	آ واز	صِدا
نقصان، گھاڻا	خَرَر	کار کی ڈگی	صَندوقِ عَقَب
جانب	طَرَف	کمزور	ضَعيف
لمبائى	طول	سونا	ظلا
هو شيار ، عقلمند	عاقِل	آخر کار	عاقِبَت
نمبر	عَدَد	جلدی	عَجلَه
ۇلېن	عَروس	چوڑائی	عَرض
گھېرا يا ہوا	عَصِبي	عضّه	عَصبَانيَت
چھينک	عَطسه	خوشبو	عَطر
رائے، خیال	عَقيدَه	چ	عَقَب
تعلق، دلچیپی	عَلاقه	فوٹو گرافی	عَگَاسی

عِلاوہ بَر	اس کے علاوہ	عِلَّت	وجه، سبب
عُمر	زندگی	عَميق	گهرا
عُنوان	سرخی	عِيد	تهوار
عِينَک	عینک، چشمه	غالِباً	اكثر وبيشتر
غَرب	مغرب	غَلَط	غلط
فاسِد	خراب	فاميل	ر شته دار
فِداکار	قربانی دینے والا	فَراوان	بهت زیاده
فَروَردين	پېلا مهبينه	فَرياد	ؿۣٚ
فِشارِخون	خون كادباؤ	فِشار	د باؤ
فَصِل	باب، موسم	فَعّال	بُھرتيلا، تيز
فِعلاً	فی الحال	فَقر	غريبي،افلاس
فَقير	غریب، نادار	فِکر	خيال
فِلِز	وحات	فِلفِل	مر چ

فَندَک	لائشر	فيلسوف	فلسفى
فيلم	فلم	قابلمه	فرائی پین
قالى	قالين	قَرض	اد <i>هار</i>
قَرن	صدی	قِسمَت	حصم
قَصِد	اراده، نیت	قَفَسه	المارى
قُفل	IJ ₩	قَلب	ر ل
قورياغه	مینڈک	قوطی	<i>ڈ</i> بیا
قُول	وعده	قوى	مظبوط
کار	کام	كارخانه	فیکٹری
کارگاہ	ور کشاپ	كارگر	کار گیر
كارمَند	ملازم	كامِل	پورا
كامِلاً	پورے طور پر	گبابِ برگ	پیندے کا کباب
گبابِ كوبيده	كوفتة كباب	كِبريت	ماچس

گبود	گهرانیلا	كِتابخانه	لائبريري
كَدو	گھیا،سبز ی	کَشتی	جهاز، کِشتی
كَلَم	بند گوبی	گلِمه	لفظ
گم گم	آہتہ آہتہ	كُنجكاؤ	كريد كرنے والا
كودكان	<u>"</u>	کوہ	پېاڑ
کیف	بیگ، ہینڈ بیگ	كيلوميتر	كلوميثر
گاز	گیس	گُزَشته	بيتاهوا
گِرامی	قابل عزّت	گُرُسِنگی	بھوک
گَرما	گری	گِريه	رونا
گلو	گلہ	گُم	ڪھو يا ہوا
گوناگون	طر ح طر ح کا	گاہ گاہ	للجنجي تبهجي
گیج	الجهابوا	لازِم	ضر وري
لَج	ضد	لَجوج	<i>ضد</i> "ی

لَحظه	محما	ليتر	ليطر
مات	حيران، مبهوت	ماليات	شیکس
مامان	ماں ،امی ، ممتی	مانَندِ	مثل
ماهِر	مامير	مَبلَغ	مبلغ
مُتجاوِز	تجاوز کرنے والا	ميتَر	ميطر
مِترِمُرَبَّع	مر بع میٹر	مِترِمُكَعب	مکعب میٹر
مُتِوَلَّد	پيداهوا	مِثلِ	جبيبا
مَثَلاً	مثال کے طور پر	مِثلِ اینکه	گو يا كە
مَجبور	مجبور	مَجَلّه	رساله، جریده
مُجَهَّز	تيار، متھيار بند	مَجهول	شس ت
مُحتاج	ضرورت مند	مُحتَرَم	قابلِ احترام
مُخالِفَت	مخالفت	مَخصوصاً	خاص طورپر
مُدير	ہیٹرماسٹر	مُرَفَّه	خو شحال

مُركَّب	مركب	مُزاحِم	بریشان کن
مُزمِن	پرانامرض	مَزَّه	ذا نَقه مزه
مِس	تانبا	مُسافِر	مسافر
مُسافِرت	سفر	مَسجِد	مسجد
مُسَكّن	سكون ديينے والا	مُشت	مثفي
مُشتَرى	گاہک،خریدار	مُصاحِبه	گفتگو،انٹر ویو
مُضِر	نقصان ده	مُطالِعه	مطالعه
مَطَب	آپریش تھیڑ	مُطمَئِن	اطمينان
مُعالِجه	علاج	مُعاوِن	مددگار
مُفید	سودمند، کارمند	مَقاله	مضمون
مَگَر	سوائے، کیا	مَگَس	مگر <u>شی</u>
مِلَّت	قوم	مُنتَظِر	ا نتظار کرنے والا
مُنشى	سکریٹری	مُواظِب	د صيان ر ڪھنے والا

ادب كرنے والا	مُوَّدَّب	اتفاق رائے	مُوافِقَت
چيونځ	مورچه	د کھ دینے والا	موذى
كامياب	مُوَّفَق	چوہا	موش
انم	مُهِم	ايرانی مهينے کا نام	مِهر
مايوس	نااُمید	و عوت	مِهمانی
لاچار،آخر کار	ناچار	نامكمل	ناتّمام
پریشان	ناراحَت	غلط	نادُرُست
احانک	ناگَهان	ناخو شگوار	ناگُوار
بڑھی کا کام	نَجّارى	بڑھئ	نَجّار
وزيراعظم	نَخُست وَزير	پہلے ، پہلا	نَخُست
رشته	نِسبَت	نز دیک، قریب	نَزدِ
پو دينه	نَعناع	عكامت	نِشانه
فرو	نَفَر	پٹر ول، مٹی کا تیل	نَفت

نَفَس	سانس	نَقّاشي	مصوّري
نُقره	چاندى	نِگاه	نظر
نِمایشنامه	<i>ڈرامہ</i>	نَمدار	بھيگا ہوا
نُوبَت	باری	نور	روشنی
نِوِشته	4.5	نُوع	فتم
نَوِه	نواسه ، پوتا	نِویِسَندہ	مصنف
واقِعاً	در حقیقت	وَالاّ	و گرنه
<u>و</u> َجُزآن	وغيره	وَسيله	ذريعيه
وَسَط	ورميان، 📆	وَرزِش	كھيل
وَفادار	باوفا	وَقتی که	جبکه ، جس وقت
وَقتِ ملاقات	ملا قات كاوقت	هَديه	<i>.5</i>
هَر	م رایک	هَرجا	م ر جگهه ، جهال کهیں
هَرچه	£., 9.	هَرقَدر	جتنا بھی ہو

هَركدام	جو کوئی	ۿٙڔڰؚڗ	تجھی نہیں،م _ر گز
هَريک	م رایک	هَمسایه	پڑوسی
هَمسَر	شریک حیات	هَمكار	سائتھی
هَمين	يري.	هَمين الان	الجفي الجفي
هِندى	هندوستانی	هَنگام	وقت
هَنگامي که	جب که	هَويج	7,6
هِيّتِ دُولَت	كابينه	یاد	حا فظه
يُبوسَت	خشکی، قبض	يَخ	مٹھو س برف
يَخچال	فرِح، ديفريج پيڙ	یِک خُردہ	تھوڑاسا
یِک دَندہ	ضدتي	یِک دیگر	ایک اور
یک شَنبه	اتوار	یِکُم	اوّل

عام بول جإل والے جملے

ار دو فارسی

ہیلو سلام

صبح بخير صبح بخير

آپ کیے ہو؟ چطور هستید؟

مين تھيك ہول. من خوبم.

شكري متشكرم

آپ کانام کیاہے؟ اسم شما چیه؟

آپ ہے ال کر خوش ہوئی. از ملاقات شما خوشبختم.

میں آپ کی کیے مدد کر سکتا ہوں؟ چگونه می توانم به شما کمک کنم؟

آپ کیا کرتے ہیں؟ چه کار میکنی؟

تم خوبصورت هو. تو زيبايي.

مجھآپ کے ملک سے پیار ہے۔ من کشور تو را دوست دارم.

ميرے خيال ميں اس كاذاكقہ الچھا ہے۔ به نظر من طعم خوبى دارد.

مين معافى حالية الهول. متاسفم.

آپ کا کیامطلب ہے؟ منظورت چیه؟

كياآپكلآزادين؟ فردا آزاد هستى؟

آپ کے ساتھ بات کرنااچھالگا۔ چت کردن با شما خوب بود

بهت بهت شکری. بسیار از شما متشکرم.

كل مليس ك. فردا مي بينمت.

الوداع خدا حافظ

شب بخير شب بخير

Model Question Paper

Part A

سوال نمبر 1: _ معنی لکھیں: روز نامہ، سرود، د استان کو تاهه سوال نمبر 2: ـ ترجمه کریں: ـ ہر جامی رفت برادر زادہاش را ہاخود می برد ـ سوال نمبر 3: ـ فارسي ميں جواب لکھيں ـ حضرت محمر صلى الله عليه وسلم كيست؟ سوال نمبر 4: ـ فارسي ميں جواب لکھيں ـ بیابانی که دورفیق از آن می گذشتند مانندچه بود؟ سوال نمبر 5: ۔ شامل نصاب تین ادیوں کے نام ککھیں۔ Part. B سوال نمبر 1: ـ درج ذیل خالی جگهوں کوپر کریں۔ (۱) من نامه باصدای می خوا (م، بلند، را) (۲) تومقاله راصدای (آ هسته ، یا ،خوان) (۳) بچهه ها.....روز...... مدرسه نمی(در، سرود،خوانند، هر) (۴) از منمن دوست مست (م، تو، نترس) سوال نمبر 2: _ گنتی ۲۰ سے ۴۰ ہم تک فارسی میں لکھیں _ سوال نمبر 3: _ فارسي ميں جواب لکھيں _ (۱) په نظر حضرت محمد زور مند ترازېمه کيست؟

(۲)خير چراتشنه ماند؟

سوال نمبر 4: _ فارسی میں جواب لکھیں _

(۱) درخت سکویادر کجامی روید؟

(۲) درخت غذای خو در ااز کجامی گیر د؟

سوال نمبر 5: _ فارسی میں جواب لکھیں _

(۱) مخترع تلفن کیست؟

(۲)ابو علی سینا که بود؟

Part C

نوٹ پارٹ(c) میں سے کوئی سے دوسوالات کے جوابات مطلوب ہیں۔ سوال نمبر 1: -جملہ ہای زیر رامانند مثال تغیر دھید- عروسک دراتاق است - (عروسکی دراتاق است)

(۱) کار گربه کارخانه می رود -

(۲)مادر به فرزندش غذامی د صد-

(۳) پزشک بیار رامعاینه می کند-

(۴) استاد به کلاس در س می رود-

(۵) کاغذروی میزاست-

(٢)مهمان به خانهٔ ماآمد-

(۷) پسر در ورز شگاه است-

(۸)زن به بازار می رفت-

سوال نمبر 1: ـ باسیاق وسباق ترجمه و تشر ت^{ح کر}یں۔

دور فیق بودند به نام خیر وشر -روزی آهنگ سفر کردند-هریک مشکی پُرآب و توشه ای با خود برداشت-رفتند تابه بیابانی رسیدند که از گرما چون تنوری تافته بودوآئن درآن از تابش خور شید نرم می گشت- خیر که بیخبر از این بیابان سوزان آبهای خودراتا قطرهٔ آخیر آشامیده بود تشنه ماند-اما چون گوهر بدر فیق خودرامی شاخت دم نمی زد، تاجایی که از تشنگی بیتاب شد و دیده اش تارگشت-سرانجام دو لعل گرانهای را که باخود داشت در برابر جرای آب به شرواگذاشت-شربه خبث طینت آن را نیزیر فت و گفت: فریب تو نخوایم خورد-سوال نمبر 2: - باسیاق و سباق ترجمه و تشر ت کرین -

نام من کریستی براون است-در یکی از روزهای بهارسال ۱۹۳۲ میلادی به دنیا آمده امتاچهارها بگی من باکودکان دیگر تفاوتی نداشتم-در آن موقع بود که مادرم متوجه شد من باکودکان
دیگر فرق دارم و برای غذا دادن به من مجبوراست سرم را با دست نگه دارد-چون اندکی
بُزر گتر شدم مادرم به نقصهای دیگر من پی بردو فهمید که نه تنها سرم بلکه هیچیک از اعضای بدنم
رانمی توانم به اختیار خود حرکت دهم-حتی قلهایم نمی توانستند پیتانک شدیشهٔ شیر را در دهان نگه
دارند-

سوال نمبر 3: ـ - ناول نگار کی حیثیت سے محمد حجازی کا مقام متعین کریں۔ سوال نمبر 4: ـ سلجو قی دور کے فارسی ادب کا جائزہ پیش کریں یا مسعود سعد سلمان کے کلام پر روشنی ڈالیں۔ Note: Attempt five questions in all, selecting one question from each unit. All questions carry equal marks.

Unit-I

1-جمله های زیر رامانند مثال تغیر د هید-عروسک دراتاق است - (عروسکی دراتاق است)

(1) کار گربه کارخانه می رود-

(2)مادر به فرزندش غذامی د هد-

(3) پزشک بیار رامعاینه می کند-

(4)استاد به کلاس در س می رود -

(5) كاغذروي ميز است-

(6) مهمان به خانهٔ ما آمد-

(7) پسر در ورز شگاه است -

(8)زن به بازار می رفت-

2:-ترجمه سيحيخ

دیروزنادر مریض شده بود-اوسر ماخور ده بود-مریّب عطسه می کردگاهی سرفه می کرد-گلویش درد می کرد-نزدیک سی و نه در جه تب داشت-سرانجام ، پیش از ظهر بامادرش به درمانگاه رفت-در درمانگاه چند نفر بیار منتظر نشسته بودند- دیروز هم من به بیارستان رفتم-وقتی اورادیدم، خیلی خوش حال شدم-چون حال او خیلی بهتر شده بود-او هم از دیدن من خوشحال شد-درین هنگام ،د کتروارداتاق شدودوستم را معاینه کرد-اوپس ازمعاینه کسجندی زدوگفت: شاخوبخواهید شد-

Unit-II

3:- باسياق وسباق ترجمه و تشر ت مح يجيئ -

دور فیق بودند به نام خیر وشر-روزی آهنگ سفر کردند-هریک مشکی پُرآب وتوشه ای با خود برداشت-رفتند تابه بیابانی رسیدند که از گرما چون تنوری تافته بودوآئن درآن از تابش خور شید نرم می گشت- خیر که بیخبر از این بیابان سوزان آبهای خودراتا قطرهٔ آخیر آشامیده بود تشنه ماند-اماچون گوهر بدر فیق خودرامی شاخت دم نمی زد، تاجایی که از تشنگی بیتاب شد و دیده اش تارگشت-سرانجام دو لعل گرانهای را که باخود داشت در برابر جرای آب به شرواگذاشت - شربه خبث طینت آن را نبریر فت و گفت: فریب تو نخوایم خورد-

4: باسياق وسباق ترجمه و تشريح يجيح-

شب بر قلب افریقاسایه اقکنده بود-در میان جنگل انبوه خانهٔ کوچکی دیده می شد- بادگرم، شاخ برگ و نخله ارا نوازش می داد و عطر گلهای گرمیری را به همراه می آورد-گاه و بیگاه غرشش و بانگ جانوران می رسید-از پنجره خانهٔ کوچک هیکل مر دبلند بالایی که پشت میز نشسته بود دیده می شد-موهای سبید و پر پشت او بر پیشانی پر چینش فرور پخته بود-در میانِ انگشتان نیر و مندش قلم آبسته حرکت می کرد- هنگامی که سر از روی کاغذ بر می داشت فروغ دیدگان و گیرایی چهره قامی آبه جنگل اش آدمی رادر شگفت می افکند-مردگاهی از پشت میز بر می خاست و از پنجره نگاهی به جنگل تاریک می افکند و دو باره به نوشتن می پرداخت-

Unit-III

5:- باسياق وسباق ترجمه وتشر ت مح يجيخ-

نام من کریستی براون است-در یکی از روزهای بهارسال 1932 میلادی به دنیا آمده امتاچهارها بگی من باکودکان دیگر تفاوتی نداشتم-در آن موقع بود که مادرم متوجه شد من باکودکان
دیگر فرق دارم و برای غذا دادن به من مجبوراست سرم را با دست نگه دارد-چون اندکی
بُزر گتر شدم مادرم به نقصهای دیگر من پی بردو فهمید که نه تنها سرم بلکه هیچیک از اعضای بدنم
را نمی توانم به اختیار خود حرکت د هم-حتی قلهایم نمی توانستند پستانک شدیشهٔ شیر را در دهان نگه دارند-

6:- باسياق وسباق ترجمه و تشر تر مح محيجئ -

درآن زمان رسم نبود که دختران درس بخوانند وبیشتر مردم بحضوص اشراف آموختن علم رافقط برای پیران لازم می دانستند ولی فلورانس میل نداشت که مانند دختران اشراف پرورش یابد-ازاین روباکمک پدربه تحصیل علم پرداخت-هنگامی که کوچک بودروزی به پزشکی کمک کردتا پای شکتهٔ سگی رازخم بندی کند-ازآن وقت به کارپرستاری علاقه مندگشت و چون برزرگ شدخواست که به آموختن این فن بپردازد-فلورانس باسی و بهشت نفراززنان پرستار به میدان جنگ شافت-

Unit-IV

7- ناول نگار کی حیثیت سے محمد حجازی کا مقام متعین کیجئے۔ 8- سوالہای زیر رایاسخ (بزبان فارسی)بد ھید- (1) بیابانی که دور فیق از آن می گذشتند مانندچه بود؟

(2)آلبرت شوا تیزر که بود؟

(3) به عقید و آلبرت مهمترین سالهای زندگی انسان چه سالهای است؟

(4) به عقید هٔ آلبرت نیک بختان چه و ظیفه ای دارند؟

(5) كريستى چندسالگى نقاشى ياد گرفت؟

(6)چه کسی در نوشتن به کریستی یاری کرد؟

Unit-V

9- سلجو قی دور کے فارسی ادب کا جائزہ کیجئے؟

10- قصیرہ گو کی حیثیت سے مسعود سعد سلمان کے کلام پر روشنی ڈالیے؟